



بہائی تحریک

میں

سکس ایوان العطاء جالندھری

قادیان

محمد رسول اللہ ﷺ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عرض حال

امسال موسم گرما میں نظارت و دعوت و تبلیغ نے مجھے کشمیر میں منعین کیا۔ قیام سرینگر کے عرصہ میں بہائی مبلغین سے کئی گفتگو ہوتی رہی۔ بہائیت کے متعلق بعض لیکچر بھی دیئے گئے۔ چونکہ اکثر لوگ بہائی تحریک کی حقیقت سے اسکی فرض و غایت سے ناواقف ہیں اور بہائی صاحبان عام درباب باتوں کے علاوہ اپنی اس شریعت تک کو ظاہر نہیں کرتے جبکہ متعلق ان کا عقیدہ ہے، کہ اسکے آنے سے قرآن مجید منسوخ ہو گیا ہے (نموذ باسد) اور اب سارے مذاہب کے لوگ جیتنگ اس پر عمل نہ کریں ان کی نجات نہیں ہو سکتی۔ اسلئے لیکچروں اور گفتگو کے علاوہ یہی مناسب سمجھا گیا کہ بہائی تحریک پر ایک مفصل تبصرہ بھی شائع کیا جائے جس میں باہیت اور بہائیت کی تاریخ و اصولوں کے میان کلام بہائی شریعت بھی من و عن شائع کر دی جائے۔ نیز اس شریعت کا اسلامی شریعت سے مختصر موازنہ ہو اور باہائی بہائیت کے دعویٰ الوہیت پر بھی روشنی ڈالی جائے۔ وغیرہ وغیرہ۔

زیر نظر رسالہ بہائی تحریک پر تبصرہ "کا ایک حصہ بیٹے سرینگر اور آسنور میں مرتب کیا ہے اور ایک حصہ قادیان شریف آکر لکھا ہے مجھے اعتراف ہے کہ میں تبلیغی سفروں وغیرہ کے باعث اس رسالہ کو حسب الخواہ شائع نہیں کر رہا گو مجھے توقع ہے کہ مضامین کے اغنیائے سے بہائی تحریک پر تبصرہ "مہم باہمی ثابت ہوگا۔ انشاء اللہ۔ اگر معزز قارئین کوئی قابل اصلاح امر محسوس کریں، تو براہ کرم خاکسار کو مطلع فرمائیں، تا آئندہ اشاعت میں اس نقص کو دور کر سکیں گوشش کیجائے۔ اس سلسلہ میں ہر تنقید اور مشورہ شکر یکساں مقبول ہوگا۔ وَاللّٰهُ التَّوَفِیْقُ۔

میں جناب ناظر صاحب عودۃ و تبلیغ کی حوصلہ افزائی، اور جناب مولوی فضل الدین صاحب کیل و انور شیخ علیہ السلام

صاحب مولوی فاضل کے مشوروں اور تعاون، اکاشگر گزار ہوں۔ جَزَاءَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ

لئے میرے ہادی اے! تو اپنے کہہ اس سال کو قبول فرما اور اسے ہتھوکی بربائت موجب بنا۔ تیری توجیہ و جلال دنیا ظاہر ہو اور تیرے پاک نبی ہمارے محسن آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور تیری مقدس کتاب قرآن مجید کی عظمت سے لوگ گاہ ہوتے ہیں فرستادہ احمد سر اور احمدیت کی حقیقت بل جہان پر روشن ہو۔ اے میرے خدائے! تو اس بہائیت کی تاریکیوں میں متلاسا نوا کر اور شریعت نہا۔ اللہ اولین باد الطیب اید

ادنی خادم سلسلہ احمدیہ

قادیان، دارالامان

ابوالعطا رحمان دہری مولوی منشا

۲۰ ذوالقعدہ ۱۳۵۹ ہجری قمری مطابق، ۲۰ فروری ۱۹۴۰ء ہجری شمسی

بہائی تحریک پر تبصرہ

CHECKED-200

فہرست مضامین

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۴	قرۃ العین کے حالات	۱	عرض حال
۳۸	باب نے صبح ازل کو جانشین مقرر کیا	۵	مقدمہ (بہائی فتنہ اور اسکا علاج)
	باب کا قتل		فصل اول
	باب کی دو خاص حرکتیں		(بانی تحریک کی تاریخ از صفحہ ۹ تا ۱۴)
	بابیوں کی "قتل بانیاں"	۹	باب کے متعلق شیعہ عقیدہ
	فصل دوم	۱۱	فرقہ شیخیہ اور اسکا بانی
	اسلامی شریعت کے نسخہ کر نیے متعلق بابیوں کی سازش	۱۳	طریقہ کشفیہ اور اس کا بانی
	اور بابی شریعت کے چند احکام (۱۲۹ تا ۱۴۲)	۱۶	علی محمد باب سید کاظم کا شاگرد تھا
۴۹	اسلامی شریعت کے نسخہ کا خیال کب اور کیوں پیدا ہوا	۱۷	ایران کی مذہبی حالت اور انتظار موعود
۵۱	نسخ شریعت اسلامیہ کے متعلق بابیوں کی سازش	۱۸	ایران کی ملکی حالت اور بابی تحریک
۵۳	بابی تحریک یقیناً و جالی تحریک ہے	۱۹	باب کی دعویٰ سے پہلی زندگی
۵۵	بابیوں کی تین شریعتوں پر مختصر تبصرہ	۲۲	باب نے پہلے کب اور کیا دعویٰ کیا ہے؟
۵۵	البیان کی حقیقت	۲۵	باب نے دعویٰ مہدویت کب کیا ہے؟
۵۶	صبح ازل اور اسکی کتاب	۲۶	باب کے ماننے والے عوام کی حالت
۵۸	"الاقدس" کی تصنیف	۲۹	باب کی علمی قابلیت
	البیان اور الاقدس کی پوزیشن	۳۱	باب کا توہین نامہ اور دعویٰ باییت سے انکار
	ایک منطقی سوال		

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۸۰	بہاء امد کی وقاست فصل چہارم بہائیوں کی جدید شریعت اقدس کا اصل نسخہ (از صفحہ ۸۱ تا ۱۲۵)	۶۲	باب کی شریعت کے چند احکام فصل سوم بہائی تحریک کی تاریخ (از صفحہ ۶۵ تا ۸۰)
۸۱	اقدس کے متعلق بہائیوں کا ادعاء	۶۵	بہاء امد کی پیدائش اور ابتدائی حالات
۸۲	اقدس کی اشاعت کے متعلق بہائیوں کا رویہ ہماری شائع کردہ اقدس اور بہائیوں کے نام انعامی جلیغ	۶۶	قتل باب کے بعد بہاء امد کی سکیم
۸۳	اصل نسخہ اقدس عربی فصل پنجم بہائیوں کی شریعت اقدس کار و ترجمہ از صفحہ ۱۳۶ تا صفحہ ۱۶۶	۶۷	بہاء امد نے عراق کا سفر کیوں اختیار کیا؟
	فصل ششم اسلامی شریعت اور بہائی شریعت میں موازنہ (از صفحہ ۱۶۶ تا صفحہ ۱۹۰)	۶۸	بغداد میں مسیح ازل کی طرف سے مشکلات
۱۴۷	کیا قرآن مجید "اقدس" کا موازنہ ہو سکتا ہے؟	۶۹	بہاء امد کا سلیمانیا کی طرف تکل جانا
۱۴۹	بہاء امد کے بیٹوں کے ضمیر کی آواز	۷۰	سلیمانیا سے واپسی بغداد میں
۱۵۰	بہائی شریعت کے تین حصے ہیں	۷۱	کتاب ایقان کی تالیف
۱۵۱	بہائی شریعت اور سیاسیات	۷۲	بغداد میں "من بظہر اللہ" ہونیکے دعویٰ
	بہائی شریعت کا کھانے پینے کی چیزوں میں کوئی دخل نہیں۔	۷۳	بغداد سے روانگی اور بہاء امد کا خفیہ دعویٰ قسطنطنیہ اور نہ کو روانگی اور حکومت کی برسرِ لوک اور نہ میں بہاء امد کا دعویٰ اور بہائی تحریک کا آغاز
		۷۴	بہاء امد کی شکاکہ روانگی
		۷۵	عکام میں بہائیوں کا تشدد آمیز رویہ
		۷۶	کیا عکام میں بہاء امد قیدی تھے؟
		۷۸	عکام میں بہاء امد کے مشاغل
		۷۹	بہاء امد کی وصیت جانشین کے متعلق
		۸۰	بہاء امد کی تین بیویاں اور اولاد

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۸۶	سکتی جائے اور کا مالک صرف لڑکا ہوگا	۱۷۲	بہائی شریعت میں کو پاک قرار دیتی ہے
۱۸۷	وصیت کے سارے قانون منسوخ ہو جائیں گے	۱۷۳	بہائی شریعت کے چند غیر متناسب احکام
۱۸۸	بہاء الہدای اور غلامی	۱۷۴	نظافت کے متعلق ناقص حکم
۱۸۹	ایک زبان کا انتخاب اور بہاء الہدای کا عمل	۱۷۵	بہائی شریعت میں صرف ماں سے نکاح حرام ہے
۱۹۰	کھلا چیلنج فصل ہفتم	۱۷۶	بہائی شریعت اور تعدد ازواج
	قرآن مجید زندہ اور غیر منسوخ شریعت ہے (از صفحہ ۱۹۱ تا ۲۰۸)	۱۷۷	بہائی شریعت میں عفت کے خلاف قوانین
۱۹۱	بہائیت کی بنیادوں پر شریعت اسلامیہ کے عقیدے پر ہے	۱۷۸	سال کے انیس مہینے
۱۹۲	آیت مانسوخ من آیتہ کا صحیح مفہوم	۱۷۹	بہائی شریعت میں باہی شریعت کے اغلاط کی تصحیح
۱۹۳	نئی شریعت کب آتی ہے	۱۸۰	بہائی تعزیرات کا ناقص ہونا
۱۹۴	بابی اور بہائی زعماء کا اقرار کہ قرآن مجید عالمگیر ہے	۱۸۱	بیت العدل قائم نہیں ہوا
۱۹۵	اکل اور جامع شریعت ہے۔	۱۸۲	بہائی شریعت میں قبر پرستی کا حکم
۱۹۶	قرآن مجید محفوظ اور تحریر سے سب سے شریعت ہے	۱۸۳	بہائی نمازیں۔ باجماعت نماز کا حکم منسوخ کرنے کا نقصان
۱۹۷	قرآن مجید کے منسوخ نہ ہونے پر پچیس دلائل	۱۸۴	بہائی روزے
۲۰۵	لفظ القیم کی لغوی تحقیق	۱۸۵	بہائیوں کا حج
۲۰۶	ایک فیصلہ کن بات فصل ہشتم	۱۸۶	بہائی شریعت اور غرباء کے حقوق کا سوال
	بہاء الہدای نے الوہیت کا دعویٰ کیا ہے! (از صفحہ ۲۰۹ تا ۲۲۸)	۱۸۷	افیون، شراب اور سوڑے کے متعلق حکم
۲۰۹	نبوت اور الوہیت کے معنی ہوتے رہے ہیں	۱۸۸	اثاث البیت تبدیل کرنے کا حکم
		۱۸۹	مہر کی حد ہستی
		۱۹۰	تقسیم میراث اور بہائی شریعت

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۴۱	آیت ولو تقول علینا کامعیار اور بہاء اسد	۲۱۰	بہاء اسد کے دعویٰ میں غلط فہمی کی وجوہات
۲۴۳	باب اور بہاء کی قبر میں کہاں ہیں	"	بہاء اسد نے اپنے دعویٰ پر ایمان لانا فرض قرار دیا ہے
	فصل دہم	۲۱۱	بہاء اسد نے دعویٰ نبوت نہیں کیا
	بہائیت اور احمدیت	۲۱۲	بہاء اسد دعویٰ الوہیت تھا
	دش امتیازی فرق	۲۱۳	دعویٰ الوہیت بھی اور اقرار بشریت بھی
	(از صفحہ ۲۴۳ تا ۲۵۷)	۲۱۴	بہاء اسد کے دعویٰ الوہیت کی نوعیت
۲۴۴	توحید الہی	۲۱۵	بہاء اسد کے ادعا الوہیت پر المٹنار کا بیان
۲۴۶	مقام محمدیت	۲۱۶	بہاء اسد کے دعویٰ الوہیت پر تیس واضح حوالجات
۲۴۷	فتوٰں مجیدہ		مذہبی شتاہ اللہ صفا ام تسمی کا اقرار کہ بہاء اسد
۲۴۸	خاتم النبیین	۲۲۷	دعویٰ نبوت نہ تھا۔
۲۵۰	حیات و وفات مسیح	۲۲۸	اہل بہاء کی سامنے فیصلہ کی راہ
۲۵۱	لفظی الہام		فصل نہم
۲۵۲	ملائکہ		بہائی تحریک کے متعلق بعض اہم سوالات اور ان کے جوابات
۲۵۳	قیامت		(از صفحہ ۲۲۹ تا ۲۳۳)
"	حلقہ ثلاثہ	۲۲۹	بابیوں اور بہائیوں کی تعداد
۲۵۵	آئینہ پروگرام	۲۳۲	کیا بہائی خلفائے ثلاثہ کی خلافت کے قائل ہیں؟
	خاتمہ	۲۳۳	اہل بہاء کا غیر بہائیوں کے متعلق فتوے
	جماعت احمدیہ کے موجودہ امام ایدہ استغفر	۲۳۳	آیت یخرج الیہ فی یوم کان مقداره الف سنہ
۲۵۴	کی طرف سے بہائیوں کے موجودہ زعم کو	۲۳۳	کا صحیح مفہوم۔
	دعوت مقابلہ۔	۲۳۹	یوم یزاد الملتاد من مکان قریب کا مصداق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بہائی اور اسلام کا علاج

اسلام کا آغاز ضعف کیمیا لیت میں ہوا اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت نامائی کیلئے وادی بطحاء میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو منتخب فرمایا۔ آپ خدا لئے ذوالجلال کی رسالت کے ادا کر نیمیڈ پل جلیل ثابت ہوئے۔ خداوند تعالیٰ نے فرمایا تھا
 اَفَلَا يَدْرُونَ اَنَّا نَأْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا اَفَهُمْ الْعَلِيْمُونَ ^۱ ہرگز اور ہرگز اسلام کو
 تقویت حاصل ہوئی اور خدا کا کلمہ بلند ہوا حتیٰ کہ مخالفت بھی پکار اٹھے، کہ محمد عربی سببیوں سے زیادہ کامیاب نبی ہے ^۲ اسلام
 کا عروج ضعف کے بعد ہوا وہ اسکی صداقت کا نشان ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسکی پست گوئی قبل از وقت بیان کر دی گئی
 تھی۔ اسی ابتدائی زمانہ میں بتایا گیا تھا کہ اسلام کی ترقی کے بعد پھر ایک ویر مگروری کا آئینہ کیوشک ان یأتی علی
 الناس زمان لا یبقی من الاسلام الا اسمہ ولا یبقی من القرآن الا رسمہ ^۳ کہ لوگ اسلام کی حقیقت
 سے ناواقف ہونگے! اسلام کا نام اور قرآن کے الفاظ باقی رہ جائینگے۔ یہ بھی خبر دی گئی تھی کہ اس آخری زمانہ میں اسلام
 کے کچننے کیلئے اندرونی اور بیرونی فتنے بکثرت پیدا ہونگے ان میں بدی الساعۃ فتناً کقطع اللیل المظلم ^۴
 ان فتنوں میں سے ایک مجالی فتنہ ہے جسکی مختلف شاخیں ہیں ان شاخوں میں سے ایک شاخ کا ذکر کرتے ہوئے آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ الدجال ینخرج من ارض بالمشرق یقال لها خراسان کہ وہاں کی تحریک خراسان
 سے شروع ہوگی۔ دوسری حدیث میں آتا ہے۔ انہ خارج خلدۃ بین الشام والعراق فعات یمینا و
 عات شمالا ^۵ کہ وہ وہاں شام اور عراق کے درمیانی راستہ میں سے گزرینگا، اور دُنُس بانیس فسا پھیلدائینگا اس
 وہاں کے زمانہ زندگی کے متعلق بتایا گیا ہے۔ یکت الدجال فی الارض اربعین سنۃ ^۶ کہ وہ چالیس برس تک
 رہینگا وہاں کے نصیب العین کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بینہ اسے ویا میں بیت اسے کہ گرو
 طواف کرتے دیکھا ہے جسکی تعبیر یہ تھی کہ ”ید ورحول الدین یسبحی العوج والفساد ^۷ کہ وہ دین اسلام
 میں کجی تلاش کرنے اور اس میں خرابی پیدا کرنے کی کوشش کرینگا اس وہاں کے مقام بلاکت کے متعلق رسول خدا صلی اللہ

۱۔ انبیاء آیت ۲۲۔ ۲۔ انسا بیکل پیڈیا برٹینیکا زیر لفظ قرآن۔ ۳۔ مشکوٰۃ کتاب العلم ص ۳۸۔ ۴۔ مشکوٰۃ سنن ابوالفثن۔ ۵۔ مشکوٰۃ ص ۳۲
 ۶۔ مشکوٰۃ ص ۳۲۔ ۷۔ مجمع البحار جلد ۲ ص ۳۲

علیہ وسلم فرماتے ہیں نصر الملائكة وجبه قبل الشام وهذا لك بهدلت۔ کہ ملائکہ سے مرکز اسلام پر حملہ نہ کرنے دینگے بلکہ اس کا منہ ملک کی طرف پھیر دینگے اور وہ وہیں ہلاک ہوگا اس کے صادق ترین نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مجال کی ایک علامت یہ بیان فرمائی ہے۔ کہ اس کے اتباع جو زیادہ تر اصفہان و ایران کے ہوں گے اسے نبی یا رسول نہ کہیں گے۔ بلکہ اس کے دعویٰ رُبوبیت کے ماننے والے ہونگے وہ مومنوں سے کہیں گے اوما تو من بن بنا کہ تم بھی مجال کو رب مانو۔ ان احادیث نبویہ میں مجالی تحریک کی ایک شاخ کا ذکر کیا گیا ہے ان پیشگوئیوں کا پورا ہونا، اسلام کی حالت کا کمزور ہو جانا اور خراسان سے ایک مجالی تحریک کا اٹھنا اسلام کی صداقت کا ایک اور ثبوت ہے۔

(۲)

ان احادیث میں بیان کر دہ علامات کے مطابق بہائی تحریک اس پیشگوئی کی پوری پوری مصداق ہے (۱) بہاء اللہ اور قرۃ العین وغیرہ نے قرآنی شریعت کے منسوخ قرار دینے کی سازش سے پہلے بدشت کافرستان (علاقہ خراسان) میں کی تھی۔ (۲) بہاء اللہ شام اور عراق کے درمیانی راستوں میں فساد پھیلاتا ہوا قسطنطنیہ و ادرنہ وغیرہ گیا۔ (۳) بہائیوں کا دعویٰ ہے کہ بہاء اللہ کی مدت تقریباً چالیس برس تھی۔ (۴) بہاء اللہ کا پروگرام یہی تھا کہ کسی طرح اسلامی شریعت میں تقاضے ثابت کرے۔ اور اسے منسوخ قرار دیکر مسلمانوں کے اعراض کا انتقام لے۔ (۵) قدرت نے اسے ایران سے نکال کر نجد اور قسطنطنیہ کے بعد عکا ملک شام میں بند کر دیا بہائیت کے اسی علاقہ میں فوت ہوا۔ (۶) بہاء اللہ کے اتباع فلسطین، مصر اور ہندوستان وغیرہ میں جو بھی پائے جاتے ہیں ان میں سے بڑی تعداد اصفہانی اور ایرانی لوگوں کی ہے۔ (۷) بہائی صاف کہتے ہیں کہ ہم بہاء اللہ کو نبوت یا رسالت سے متصف نہیں مانتے بلکہ اسے مقام رُبوبیت پر مانتے ہیں لکھا ہے: ”لہو قائم موعود لہو مقام رُبوبیت و شارعبیت است“۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاَنَّا لَہٗ لَحَافِظُونَ ۱۰ کہ ہم اسلام کی حفاظت کریں گے اور اسکے خلاف اٹھنے والے فتنوں کا ازالہ کریں گے۔ اس مجالی فتنہ کا کیا علاج بتایا گیا تھا اور کیا وہ علاج پیدا ہو گیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ مجالی فتنوں کے اسیصال کیلئے مسیح موعود اور عہدی معبود کی بعثت مقدر ہے۔ مسیح کی حدیث میں مجالی فتنہ کے بعد بعثت مسیح کا ذکر ہے۔ اور عہدی کے متعلق

۱۰ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۱۱ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۱۲ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۱۳ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۱۴ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۱۵ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۱۶ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۱۷ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۱۸ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۱۹ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۲۰ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۲۱ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۲۲ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۲۳ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۲۴ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۲۵ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۲۶ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۲۷ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۲۸ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۲۹ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۳۰ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۳۱ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۳۲ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۳۳ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۳۴ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۳۵ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۳۶ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۳۷ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۳۸ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۳۹ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۴۰ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۴۱ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۴۲ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۴۳ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۴۴ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۴۵ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۴۶ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۴۷ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۴۸ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۴۹ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۵۰ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۵۱ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۵۲ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۵۳ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۵۴ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۵۵ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۵۶ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۵۷ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۵۸ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۵۹ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۶۰ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۶۱ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۶۲ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۶۳ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۶۴ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۶۵ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۶۶ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۶۷ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۶۸ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۶۹ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۷۰ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۷۱ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۷۲ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۷۳ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۷۴ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۷۵ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۷۶ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۷۷ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۷۸ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۷۹ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۸۰ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۸۱ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۸۲ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۸۳ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۸۴ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۸۵ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۸۶ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۸۷ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۸۸ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۸۹ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۹۰ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۹۱ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۹۲ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۹۳ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۹۴ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۹۵ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۹۶ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۹۷ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۹۸ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۹۹ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔ ۱۰۰ مشکوٰۃ ص ۲۷۵۔

حسب ایل حدیث بہائیوں نے خود پیش کی ہے :-

”یقیم الدین ینفتح الروح فی الاسلام یعزادہ الاسلام بعد ذلہ و یجیبہ بعد موتہ“^{۱۰}

ترجمہ مہدی اسلام کو قائم کریگا اور ہمیں روح پہنچو گیگا اسکے ذریعہ اللہ تعالیٰ اسلام کو پھر عزت بخشے گا اور اسکی شہزادی جو فرمازی کہ ازہدیٰ کے لئے لڑے گی۔
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ سیکون فی آخر ہذہ الامۃ قوم لہم مثل اجر اولہم یا مرون بالمعروف
 وینہون عن المنکر و یقاتلون اہل الفتن^{۱۱}۔ کہ امت محمدیہ کے آخری حصہ میں ایک جماعت ہوگی جسکو بھی بیکسیرح
 اجر ملیگا وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریگی اور اسلام کے خلاف اٹھنے والے فتنوں کا مقابلہ کریں گے۔ یہ لوگ یقیناً
 مسیح موعود کی جماعت ہی ہونگے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ از سر نو اسلام کی عزت قائم کریگا اور وہاں جن نقائص کو قرآن مجید
 کی طرف منسوخ کریگا انکا ازالہ کریگا کیونکہ آنحضرت نے روایا میں مسیح موعود کو بھی طواف بیت اللہ کرتے دیکھا ہے۔
 جسکا مطلب یہ تھا کہ بیطوف حول الدین لا قامة اموہ واصلاح فسادہ۔^{۱۲} وہ بن اسلام کی بد نظیر خدمت کریگا۔
 جب اسلام کجیاد فتنہ پیدا ہوئیگی خیر پوری ہوگی تو ضرور تھا کہ اس فتنہ کا علاج بھی پیدا ہو۔ بانی سلسلہ احمدیہ
 علیہ السلام تخریر فرماتے ہیں :-

”آنز جبکہ بڑے بڑے مدت اسلام پر وارد ہو کر تیرہویں صدی پوری ہوئی اور اس منہوس صدی میں ہزار ہا قسم کے
 اسلام کو زخم پہنچے اور چودہویں صدی کا آغاز شروع ہوا تو ضرور تھا کہ خدا تعالیٰ کی قدیم سنت کے موافق موجودہ مفاسد
 کی اصلاح اور دین کی تجدید کیلئے کوئی پیدا ہوتا۔ سو اگرچہ اس عاجز کو کیسا ہی تحقیق کی نظر سے دیکھا جائے مگر خدا نے
 اس امت کا خاتم الخلفاء اسی اپنے بندے کو ٹھہرایا۔“^{۱۳}

بہائیت کی بنیاد اس امر پر تھی کہ قرآنی سلسلہ بعینت منسوخ ہے۔ مگر بانی سلسلہ احمدیہ سے اس نہر کا تریاق پیش
 کرتے ہوئے فرمایا :-

”الف“ اب گئی ایسی وحی یا ایسا الہام متجانس اللہ نہیں ہو سکتا جو احکام فرقانی کی ترمیم یا تفسیر یا کسی ایک حکم کا
 تبدیل یا تغیر کر سکتا ہو۔ اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک کجاعت و عینین ہو خارج اور بھلا اور کافر ہے۔^{۱۴}
 ”ب“ تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے۔ کوئی بھی تمہاری ایسی دینی منزلت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی۔^{۱۵}

۱۰ الفرائد ص ۲۸۵ مشکوٰۃ ص ۳۳۰ قرآن شرح مشکوٰۃ بر تفسیر ص ۴۰۰ - ۴۱۰ چشمہ بر رفت ص ۲۱۹ - ۲۲۰ ازالہ وہام ص ۶۱۱ - ۶۱۲ کشتی نوح ص ۲۲۰

(ج) قرآن شریف کے بعد کسی کتاب کو قدم رکھنے کی جگہ نہیں کیونکہ جس قدر انسان کی حاجت تھی وہ سب کچھ قرآن شریف بیان کر چکا ہے۔

(د) "خدا اس شخص کا دشمن ہے جو قرآن شریف کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہے۔ اور محمدی شریعت کے برخلاف

چلتا ہے۔ اور اپنی شریعت چلانا چاہتا ہے۔"

غرض اللہ تعالیٰ نے بہائی تحریک کے علاج کیلئے اجماعیت کو قائم کیا۔ اور عین صدی کے سر پر۔ مبارک ہو جو

وقت اور ضرورت کو سمجھے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فرستادہ کیساتھ مشاغل ہو کر حق کی تائید کرے۔ حضرت

مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں :-

"مجھے عین چودھویں صدی کے سر پر جیسا کہ مسیح ابن مریم چودھویں صدی کے سر پر آیا تھا۔ مسیح الاسلام

کر کے بھی آیا اور مسیح کے لئے پتے زبردست نشان دکھانا ہے اور آسمان کے نیچے کسی نئی نشان

یا یہودی یا عیسائی وغیرہ کو طاقت نہیں کہ ان کا مقابلہ کر سکے۔ اور خدا کا مقابلہ عاجز اور ذلیل انسان

کیا کر سکے۔ یہ تو وہ بنیادی ایڈٹ ہے جو خدا کی طرف سے ہے۔ ہر ایک جو اس ایڈٹ کو توڑنا چاہے

وہ توڑ نہیں سکیگا۔ مگر ایڈٹ جب اس پر پڑے گی تو اسکو ٹھٹھے ٹھٹھے کر دیگی۔ کیونکہ ایڈٹ خدا کی اور ہمت

خدا کا ہے۔"

یہاں اللہ ناسخ الاسلام ہونیکا دعویٰ ہے۔ اور سیدنا حضرت احمد قادیانی علیہ السلام مسیح الاسلام

میں۔ اپران سے ہی زہر پیدا ہوا۔ اور ایک فارسی الاصل وجود کے ذریعہ ہی اللہ تعالیٰ نے اس کا

ترباق نازل فرمایا۔ جس نے سرزمین ہند (زمین آدم) سے پکارا ہے

پھر وہ بارہ ہے اتارا تو نے آدم کو بیساں

تا وہ نخل راستی اس ملک میں لاشے شمار

وَاللّٰهُ لَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهَ وَيُنصِّرُ عَبْدًا وَيُؤَيِّدُ حِزْبَهُ اَلَا اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ

هُمُ الْخَالِقُونَ

(۱۰۰)

۱۰ چشمہ معرفت ص ۴۳ - ۱۱ چشمہ معرفت ص ۳۲۷ - ۱۲ کشتی نوح ص ۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ وَنِعْمَ الصّٰلِحِیْنَ الَّذِیْنَ کَرَّمُوا

فصل اول

بابی تحریک کی تاریخ

امام غائب کے باب کے متعلق شیعہ عقیدہ اسباب و داعی کو جاننے کیلئے ایران کی اس وقت کی مذہبی و

ملکی حالت پر نگاہ ڈالنا ضروری ہے جب اس تحریک کا آغاز ہوا تھا ایرانی مسلمانوں کی اکثریت شیعہ ہے اثناعشری شیعہ صاحبان کا عقیدہ ہے کہ ان کے بارہویں امام حضرت محمد بن حسن عسکری غائب ہیں، وہ آخری زمانہ میں ظاہر ہونگے۔ انکے غائب رہنے کے زمانہ میں ان سے تعلق کا ذریعہ جو شخص ہوتا ہے اسے شیعہ اصطلاح میں بابا کہتے ہیں مشہور شیعہ مصنف ابو جعفر ابن بابویہ لقمی لکھتے ہیں :-

”وله الى هذا الوقت من يدعى من شيعته الثقات المستورين انه

باب اليه وسبب يؤدى عنه الى شيعته امره و تهميه ۱۰

کہ اس وقت تک امام غائب کے معتبر اتباع میں سے ایسے دعوی دار پیدا ہوتے رہتے ہیں، جو کہتے ہیں کہ وہ اسکے لئے باب یعنی دروازہ ہیں اور اس کا امر وہی اسکے مریدوں کو پہنچاتے ہیں“

علامہ لقمی کے نزدیک ایسے بابوں کا سلسلہ ہمیشہ کیلئے جاری ہے۔ چنانچہ

امام غائب کی غیبوت کے بعد شیعوں میں یکے بعد دیگرے چار اشخاص نے یہ دعویٰ کیا کہ ہم امام غائب کے نائب یا باب ہیں ان میں سے چوتھے باب کا نام ابو الحسن علی بن محمد اسمری تھا۔ جو بقول بہائی مؤرخ عبدالحسین صاحب سنہ ۲۶ ہجری میں فوت ہو گیا تھا۔ حالانکہ اصل بات یہ ہے کہ باب چہارم ابو الحسن اسمری ۵ شعبان ۳۲۸ ہجری کو فوت ہوا تھا۔ اور اسی تاریخ سے شیعوں کے نزدیک غیبت کبریٰ کا زمانہ شروع ہوا ہے۔ اس کی وفات کے بعد عام طور پر نائب کا طریقہ منسود سمجھا گیا۔ مگر یہ خیال قائم رہا۔ ایک بہائی لکھتے ہیں :-

”بہت پرانے وقتوں سے ایران میں یہ روایت چلی آرہی تھی کہ بارہویں امام جو غائب ہو گئے ہیں، تو اپنے فضل کی رو سے اپنے سچے اور طالب معتقدوں کو اپنا دیدار دکھانے کے واسطے دنیا میں اس خدمت کیلئے کسی بزرگ اور پرہیزگار آدمی کو مامور رکھتے ہیں۔ اس آدمی کو وہ اپنی اصطلاح میں باب کا لقب دیتے تھے۔“

بارہویں صدی ہجری کے اواخر میں امام فائب کے منتظرین پر یاس کی حالت طاری ہو رہی تھی اور اس عقیدہ میں لمبے انتظار کے باعث تزلزل پیدا ہونا شروع ہو گیا تھا۔ علامہ مجلسی اور کتاب اکمال الدین کے مصنف نے جس خیال کو قدون وسطیٰ میں راسخ کیا تھا۔ اب اسکی بنیادیں ہل رہی تھیں۔ اسلئے شیعہ صاحبان میں ایسی لوگ کھڑے ہوئے جنہوں نے اپنے پیروؤں کو ”قرب فاموئگی امید پر اس پر اسنے خیال سے وابستہ رکھنے کی کوشش کی۔ ایران میں ایسے لوگوں میں سے شیخ محمد الاحسانی اور السید کاظم الرشتی خاص طور پر قابل ذکر ہیں کیونکہ بابیت اور ہدایت

لہ الکواکب الدریۃ عربی جلد ۱۳ - ۱۴ مقدمہ نقطۃ الکاف مرتبہ پروفیسر ایڈورڈ براؤن ص ۱۰

۱۴ رسالہ بہاء ۱۰ کی تعلیمات مطبوعہ آگرہ ص ۵

اسی درخت کی شاخیں ہیں۔ جسے ان دو اشخاص نے سرزمین ایران و عراق میں یویا تھا۔ اور یہ کہنا بالکل درست ہے کہ سید علی محمد یاب اور مرزا حسین علی بہاء کی تحریک شیخ احسانی اور سید کاظم کی تحریک کا نتیجہ تھی۔

فرقہ شیخیہ اور | شیخ احمد الاحسانی بانی فرقہ شیخیہ بحرین کے علاقہ میں بنی صحرا قبیلہ میں اس کا بانی | ۱۷۵۱ھ ہجری مطابق ۱۷۳۳ء عیسوی میں پیدا ہوا تھا۔ والد کا نام شیخ

زین الدین الاحسانی تھا۔ چھٹی برس کی عمر میں ۲۱ رذو القعدہ ۱۷۳۲ھ ہجری مطابق ۱۷۱۵ء کو مدینہ منورہ کے راستہ میں شیخ احمد کا انتقال ہوا۔ شیخ موصوف نے تحصیل علم کے بعد جن خیالات کا اظہار شروع کیا، وہ اصولی طور پر شیعہ خیالات ہی تھے لیکن تفسیر قرآن مجید اور احادیث کی تاویل میں ان کا طریق علیحدہ تھا۔ اسی بنا پر ان کے ماننے والے شیخیہ فرقہ کے نام سے موسوم ہونے لگے۔ بہائی عالم ابو الفضل لکھتے ہیں:-

ان السيد الاحسانی ولد في القرن الثاني عشر الهجري واشتهر بالعلم والفضل و اوجد مذمبًا خاصًا في المعارف الروحانية وتفسير القرآن والاجاديت النبوية ولذلك اشتهر تلامذته في حياته وحببه بعد وفاته بالفرقة الشيخية والفرقة الشيخية معروفة في بلاد العراق ومنها انتشر مذمبهم الى فارس و خراسان و سائر ممالك ايران^۱

ترجمہ :- شیخ احمد احسانی پانچویں صدی ہجری میں پیدا ہوئے۔ علم و فضل میں مشہور تھے۔ انہوں نے روحانی معارف اور قرآن و حدیث کی تفسیر میں خاص مذہب ایجاد کیا تھا۔ اس لئے انکی زندگی میں ان کے شاگرد اور ان کی وفات کے بعد ان کا گروہ فرقہ شیخیہ کے نام سے مشہور ہوا۔ فرقہ شیخیہ عراق میں معروف ہے اور وہاں سے

فارس، خراسان وغیرہ ایرانی علاقوں میں پھیلا ہے۔
 شیخ کی علمی شہرت کا چرچا دوڑ تک پہنچا تھا چنانچہ ایران کے شیعہ حلقوں میں بھی
 اس کا ذکر تھا۔ قریباً بارہ برس کا عرصہ وہ ایران کے مختلف شہروں میں رہا۔ اس طرح اسکے
 خیالات اسکی شاگردوں کے درمیان سرایت کرتے گئے حتیٰ کہ بعض لوگوں نے بہانہ تک
 کہنا شروع کر دیا کہ :-

”ان المؤمن الحقیق هو الشیخ احمد وان الشیعة الخالصة المریجة
 من اتبعه“^۱

سچا مومن شیخ احمد ہی ہے۔ اور اصلی شیعہ وہ ہے، جو اسکی پیروی کرے۔“
 بہائی مؤرخ مرزا عبدالحسین کا بیان ہے :-

”ان الشیخ لم یخالف الشیعة فی أساس معتقداتهم وكان یطری
 ائمة الهدی..... ویعتقد بخلافة علی المتصلة و امامة ائمة
 الهدی من ذریته“^۲

کہ شیخ نے شیعہ کے اصولی معتقدات کی ذرہ مخالفت نہیں کی۔ وہ اماموں کی بیحد
 تعریف کرتا تھا حضرت علیؑ کو خلیفہ بلا فصل مانتا تھا۔ اور آپؑ کی نسل میں امامت کا
 قائل تھا۔“

امام مہدی کے متعلق شیخ احمد کا قول تھا :-

”ان المہدی هو محمد بن الحسن العسکری و انه حی لم یمت“

کہ امام عسکری ہی مہدی موعود ہے اور وہ زندہ ہے، فوت نہیں ہوا۔“^۳

شیخ احمد احسانی کا خاص مشن جس پر فرقہ شیخیہ معرض وجود میں آیا، یہ تھا کہ امام
 غائب کے متعلق زوال پذیر عقیدہ کو مضبوط کیا جائے اور شیعیت کے واحد سہارا

۱۔ الکواکب ص ۳۲۔ ۲۔ الکواکب ص ۳۲۔ ۳۔ الکواکب ص ۳۲

کو قائم رکھا جائے۔ اسکی ایک ہی صورت تھی، اور وہ یہ کہ مایوس ہونیوالوں کو کہا جائے،
کہ اب امام غائب بہت جلد ظاہر ہونے والے ہیں چنانچہ شیخ احسانی نے یہی طریق
اختیار کیا۔ لکھا ہے :-

”ولم یزل یبشرنا ببعیہ و مریدہ و تلامیذہ باقتراب ظہور الہدی
و دنو قیام القائم المنتظر“

کہ احسانی اپنے اتباع، مریدوں اور شاگردوں کو خوشخبری دیتا تھا، کہ امام
مہدی کے ظہور کا وقت بالکل قریب ہے۔ اور قائم منتظر کے آنے کا زمانہ آپہنچا ہے۔
شیخ احسانی کا یہ پیغام بوضورت وقت کی ایجاد تھا، بہت سے شیعوں کو اسکے گرد
جمع کرنیکا باعث ہوا۔ اور اسی پر فرقہ شیخیہ کا آغاز ہوا۔ شیخ کے جوشیلے شاگردوں نے
اسی بناء پر اسی تیرھویں صدی کا مجدد بھی قرار دیا ہے۔ چنانچہ اسکی قبر پر لگے ہوئے کتبہ
پر لکھا ہے :-

”مجدد رأس المائة الثالثة عشر مولا نا احمد بن الشيخ زین الدین
الاحسانی“

طریقہ کشفیہ اور شیخ احسانی نے مرنے سے پہلے وصیت کی تھی، کہ میرے بعد
اس کا بانی میرا بانشین اور طائفہ کا زعیم السید کاظم الرشتی ہو۔ سید موصوف
۱۲۵۰ھ ہجری میں رشت مقام پر ایک تاج خاندان میں پیدا ہوئے تھے۔ بلوغت کو
پہنچ کر شیخ احسانی کے شاگردوں میں شامل ہو گئے۔ ۱۲۲۲ھ ہجری میں استاد کی
وفات پر اس کی وصیت کے مطابق فرقہ شیخیہ کے رئیس مقرر ہوئے۔ بالعموم وہ شیخ
احسانی کی تعلیمات کو رواج دیتے تھے۔ ابو الفضل بہائی لکھتے ہیں :-

”قام بعدہ تلمیذہ الاجل السید کاظم الرشتی و سعی فی نشر

تعلیمات الشیخ واقتفی اثره و روج مشربہ و

مذہبہ الی ان توفی الی رحمة الله تعالیٰ ۱

کہ احسائی کے بعد اس کا شاگرد السید کاظم اس کا قائم مقام ہوا۔ اس نے شیخ کی تعلیم کو شائع کرنے میں جدوجہد کی۔ اسکے مذہب کو رواج دیا۔ اور اسکے نقش قدم پر چلا، یہاں تک کہ فوت ہو گیا۔

السید کاظم نے بعض امور میں شیخ احسائی سے اختلاف بھی کیا کیونکہ وہ اپنے آپ کو زمانہ اقتدار میں مستقل سمجھتے تھے۔ اس عرصہ میں فرقہ شیخیہ میں کچھ اختلاف بھی پیدا ہو گیا۔ السید کاظم کا طریقہ طریقہ کشفیہ کے نام سے مشہور ہوا۔ سترہ برس تک فرقہ کا پیشوا رہنے کے بعد ۱۲۵۹ھ ہجری مطابق ۱۸۴۳ء میں السید کاظم کریم پور میں ۵۵ برس کی عمر میں فوت ہو گئے۔

السید کاظم رشتی نے اپنے زمانہ حیات میں اپنے شاگردوں کو تین قسموں میں منقسم کر رکھا تھا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں بہائی تاریخ کا یہ بیان غور سے پڑھا جائیگا۔

”واما الطبقة الثالثة فهم التلاميذ الذين لازموا الليل والنهار

وصحبوه بالعشي والابكار وكانوا مستنودين اسرارہ وامناء

جواہر افکارہ ۲

کہ السید کاظم نے اپنے شاگردوں میں تیسرا درجہ ان لوگوں کو دیا تھا، جو دن رات صبح و شام اسکے ساتھ رہتے تھے۔ وہ ان کو اپنے خاص راز بتایا کرتا تھا۔ اور اپنے خیالات کو ان کے سامنے حقیقی شکل میں ظاہر کیا کرتا تھا۔ السید علی محمد بابائی بابیت اسی مکتب کے ہوتے ہیں۔ طالب علم تھے۔ بہائیوں کا دعویٰ ہے، کہ سید کاظم کا یہی ”تھرد کالم“ وہ جماعت ہے جو باب کے دعویٰ پر فی الفور ایمان لے آئی تھی۔ السید

۱۔ مجموعہ رسائل صفحہ ۱۰۰۔ ۲۔ رسالہ ”الباہیون فی التاريخ“ ص ۱۰۰۔ ۳۔ الکواکب صفحہ ۱۰۰۔ ۴۔ الکواکب صفحہ ۱۰۰۔

کاظم کے شاگردوں میں ام سلمیٰ المعروفہ قرۃ العین بھی شامل تھی جو بانی تحریک میں ایک نمایاں شخصیت ثابت ہوئی۔ سید کاظم نے ہی اسے ”قرۃ العین“ کا دلچسپ خطاب دیا تھا۔ لکھا ہے :-

”سید مرحوم لقب قرۃ العین را با و دادند و فرمودند بحقیقت مسائل شیخ مرحوم
قرۃ العین پی برد“

شیخ احسانی اور سید کاظم نے بارہویں صدی ہجری کے اواخر سے قائم آل محمد کے قریب ظہور کی منادی کر کے عوام شیعہ کے خیالات کو اس امید پر کھڑا کر دیا تھا کہ بہت جلد امام فاضل نمودار ہو جائیگا۔ ۲۲۲ھ ہجری میں شیخ احسانی کی وفات کے بعد یہ مرکز امید منہدم ہو گیا لیکن ہونیوالے جانشین کی آواز سے چند سال مزید انتظار میں گزر گئے۔ شیخ احسانی اور سید کاظم کی تجویز امر الہی سے نہ تھی۔ انہیں وحی اور الہام کا دعویٰ نہ تھا۔ نہ ہی انہوں نے اس سلسلہ میں کبھی کلام خداوندی پیش کیا ہے۔ مگر یہ واقعہ ہے کہ عام رو کے باعث اور کچھ ان دونوں کے اعلان کے نتیجہ میں ایران میں ایسی فضا پیدا ہو گئی تھی کہ شیعوں کا ایک طبقہ امام فاضل یا اس کے نائب یعنی باب کے نام سے اٹھنے والی آواز پر اندھا دھند لپیک کہنے کے لئے تیار تھا۔ سید کاظم کا انتقال ۲۵۹ھ ہجری میں ہوا۔ بہائی مؤرخ لکھتا ہے :-

”اما تلامیذ السید بعد وفاته فصاروا فریقین فریق استمر
القرۃ والدرس و فریق آخر أخذ بموجب الفیاء فی ولاقطارو
یرود الاقالیم والامصار والبیوادی والنقار بحتشاعت
المنتظر“

کہ سید کاظم کی وفات پر اسکے شاگردوں کا ایک حصہ تو درس و تدریس

لے تذکرۃ الوفاء مصنفہ عبدالہبہ افندی ص ۲۹۲ یا تحفہ طاہرہ مولفہ اسفندیار بختیاری ص ۵۔ لے الکواکب ص ۷

میں مشغول رہا، اور دوسرا حصہ امام موعود کی جستجو میں جنگلوں، صحراؤں، ملکوں، شہروں اور ویرانوں میں مارا مارا پھرنے لگا۔

یہ بیان کتنا بھی مبالغہ آمیز ہو، مگر اس سے یہ تو ظاہر ہے کہ سید شتی کے شاگرد امام فائیک کے لئے بیتاب تھے اور وہ عالم بیتابی میں اس طرح اٹھے تھے کہ گویا امام کو پیدا کر کے چھوڑینگے۔ ان حالات میں یہ کوئی اچنبھی بات نہ تھی، کہ چند ماہ بعد ۱۲۶۰ ہجری میں فرقہ شیخیہ کا ایک سرگرم ممبر اور سید کاظم کا شاگرد سید علی محمد یہ دعویٰ کر دیتا کہ میں بابت یعنی امام فائب کا دروازہ ہوں۔

بابت سید کاظم | بابت اور بہائیت شیخ احسانی اور سید کاظم کے
کا شاگرد تھا۔ | طریقہ کا ہی مثنیٰ ہے۔ اسی آواز کی صدائے بازگشت ہے

قدیم باطنیت کے ہی دھندلے سے نقوش ہیں۔ اسلئے بہائیت کے مخترع مرزا حسین علی صاحب نے شیخ و سید کو زمین کے دو نور قرار دیا ہے۔ اپنی کتاب ایقان میں جو اس نے بہائیت تلمیذ باب لکھی ہے۔ لکھتے ہیں :-

”اکثر از منجمان خبر ظهور نجم رادر سماء ظاہرہ دادہ اند و چنچنین در ارض نورین نیرین احمد کاظم قدس اللہ تر بہتما“

مرزا حسین علی المعروف بہاء اللہ سید علی محمد بابت کا مرید اور شاگرد تھا۔ اور سید علی محمد سید کاظم کا شاگرد تھا۔ سید کاظم شیخ احسانی کا مرید تھا، اس لحاظ سے بابت اور بہائیت کے ذکر پر ان ہر چہار کا ذکر لازمی ہے۔ پروفیسر براؤن ”باب“ اور ”شیعہ کامل“ کی اصطلاح کو ہم معنی قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں :-

”و شکے نیست کہ شیخ احمد احسانی و بعد از او حاجی سید کاظم رشتی در نظر

شیخیہ شیعہ کامل و واسطہ فیض بودہ اند“

لے ایقان ص ۵۵۔ لے مقدمہ نقطۃ الکاف ص ۵۱

بہائی تاریخ میں باب کے متعلق لکھا ہے :-

”توہم کثیر من الناس ان الباب قرأ علی السید الرشتی“
 کہ اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ باب السید رشتی کا شاگرد تھا۔ مگر بہائی
 مؤرخ کے نزدیک باب صرف ایک دو مرتبہ السید رشتی کے حلقہ درس میں
 شامل ہوا ہے۔ بہر حال باب عقیدتاً و قولاً السید کا نظم کا شاگرد تھا۔ اس کا
 انکار ناممکن ہے۔

ایران کی مذہبی حالت | ایران میں مذہبی طور پر ابتر حالت تھی۔ فرقہ بندی
 اور انتظاری موعود۔ اور تکفیر بازی کا بازار گرم تھا۔ مقالہ سیاح کے مصنف
 یعنی عباس افندی پسر بہاء اللہ نے لکھا ہے :-

”نری ایران ملای بالطوائف المختلفة والاحزاب المتباينة
 كالمتشرعة. والشيخية والصوفية والنصيرية وغيرهم
 وكل واحدة من هذه الفرق والفئات ترمي الاخرى
 بالكفر والزيغ والفسوق“

ترجمہ ہم دیکھتے ہیں کہ ملک ایران میں مختلف فرقے اور علیحدہ علیحدہ حزب
 بکثرت موجود ہیں جیسے متشرعہ، شیخیہ، صوفیہ، نصیریہ وغیرہم۔ یہ ایک دوسرے
 کو کافر اور فاسق قرار دیتے ہیں۔

تیسویں صدی کے وسط میں عوام شیعہ عموماً اور فرقہ شیخیہ کے افراد
 خصوصاً امام مہدی کے لئے چشمِ براه تھے۔ ایک بہائی مصنف لکھتا ہے :-
 ”دراں وقت جمیع شاگردائے شیخ احمد وسید کاظم در نہایت اشتیاق
 و ذوق منتظر ظہور موعود بودند و کمال وجد و ولہ داشتند“

۱۷ الکو اکب ص ۶۸ - ۱۸ دیکھو مقدمہ نقطۃ الکاف - ۱۹ مقالہ سیاح ص ۱۱۱ - ۲۰ عمر مہدی
 عربی طبع ص ۳۲ - ۲۱ رسالۃ التسع عشریۃ ص ۲۰

ترجمہ۔ ان دنوں شیخ احمد اور سید کاظم کے سب شاگرد بے حد شوق و ذوق سے موعود کے ظہور کے منتظر تھے، اور نہایت بیانی اور جوش رکھتے تھے۔
 ایران کی ملکی حالت | ایران دیگر مشرقی ممالک کی طرح قدیم نظام حکومت کے
 اور بانی تحریک۔ خلاف تیار ہو رہا تھا۔ دانا یان فرنگ اپنے مقاصد کے
 پیش نظر ایران کی نبض پر ہاتھ رکھے بیٹھے تھے۔ کہ بانی تحریک کا آغاز ہوا۔ میں
 اس تحریک کے سیاسی پہلو کے متعلق زیادہ لکھتا نہیں چاہتا حکومت ایران نے
 بانی تحریک کے معاندانہ روش اختیار نہیں کی۔ بلکہ کہا، کہ جب تک باب کی طرف سے
 کوئی مغل امن و خلاف قانون حرکت نہ ہوگی۔ حکومت اس سے قطعاً تعرض نہ
 کریگی۔ حکومت اس پالیسی پر کار بند رہی۔ اور جب تک بابیوں نے باغبانہ طریق
 اختیار نہیں کیا۔ حکومت نے ان پر ہاتھ نہیں ڈالا۔ بعض مورخین کا یہ خیال بالکل
 درست ہے۔ کہ اگر حکومت ابتدا سے ہی حازمانہ رویہ اختیار کرتی اور حد سے
 زیادہ نرم طریق پر عمل پیرا نہ ہوتی۔ تو اسے ان مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔ جو
 بعد ازاں پیش آئیں۔ اس امر کا مختصر تذکرہ بابیوں کی قربانیوں کے ذیل میں ہوگا
 اس جگہ صرف اتنا بیان کرنا ضروری ہے۔ کہ غیر ملکی حکومتوں کا اس تحریک کے متعلق
 رہا ہے۔ بہائی تاریخ میں آتا ہے کہ دہمہ جب شاہ ایران پر بابیوں نے گولی چلائی
 تو اس زمانہ میں بہتے مشتہہ گرفتار کئے گئے اس ذکر پر لکھا ہے۔

”اسی زمانہ میں میرزا حسین علی بہاء اللہ بھی قید کئے گئے۔ اور صرف ایک ضلع میں
 ان کے چار سو قصبہ ضبط ہوئے اور اگر انگریزی اور روسی سفیر سفارش نہ کرتے
 تو شاید دنیا کی تاریخ ایک عظیم الشان شخص کی زندگی کے حالات خالی رہ جاتی۔“
 (۲) باکے قتل کئے جانیکے بعد فوراً قنصل روس نے اس کا فوٹو لیکر اپنی حکومت

کو بھیجا (۳) جناب بہاء اللہ لکھتے ہیں کہ :-

”خرجنا من الوطن ومعنا فرسان من جانب الدولة العلية الإيرانية
ودولة الروس الى ان وردنا العراق بالعزة والاقتدار“
ترجمہ - کہ جب ہم ایران سے روانہ ہوئے تو ہمارے ساتھ حکومت ایران اور حکومت روس
کے سوار تھے۔ یہاں تک کہ ہم عراق میں عزت و تکریم سے پہنچ گئے۔“
ایران کی ملکی حالت تغیر کو چاہتی تھی۔ دستوری تحریک شروع تھی شیخ احسانی اور
سید کاظم کے جمع شدہ مواد میں مذہبی انقلاب کے نام پر دیا سلائی لگانے کی ضرورت
تھی سو اس ضرورت کو باہر کے پورا کر دیا اور چند سال کیلئے ایران میدان کارزار
بن گیا۔

باب کی دعویٰ سے | باب کا نام سید علی محمد تھا۔ بعض مؤرخ میرزا علی محمد کہتے
پہلے کی زندگی - ہیں۔ والد کا نام آغا سید محمد رضی مشہور ہے سید علی محمد
یکم محرم ۱۲۳۵ھ ہجری مطابق ۲۰ اکتوبر ۱۸۱۹ء کو شیراز میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ کا
خاندان تجارت پیشہ تھا۔ پندرہ برس کی عمر میں اپنے ماموں کے ہمراہ تجارت میں مشغول
ہو گئے۔ اس سے قبل تعلیم حاصل کی۔ بہائی روایات کے مطابق تعلیم کا اندازہ حسب ذیل تھا :-
”وہ تجارت پیشہ خاندان میں پیدا ہوئے تھے۔ اس واسطے صرف اتنی ہی تعلیم پائی جتنی کہ حتماً
کتا بکے واسطے ضروری تھی جیسی کہ ہمارے ہندوستان میں کچھ زمانہ تک دی جاتی تھی۔ اور ایران
میں آج تک دیجاتی ہے۔ غالباً ہمیں قرآن شریف کا حفظ کرنا بھی شامل تھا۔ جیسا کہ پرانے
طریقہ کے مسلمان خاندانوں کا طریقہ تھا۔“

باب کی تعلیم صرف اس قدر تھی، یا اس سے زیادہ اس کا تخمینہ اس سے لگ سکتا ہے کہ
پندرہ برس کی عمر تک باب پڑھتا رہا ہے۔ اور اس عرصہ میں اس کا استاد اسے خوب مارا بھی

۱۰ اکتوبر ۱۲۳۵ھ - ۱۰ نبدۃ من تعالیم بہاء ص ۱۰۰ - ۱۰ اکتوبر ۱۲۳۵ھ - ۱۰ عصر جدید اردو ص ۱۰۰
۱۰ بہاء اللہ کی تعلیمات ص ۱۰۰ نیز رسالۃ التوحید عشریۃ ص ۱۰۰ +

کہتا تھا۔ بہائی مورخ عبدالحسین لکھتا ہے :-

”جاء بالبیان من بیانات حضرت الباب ما يدل على ان معلمه يسلم بمحمد و

هي قوله يا محمد يا معلم لا تضن بنى فوق حد معين“

کہ بیان میں خود باب کے بیانات سے ظاہر ہے۔ کہ اس کے استاد کا نام محمد تھا۔ چنانچہ باب کہتا ہے کہ اے

میرے استاد محمد! مجھے مقررہ تعداد سے زیادہ نہ مار“

باب ابتداء سے ہی فرقہ شیخیہ میں شامل تھا۔ اس کی تربیت اسکے ماموں کے ہاں ہوئی

جو فرقہ شیخیہ کا سرگرم ممبر تھا۔ باب کا ماحول ان خیالات سے پر تھا کہ امام غائب کو بہت جلد

ظاہر ہونا چاہئے۔ بہائی راوی ہیں کہ :-

”ایام جوانی میں آپ (باب) خوبصورتی، حسن اخلاق، غیر معمولی تقویٰ اور عمدہ چال چلن کے لئے

مشہور تھے۔ آپ نماز، روزہ اور دوسرے ارکانِ اسلام کو نہایت مستعدی کے ساتھ ادا

کرتے تھے“

فرقہ شیخیہ کے خیالات و اوراد کا اس خوبصورت نوجوان پر یہ اثر ہوا کہ جب اس کے

ماموں نے بوشہر میں اسے اور اپنے بیٹے کو مشترکہ دکان کھول کر دی، تو باب کی حالت دگرگوں

ہونے لگی۔ لکھا ہے :-

”حضرة الباب كان يبدي الملل من ذلك ويؤثر الاعتكاف والانزواء

ورغما عن هذا الشغل الشاغل كان كثيراً ما يدع المتجر ويرتي على

سطح المنزل مشتغلاً بالدعاء والابتهاال وتلاوة الاوراد والاذكار“

ترجمہ :- کہ باب اس تجارتی کاروبار سے ملال کا اظہار کرتا تھا، اور گوشہ نشینی کو ترجیح دیتا تھا۔ چنانچہ

مشاغل کے باوجود بسا اوقات وہ دکان کو چھوڑ کر اسکی چھت پر بیٹھ جاتا تھا۔ دھاکرنے بڑھے اور اوراد

پڑھنے میں منہمک ہو جاتا تھا“

باب کی اس حالت کا ایک نتیجہ یہ ہوا کہ اس نے بہائی روایت کے مطابق شیعہ عقائد کی قلمی تائید کرنی شروع کر دی۔ اور امام غائب کے بارے میں بعض تحریرات بھی لکھیں۔ ان تحریروں کا فرقہ شیخیہ میں چرچا ہونے لگا۔ بہائی مؤرخ لکھتا ہے:-

”افاض فی البیان عن المہدی المنتظر وارخی العنان لیراعہ فی وصفہ و
کیحہ عن النقد والتعرض لعقائد الشیعة بل کان یتثنی علیہا ویقرر
صحتها و متانتها حتی وجود المنتظر الغائب“

کہ باب نے امام مہدی اور اس کی صفات کے متعلق نہایت تفصیل سے بیان کیا۔ اور اپنے قلم کو شیعہ عقائد کی تنقید سے ہمیشہ روکا، بلکہ شیعہ عقائد کی باب نے تعریف کی اور انہیں عقیدہ امام ناثب سمیت صحیح و درست قرار دیا۔“

اسی دوران میں باب کی عمر بائیس سال کی ہو گئی تھی۔ رشتہ داروں کو خیال ہوا کہ شاید شادی سے حالات رو یا صلاح ہو جائیں چنانچہ شیراز میں ہی باب کی شادی ہو گئی۔ دوسرے سال ایک بچہ پیدا ہوا جس کا نام باب نے غالباً الشیخ احمد الاحسانی کے نام پر احمد رکھا۔ بیچہ شیرخواری میں ہی فوت ہو گیا۔ ان تمام واقعات کا اثر باب پر یہ ہوا کہ بچہ کی وفات پر گھر بار چھوڑ فوراً کربلا کو روانہ ہو گیا، لکھا ہے:-

”وفی اثر ذلك رحل حضرتہ الی کربلاء وکان عمرہ اذ ذلک یناھن
الرابعة والعشیرین“

کہ باب اس مادہ کے معاً بعد قریباً چوبیس برس کی عمر میں کربلا پہنچے۔“

یہ ۱۲۵۸ھ ہجری کا واقعہ ہے۔ ابھی سید کاظم زندہ تھے۔ اور ان کا درس جاری تھا۔ چنانچہ باب بزرگوں کی قیروں کی زیارت کے علاوہ سید کاظم کے درس میں بھی حاضر ہوتا رہا۔ بہائی فارسی تاریخ میں لکھا ہے:-

۱۶ الکوآب ص ۶۲۔ ۱۷ الکوآب ص ۶۸۔ ۱۸ الکوآب ص ۶۸

”یک سال بعد از تامل بکر بلا تشریف بروہ دو ماہے در آنجا توقف فرمودند و گاہے در مجلس درس

ماجی سید کاظم رشتی حاضر می شدند۔ و بدروس و مباحثہ طلاب گوش می دادند۔^{۱۹}

پھر باب آخر کار کر بلا سے بوشہر واپس آ گیا کہ بلا کی اس زیارت نے اسکی حالت میں کوئی فرق

پیدا نہ کیا۔ وہ اسی بے چینی میں مبتلا رہا، کہ چند ماہ بعد ۱۲۵۹ھ ہجری میں سید کاظم راہی ملک

بھا ہوئے۔ یہ خبر سننے ہی باب کی حالت بدل گئی، لکھا ہے :-

”وعلى اثر هذا الحادث طوى الباب بساط تجارته حائداً الى شيراز“^{۲۰}

کہ اُس نے فوراً دکان بند کر دی، اور شیراز اپنے وطن کی طرف چل پڑے کیونکہ

اب وہ موقعہ آپہنچا تھا جسکی باب کو دیر سے انتظار تھی اب بوشہر کی بجائے شیراز

میں ان کی نئی دکان کھلنے والی تھی۔

باب نے پہلے پہل کا اور باب کے دعویٰ کے وقت اور نوعیت کے متعلق بہائیوں کی
کیا دعویٰ کیا تھا ہے روایات حسب ذیل ہیں :-

(۱) ایک روز جمعہ کے دن انہوں نے بوشہر کی کسی مسجد میں بیان کیا کہ میں ایک فاضل اور بزرگ

شخص تک پہنچے گا دروازہ ہوں۔ اور وہ شخص بہت جلد ظاہر ہوئیو اللہ علیہ

(۲) اسی فرقہ (شیخیہ) کے ایک نہایت مشہور عالم ملاستین بشرودی کے سامنے میرے پہلے

حضرت باب نے اپنے مشن کا اعلان کیا۔ اس اعلان کا ٹھیک وقت حضرت باب کی کتاب

بیان میں ۱۲۶۰ھ ہجری کے ماہ جمادی الاولیٰ کی پانچویں تاریخ کو غروب آفتاب کے دو گھنٹے او

پندرہ منٹ بعد دیا گیا۔ مطابق ۲۳ مئی ۱۸۲۶ء

(۳) ”وفى الدقيقة الخامسة عشرة بعد الساعة الثالثة من ليلة الجمعة و

هو اليوم الخامس من جمادى الاولى احد شهور سنة ۱۲۶۰ هجرية

المطابق للتالث والعشرين من مايو سنة ۱۸۴۶ ميلادية بينما

له الرسالة التح عشرية ص ۲۹۔ لکواکب ص ۳۰۔ بہاء السنن کی تعلیمات مطبوعہ لاہور ص ۵۰۔ عرصہ جدید اردو ص ۱۹

كان ملاحسين ما تلا بحضور الباب اذا اعلن الباب دعواه له بغتة و
ظهر بمقام المهدوية والقائمية^{٥٤} :

(۲) درس بیست و پنج سالگی چنانچہ در باب سابع از واحد ثانی بیان ذکر شدہ دو ساعت
ویازده دقیقه از شب پنجم جمادی الاولیٰ ۱۲۶۰ھ مطابق ۲۳ مایو سنۃ ۱۸۴۴ احسان
وحی الہی را در وجود خود نمودہ^{۵۵} :

ان مختلف روایات میں ازراہ تکلف منٹوں تک کا حساب بتائیں کی کوشش کی گئی
ہے، صرف یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ سید علی محمد نے ۱۲۶۰ھ ہجری مطابق ۱۸۴۴ء میں
دعویٰ کیا تھا یعنی سید کاظم کی وفات کے چند ماہ بعد خالی مسند کیلئے سید علی محمد نے ادعا کیا تھا
جیسا کہ فرقہ شیخیہ میں سے ہی ایک دوسرا شخص حاجی محمد کریم خان کرمانی بھی اسی مسند کا
دعویدار تھا جس کے متعلق پروفیسر براؤن نے ۱۳۲۸ھ ہجری میں لکھا ہے :-
”ہنوز ریاست شیخیہ در اعقاب اوست“^{۵۶}

یعنی ابھی تک اسی کی اولاد فرقہ شیخیہ کی سردار ہے :-

باقی رہا یہ امر کہ سید علی محمد کے دعویٰ کی نوعیت کیا تھی۔ سو مندرجہ بالا حوالہ جاسکتے
ظاہر ہے۔ کہ بعض بہائی کہتے ہیں، کہ ابتداء میں سید علی محمد نے باب ہونیکا دعویٰ کیا
تھا، اور بعض کا خیال ہے، کہ اس نے ابتداء میں ہی مہدویت کا دعویٰ کر دیا تھا اور بعض
کہتے ہیں کہ اس وقت اس نے اپنے اندر احساس وحی الہی پایا تھا۔ مگر ہماری تحقیق میں
سید علی محمد صاحب نے ابتداء میں صرف باب ہونیکا ہی دعویٰ کیا تھا۔ مہدویت یا
وحی الہی کا ان کو ابتداء میں کوئی دعویٰ نہ تھا۔ چنانچہ خود عبدالبہا یعنی پیر جناب
ہاء اللہ نے اپنی کتاب مقالہ سیاح میں لکھا ہے :-

”ولدی التحقیق علم انه لیس بدعی نزول الوحي وهبوط الملك عليه“^{۵۷}

لہ الکو اکبر^{۵۸}۔ لہ الرسالۃ السبع عشریۃ^{۵۹}۔ لہ مقدمہ نقطۃ الکاف^{۶۰}۔ لہ مقالہ سیاح ص ۷۰

ترجمہ تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ باب کا یہ دعویٰ سنہ تھا کہ اس پر وحی نازل ہوتی ہے۔
اور فرشتہ اترتا ہے۔“

اسی طرح یہ کتابھی درست نہیں، کہ سنہ ہجری میں سید علی محمد نے مہدی اور قائم
ہونیکا دعویٰ کیا تھا۔ خود بہائی روایات اس کے خلاف ہیں سنہ ہجری میں
انہوں نے صرف یہ دعویٰ کیا تھا، کہ میں امام مہدی کے لئے واسطہ ہوں۔ اسکے لئے
انہوں نے لفظ باب اختیار کیا تھا۔ لکھا ہے :-

”كان المفهوم لدى العموم من لفظة (الباب) في اوائل قیام
حضرتہ انه الواسطة بين خبجة الله الموعود المنتظر وبين المخلوق
ترجمہ: باب کے دعویٰ کے ابتداء میں عوام نے لفظ باب (دروازہ) سے سمجھا کہ وہ امام
مہدی اور مخلوق کے درمیان واسطہ ہے۔“

مقالہ سیاح میں لکھا ہے :-

”وفهم من كلامه انه يدعى وساطة الفيض من حضرة صاحب
الزمان ای المہدی علیہ السلام ثم ظہران مقصوده من لفظ
الباب كونه باب مدينة اخرى“

کہ باب کے الفاظ سے یہ سمجھا گیا تھا کہ وہ مہدی کیلئے واسطہ ہے۔ پھر ظاہر ہوا کہ اسکی
مراد لفظ باب کسی اور شہر کا دروازہ ہونے سے ہے۔“

پس سنہ ہجری میں سید علی محمد کا دعویٰ مہدی یا قائم ہونیکا نہ تھا۔ صرف باب
ہونیکا دعویٰ تھا۔ جیسا کہ پہلے بھی باب ہو چکے ہیں۔ اور یہ پوزیشن قرۃ شخبہ کے
عمل کی رو سے پہلے بابوں نیز شیخ احسانی یا سید کاظم سے قطعاً زیادہ نہ تھی کیونکہ شیخ
احسانی اور سید کاظم کو بھی باب سمجھا جاتا تھا۔ بلکہ شیخ کو باب ادل اور سید کاظم کو باب

لہ الکوالب ص ۹۔ لہ مقالہ سیاح ص ۷۔ لہ مرزا صبح ازل کا رسالہ ”مجل بیح در وقایع ظہور منیج“ ص ۳

ثانی کہا جاتا تھا۔

باب کے دعویٰ مہدیت | بہائی لٹریچر کی رو سے بھی باب نے بہت بعد میں مہدی
کب کیا؟ ہونیکا اعلان کیا ہے۔ ۱۲۶۲ھ ہجری میں بدشت کانفرنس

ہوئی ہے۔ اس کانفرنس کے موقع پر قرۃ العین اور میرزا حسین علی وغیرہما کے اجتماعات
کا ذکر تذکرۃ الوفاء میں ان الفاظ میں درج ہے، کہ :-

”در شبہا جمال مبارک و جناب قدوس طاہرہ ملاقات می نمودند ہنوز قائمیت
حضرت اعلیٰ اعلان نشدہ بود۔ جمال مبارک با جناب قدوس قرار بر اعلان
ظہور کلی و نسخ و نسخ شرائح دادند“

ترجمہ :- راتوں کو مرزا حسین علی۔ ملا محمد علی باقر و شی اور ابلی قرة العین اکٹھے ہوئے تھے، ابھی تک
سید علی محمد باب کے قائم ہونیکا اعلان نہ ہوا تھا۔ بہاء اللہ اور ملا باقر و شی نے کھلے اظہار اور شریعتوں کے
نسخ و نسخ کی قرارداد پاس کی“

گویا ۱۲۶۲ھ ہجری تک باب نے اپنے قائم آل محمد ہونے کا دعویٰ نہ کیا تھا۔ باب نے
پہلی دفعہ قلعة چہر لقی سے واپسی پر غالباً صفر ۱۲۶۲ھ ہجری میں یہ کہا ہے :-
”انہ المہدی المنتظر“

کہ میں ہی امام مہدی موعود ہوں۔ چنانچہ اس پر سخت شورش برپا ہو گئی۔
خلاصہ بیان یہ ہے۔ کہ سید علی محمد صاحب نے ابتداء میں ۱۲۶۲ھ ہجری میں صرف
ملا حسین کو اپنے باب ہونے کے خیال سے آگاہ کیا۔ اور یا وجودیکہ اس نے اسے
امر کو مخفی رکھنے کی ہدایت کی تھی۔ باب کی یابیت کا چرچا سید کاظم کے شاگردوں میں
خفیہ طور پر ہونے لگا۔ پھر ۱۲۶۲ھ ہجری میں اس نے پہلی دفعہ اس امر کا اظہار کیا۔ کہ
میں ہی امام مہدی ہوں۔ نبی ہونیکا اس نے کبھی دعویٰ نہیں کیا۔ اور نہ ہی بہائی

۱۔ مقدمہ نقطۃ الکاف ص ۷۔ ۲۔ الکوآب ص ۲۱۶۔ ۳۔ تذکرۃ الوفا ص ۳۔ ۴۔ الکوآب ص ۳۹۶ و مقالہ سیاحت
عربی ص ۱ و نقطۃ الکاف ص ۲۱۶ و ص ۲۱۷۔ ۵۔ الکوآب ص ۹۳

اسے نبی قرار دیتے ہیں پس باب مدعی مہدویت تھا۔ مدعی نبوت و وحی نہ تھا۔
باب کے ماننے والے باب کے دعویٰ بابت پر ایمان لانے والے فرقہ شیخیہ کے ہی ممبر تھے
عوام کی حالت جناب بہاء اللہ لکھتے ہیں :-

”اے شیخ باگروہ شیعہ پر غور کر کہ انہوں نے ظنون و اوہام کے ہاتھوں کس قدر عماتیں
 اور کتنے شہر بنا ڈالے۔ بالآخر وہ اوہام گولی کی شکل میں تبدیل ہوئے اور سید عالم (باب)
 پر جا پڑے۔ اور اس جماعت کے سرداروں میں سے ایک بھی یوم ظہور میں ایمان
 نہ لایا..... شیخ احسانی کی جماعت والے خدائی مدد سے ان حقائق کے
 عارف ہو گئے کہ ان کے علاوہ اور لوگ ان سے محروم و محبوب نظر آتے ہیں“

شیخ احسانی کی جماعت یعنی فرقہ شیخیہ میں سے بھی باب پر ابتداءً ایمان لانے والے
 صرف وہ لوگ تھے، جو السید شتی کے راز دار اور خواص تھے جنہیں اس نے تیسری
 جماعت میں شامل کر رکھا تھا، اور ان پر اپنے اصل خیالات ظاہر کیا کرتا تھا۔ ان خواص
 میں سے ملاحسین بشری اور قرۃ العین خاص رنگ رکھتے ہیں۔ ملاحسین پہلا شخص ہے
 جس کے بیان سے باب کو دعویٰ کی تحریک ہوئی۔ اور وہ سب سے پہلے اسکے ساتھ شامل ہوا۔
 بہائی مؤرخ اس بات پر متفق ہیں کہ ملاحسین بشری کی ملاقات کے پیشتر باب کا کوئی
 دعویٰ نہ تھا۔ اول الذکر شیراز میں آکر مؤخر الذکر سے ملتا ہے۔ اور باب چند ملاقاتوں کے
 بعد ایک رات غروب آفتاب سے دو گھنٹے گیارہ منٹ بعد ملا بشری سے خلوت میں
 اپنا دعویٰ بیان کرتا ہے۔ کیا یہ ماموران الہی کا طریق ہے، کیا خدا کے فرستادہ لوگ
 اسی طرح دعویٰ کیا کرتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ اِنَّ هٰذَا اِلَّا مِرْقَدٌ دُبُرٍ بِاللَّيْلِ بِمَقَامٍ حَيْثُ
 ہے کہ دعویٰ کرتے وقت باب کسی وحی یا الہام ربانی پر تکیہ نہیں رکھتا۔ نہ اپنی مخاطب
 کے سامنے وہ کلام خداوندی پیش کرتا ہے جس میں اسے مامور کیا گیا ہو مگر نادان لوگ

خواہ مخواہ باب کو خدائے نبیوں کے مقابل رکھنے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں کیا یہ کتاب
عالمتاب کو مردہ جگنو دکھانیوالی بات نہیں ہے؟

صرف دو تین محرمان راز کو مستثنیٰ کر کے باب پر ایمان لانیوالے لوگ جس طرز کے تھے
ان کے متعلق خود بہائی لکھتے ہیں :-

(۱) ”میرزا سید علی محمد کے دعویٰ کو جن لوگوں نے سچا تسلیم کیا تھا، ان کا نام بابی مشہور ہو گیا۔ ان
بابیوں کی تاریخ نہایت قابلِ رحم اور دردناک ہے۔ کیونکہ اکثر ان میں سے آن پڑھ۔
توش عقیدت، سادہ اور پاک باطن آدمی تھے جنہوں نے بچپن سے مسجدوں اور امام باڑوں میں
امام محصوم قائم آل محمد حضرت مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر دل کو بیتاب کر نیوالے
فقدروں میں سنا تھا۔ اب اگر حضرت باب قید نہ ہوتے تو یہ لوگ ان کے پاس جا کر خود ان
سے باتیں دریافت کرتے، لیکن ان کے پاس تو جانے کی سخت ممانعت تھی پس وہ اپنے
محبوب کی تعلیمات سے اکثر ناواقف تھے۔ جس کا کافی ثبوت ان کی حرکات اور
سکات سے ملتا ہے۔“

(۲) ”باستثنائی عدد بسیار قلیلی، بیچ کرام آنها باب را شناخته بود۔ و فقط چند نقرآں ہاتھ لیم
باب را ادراک کرده بود۔ این نفوس بواسطہ آن حرارتِ فطری کہ عامہ خلق را بہ پیروی
منجی دلالت میکند۔ مجذوب بباب شدہ بودند، باین عقیدہ کہ امر ضروری برائے ہمہ این
بود کہ در تحتِ لواء او در آئند و از برائے او خون خود را نثار نمایند تا آنکہ عالم تجدید
شود و جمیع بلا یا فوری رفع شود۔ عقیدہ اورانمی دستند۔ بعضے از آن ہا گمان میکردند
کہ آنچه قبل از ظہور باب حرام بود۔ اینک حلال شدہ است زیرا باب دیانت محمد
علیہ السلام را تجدید نموده بود۔“

ان ہر دو اقتباسات سے واضح ہے کہ باب کیساتھ ملنے والے لوگ جاہل، ان پڑھ

پہلا مومن سمجھا گیا ہے۔ دوسرا مرزا حسین علی المعروف بہاء اللہ ہے۔ ان کے متعلق لکھا ہے۔

”جب حضرت باب کا چرچا ہوا۔ تو ظہران میں سب سے پہلے بہاء اللہ نے ان کی تصدیق کی۔“
تیسرا ملا محمد علی ساکن قصبہ بارفروش علاقہ مازندران ہے جسے بابیوں اور بہائیوں کی طرف سے قدوس کا خطاب دیا گیا۔ چوتھی ملا صالح القزوینی کی لڑکی ام سلمیٰ ہانم ہے۔ بعض تاریخوں میں اس کے سنہری بالوں اور غیر معمولی حسن کے باعث اس کا نام ”زرین تلج“ ذکر کیا گیا ہے۔ یہ ایک ہنگامہ خیر عورت ہوئی ہے۔ جیسا کہ آئندہ ذکر ہوگا۔ اسے بابی قرۃ العین اور طاہرہ کے القاب سے یاد کرتے ہیں۔ یہ چاروں اشخاص بابیوں میں زعماء کی حیثیت رکھتے ہیں۔ باقی عوام الناس یا بی تو اندرونی امور سے ناواقف اور مذہبی جوش کے باعث جہاد کے خیال سے شامل ہو گئے تھے۔ ہاں ایک طبقہ ایسے لوگوں کا بھی تھا۔ جو اسلامی قیود اور پابندیوں سے آزاد ہو سکی خاطر باہریت میں شامل ہو گئے تھے بہر حال باب پر ایمان لانیوالوں کا یہ مختصر سا خاکہ ہے۔

باب کی علمی قابلیت | یہ خیال قطعاً غلط ہے۔ کہ اگر باب قید نہ ہوتا، تو بابیوں کی جہالت دور ہو جاتی۔ کیونکہ اگرچہ باب مجوس تھا، مگر باقی کہلانے والے عالم بابی تو باہر ہی تھے۔ انہوں نے کس قدر جہالت کا ازالہ کیا؟ نیز باب ذاتی طور پر کوئی عالم نہ تھا اس وقت کے بابی اسے عالم سمجھتے ہوں تو یہ علیحدہ امر ہے۔ ہم باب کی علمی قابلیت کے جاننے کے لئے بہائی تاریخ سے حسب ذیل واقعہ پیش کرتے ہیں۔ جبکہ ۱۲۶۲ھ ہجری یا ۱۳۶۵ھ ہجری میں علماء نے باب کے ایک خطبہ سننے کے لئے کہا۔ لکھا ہے۔

”شرع فی ارتجال خطبۃ استہلھا ہذہ العبارة (الحمد لله الذی خلق السموات والارض، ونطق بلفظ السموات مفتوح الآخر فقاطعه بعض العلماء واعترضه بالاعتراض علی ہذا الفتح“

۱۔ الکو اکتب ۴۔ ۲۔ بہار اللہ کی تعلیمات ۱۱۔ ۳۔ الکو اکتب ص ۱۰۸۔ ۴۔ الکو اکتب ص ۳۹۵۔

کہ باب نے فی الفور ایک ٹیکر فقرہ ”الحمد لله الذي خلق السموات والارض“ پڑھ کر شروع کر دیا۔ اس فقرہ میں اس نے لفظ السموات کو تار کی زبر کے ساتھ پڑھا۔ اس پر کسی عالم نے رد کا۔ اور السموات کو مفتوح الآخر پڑھنے پر اعتراض کیا۔

یقیناً یہ اعتراض درست تھا۔ عربی زبان کا کوئی طالب علم بھی السموات کو تاء کی زبر سے پڑھنے کی غلطی نہ کرے گا۔ قرآن مجید میں بیسیوں مقامات پر السموات کا استعمال موجود ہے۔ اور فقرہ الحمد لله الذي خلق السموات والارض تو سورہ النعام کی پہلی آیت ہے۔ پس باب اگر عربی زبان سے نا اید محض بھی تھا، تب بھی اسے آیت کو درست پڑھنا چاہئے تھا۔ کیونکہ اس کے پیرو اسے حافظ قرآن بتاتے ہیں۔ سو اول تو اسے یہ غلطی کرنی ہی نہ چاہئے تھی لیکن اگر وہ بالفرض سبقت لسان کے باعث السموات کو مفتوح الآخر پڑھ چکا تھا، تو آگاہ کئے جانے پر اس سے مطلع ہو جاتا۔ لیکن باب نے اس معقول اعتراض کا جواب دیا۔ وہ بہائی مورخ کے الفاظ میں یوں ہے :-

”فأجابهم عن هذا الاعتراض بقوله ان كثيراً من الآيات الشريفة القرآنية نزلت بخلاف قواعد القوم..... وما تقييد الكلمات الرّبانية بالقوانين البشرية والمحدود الاصطلاحية الا الضلال المبين له“

ترجمہ :- باب نے علماء کو اس اعتراض کا یہ جواب دیا کہ قرآن شریف کی بہت سی آیات لوگوں کے قواعد کے خلاف نازل ہوئی ہیں۔ خدائی کلمات کو انسانی قواعد اور اصطلاحی حدود کا پابند سمجھنا سخت گمراہی ہے۔ افسوس کہ باب نے اپنی جہالت کو چھپانے کیلئے قرآن پاک ایسی افسح ترین کتاب پر بھی ایک رکیک اور بے معنی الزام لگا دیا۔ باب جدید محاورات اور لہجہ قواعد کی خلا و زری میں فرق نہ سمجھتا تھا۔ اسلئے اس زمانہ کے علماء نے باب کو جاہل قرار دیکر اس سے اعراض کیا۔

میں کہتا ہوں۔ کہ وہ تو دشمن ہی۔ مگر کوئی عربی جاننے والا بہائی آج بھی بتائے کہ "خَلْقُ
السَّمَوَاتِ" عربی ترکیب یا قرآنی استعمال کی رو سے درست قرار دیا جاسکتا ہے؟ سچ
مجھ اگر باب اتنی سی موٹی بات بھی نہ جانتا تھا۔ تو اسکے مخالف اسے جاہل کہنے میں معذور
تھے۔ اور اگر جانتے ہوئے اس نے مندرجہ بالا جواب دیا ہے تو وہ اخذتہ العزّة بالاثم
کا مصداق تھا۔

باب کا تو یہ نامہ اور فرقہ شیخیہ کے بوشیدے ممبر امام کیلئے بعین تھے۔ باب کی بائیت
دعویٰ بائیت الکار کا چرچا ان کے درمیان مخفی طور پر شروع ہو گیا تھا، اور ایک اچھی
تعداد باب کی طرف منسوب ہونے لگی۔ بعض بابیوں نے علماء سے چھیڑ چھاڑ شروع کر دی
اور بعض جگہ جھڑپ بھی ہو گئی۔ حکومت نے نقض امن کا اندیشہ دیکھ کر ۱۹۱۲ء ہجری میں باب کے
ماموں حاجی علی سے ضمانت لی۔ اور باب نے اقرار کیا، کہ وہ گھر میں رہے گا۔ لوگوں سے نہ
ملے گا۔ اور نہ ہی کسی کو اپنے خیالات کی تبلیغ کرے گا۔ ان کے ماموں اسکے نگران مقرر
ہوئے۔ چنانچہ کچھ عرصہ اس پر عمل ہوتا رہا۔

جرمیت ضمیر اور آزادی افکار کے اصول کے مدنظر حکومت ایران کا یہ طریق تشدد
نظر آتا ہے۔ لیکن باب کی تعلیم اور بابی بننے والوں کی ذہنیت کو مدنظر رکھا جائے۔ تو
حکومت کا یہ عمل عین انصاف تھا۔ شاہ ایران کا ابتداء سے یہ فیصلہ تھا کہ :-

"مادام امرہ متفقاً مع الامن العام والراحة العمومية فلا تتصدها
الحكومة بشئ"۔

جب تک باب کا معاملہ امن عام میں مغل نہ ہوگا۔ حکومت اس کے کسی قسم کا تعرض نہ کرے گی۔

باب کی تعلیم کیا تھی اور اس تعلیم کے مقابلہ میں حکومت کو کیا رویہ اختیار کرنا چاہئے تھا
آیا باب کے خیالات کی اشاعت پر پابندی عائد کرنی چاہئے تھی یا نہیں؟ اسکے لیے میں

عبدالہیاء افندی کا ایک حوالہ پیش کرتا ہوں۔ لکھتے ہیں :-

”دو در یوم ظہور حضرت اعلیٰ منطوق بیان ضرب اعناق و حرق کتب و اوراق و ہدم بقاع و
قتل عام الامن آمن و صدق بود“

ترجمہ :- کہ حضرت اعلیٰ یعنی باب کے ظہور کے وقت بیان کا خلاصہ یہ تھا۔ کہ گردنیں اڑائی جائیں، کتابیں اور
اوراق جلادیئے جائیں۔ مقامات منہدم کر دیئے جائیں، اور بجز ایمان لائبرالے اور تصدیق کرنے والے کے
قتل عام کیا جائے۔“

مقام مغور ہے۔ کہ حکومت اس قدر وحشیانہ تعلیم کی اشاعت کی اجازت کیونکر دے
سکتی تھی۔ ایسے معلم کو جب جاہل مرید مل جائیں گے، تو ملک کا امن کیونکر بر باد نہ ہوگا پس
حکومت نے باب پر پابندی عاید کر کے اپنا فرض ادا کیا۔

اسی زمانہ کی بات ہے۔ کہ علماء مشیرانے ۲۱ رمضان ۱۲۶۲ھ ہجری کو حکومت کی
معرفت باب کو مسجد میں بلوایا اور اسے منبر پر چڑھ کر برسرا عام اپنے دعویٰ سے انکار کر نیکی لے
کہا۔ بہائی مورخ کہتا ہے۔ کہ باب نے منبر پر چڑھ کر بہت فصیح تقریر کی حتیٰ کہ :-
”لم یستطیعوا ان یفہموا هل ہی اثبات ام نفی“

حاضرین بالکل نہ سمجھ سکے کہ باب اپنے دعویٰ کا اثبات کر رہا ہے۔ یا انکار کر رہا ہے۔
ہاں اتنا اسے بھی مسلم ہے۔ کہ باب کی تقریر سے علماء مطمئن ہو گئے کہ اُس نے
اپنے دعویٰ کا انکار کر دیا ہے۔ اور باب نے پھر اسی عزلت نشینی کی زندگی کو اختیار کر لیا۔ دوسرے
مورخین کا بیان یہ ہے :-

”فصد المنبر وجہر بکل ما أمر به الشیوخ ثم نزل وجعل یقبل
ایذہم شیخاً فشیخاً“

کہ باب نے منبر پر چڑھ کر باوا بلند اسب طرح توہ اور ندامت کا اقرار کیا جس طرح نزل، نے مطالبہ کیا

لہ مکاتیب عبدالہیاء جلد ۲ ص ۳۶۶۔ ۲۷ الکواکب ص ۳۷۔ ۳۸ الحواب مصنف استاذ محمد فاضل مطبوعہ مصر ۱۹۳۱

تھا۔ پھر اتر کر اس نے تمام علماء کی دست بوسی کی۔
اس روایت پر تحقیقی نظر ڈالنے سے یہ یقینی بات ہے۔ کہ یا اپنے برسرعام اپنے
دعویٰ سے انکار کر دیا تھا۔ ورنہ اس وقت علماء کی شورش کا دب جانا قریب قیاس
نہ تھا۔

اسی سلسلہ میں باب کا وہ تو یہ نامہ بھی قابل ذکر ہے، جو اس نے لکھ کر ناصر الدین
شاہ کچد مت میں بھیجا، جو اس وقت ولیعہد تھا۔ وہ تو یہ نامہ ”کشف الجبل“ سے ذیل میں
درج کیا جاتا ہے :-

”فداک روحی الحمد لله كما هو اهله ومستحقه که ظہورات فضل و رحمت خود را
در ہر حال بر کافہ عباد خود شامل گردانیدہ فحمد الله ثم حمداً له کہ مثل آن حضرت
را بیہودہ رافت و مرحمت خود فرمودہ کہ بظہور عطوفتش عفو از بندگان و ستر بر جرمان
و ترحم بدایمان فرمودہ اشہد الله و من عندہ کہ این بندہ ضعیف را قصدے
نیست کہ خلاف رضائے خداوند عالم و اہل ولایت او باشد اگرچہ بنفسہ و وجودم ذنب
مرست و لے چوں قلم موفق بتوحید خداوند جل ذکرہ و نبوت رسول او و ولایت اہل
ولایت اوست و لسانم مقرب بر کل ما نزل من عند الله است۔ امیر رحمت اورا
دارم و مطلقاً خلاف رضائے حق را نخواستم۔ اگر کلماتیکہ خلاف رضائے او بودہ از قلم
جاری شد۔ غرضم عصیان نبودہ و در ہر حال مستغفر و تائبم حضرت اورا و این بندہ را
مطلق علی نیست کہ منوط با دعائے باشد۔ استغفر الله ربی و اتوب الیہ من
ان ینسب الی امر۔ و بعضی از مناجات و کلمات کہ از لسان جاری شدہ دلیل
بر بیخ امرے نیست و مدعی نیابت خاصہ حضرت حجۃ اللہ علیہ السلام را محض ادعاء
مبطل است۔ و این بندہ را چنین ادعائے نبودہ و نہ ادعائی دیگر مستدعی از الطائف

حضرت نناہنشاہی و آن حضرت چناں است کہ این دعا گورا بالطف و عنایت سلطانی

ورافت و رحمت خود سمر افراز فرمائید۔ والسلام

علی محمد

باب کے اس توبہ نامہ کا خاطر خواہ نتیجہ نہ نکلا کیونکہ علماء تبریز و غیر ہم اسے حقیقت پر مبنی قرار نہ دیتے تھے، اور حکومت انتظار کرو کی پالیسی پر عمل کر رہی تھی۔ بابیوں نے عملاً حکومت سے مقابلہ کا آغاز کر دیا جیسا کہ انکی کانفرنس بدشت کی قرارداد میں تصریح موجود ہے۔ اس قسم کے واقعات نے باب کے توبہ نامہ کو بے اثر بنا دیا۔ اور اس کے باوجود باب کو قید و بند کی حالت میں رہنا پڑا۔ اور حکومت کو قیام امن کی خاطر سے حراست میں رکھنا ضروری نظر آیا۔

قرۃ العین کے حالات | ملا صالح القزوینی کے گھ ۱۲۳۳ یا ۱۲۳۱ ہجری کو ایک لڑکی

پیدا ہوئی۔ اس کا نام ام سلمیٰ تجویز ہوا یہی لڑکی بعد ازاں قرۃ العین کے نام سے مشہور ہوئی۔ سن رشد کو پہنچنے کے بعد اپنے چچا ملا علی کی ترغیب سے فرقہ شیخیہ میں شامل ہو گئی۔

نہایت خوبصورت اور ذہین تھی کہتے ہیں کہ سید کاظم نے اسے قرۃ العین کا خطاب دیا تھا۔

۱۲۵۹ ہجری میں سید کاظم کی وفات کے بعد اس کے شاگردوں کو درس دیا کرتی تھی۔ اس وقت

اسکی عمر تیس تیس برس کی تھی۔ باب کے دعویٰ پر اسکے مریدوں میں شامل ہو گئی۔ بہائی تاریخ سے

معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسکی شادی اپنے چچا ملا علی کے بیٹے ملا محمد سے ہوئی تھی۔ اور نادبی موجود تھی

مگر چونکہ اس کا خسر اور خاوند بانی تحریک کے خلاف تھے۔ اسلئے قرۃ العین اپنے خاوند کے گھر

آباد نہ ہوتی تھی۔ ایک موقع پر بدشت کانفرنس سے پہلے صبح کروانے دنوں کو محلی خب کے

اس نے اپنے خاوند کے متعلق کہا تھا۔

”لم یکن الخبیث لیقع کفو انصیب قط“

نہ اکو اکب صلا۔ لہ اکو اکب صلا۔

کہ وہ جینٹ مجھ طیب کا کفو نہیں ہو سکتا۔

اسکے بعد ملائی کو قرودین میں قتل کیا گیا قرۃ العین کا اس میں ہاتھ سمجھا گیا۔ اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ وہاں سے بہاء اللہ کی خاص کوششوں کے نتیجے میں راتوں رات اسے نکالا گیا۔ اور طہران پہنچی۔ ان دنوں جب قرۃ العین کا خاص باہیوں سے اختلاط تھا۔ وہ پردہ نہیں کرتی تھی۔ ناسخ التواریخ میں لکھا ہے۔ کہ قرۃ العین "حجاب زناں را از مرداں موجب عقاب شمرده" عورتوں کا مردوں سے پردہ کرنا موجب سزا شمار کرتی تھی۔ اس کا عمل یہ تھا:

"وكانت في مجلس الاجباء مكشوفة الوجه ولكن في مجلس الاغيار
تكلسهم من خلف حجاب^۳"

کہ دوستوں یعنی خاص باہیوں کی مجلس میں بے پردہ ہوتی تھی لیکن دوسروں سے حجاب کی پیچھے سے بات کرتی تھی۔ قرۃ العین کی بے پردگی سے جب باہیوں میں بہت چہ میگوئیاں شروع ہوئیں۔ تو بابک اس بارے میں استصواب کیا گیا۔ یہ ان دنوں کا واقعہ ہے۔ جب باب حکومت کی حراست میں ماہ گویں تھے۔ انہوں نے خط لکھنے والے بابی السید علی بشر کو سخت سست اور متزلزل قرار دیکر آخر کار قرۃ العین کے طریق عمل کی تائید کی۔ بابک اس جو ابکے باہیوں کی ایک جماعت یا بریتے الگ ہو گئی۔ ۱۲۶۲ھ ہجری میں بدشت کا نفرس ہوئی۔ قرۃ العین نے جو اس سائے جمع میں غالباً ایک ہی عورت تھی، اس موقع پر بے انتہاء آزادانہ روش اختیار کی۔ کہتے ہیں کہ اس نے وہاں جمع ہونیوالے مردوں سے کہا:-

"اے اصحاب! میں روزگار ما انرا ایم قدرت شمرده ہے شود۔ امروز نکالیف شرعیہ یک بارہ
ساقط است^۴"

۱۔ الکوآب ص ۱۱۰۔ ناسخ التواریخ طبع ایران جلد ۳۔ ۲۔ رسالۃ التبع عشریۃ ص ۱۰۹۔ ۳۔ الکوآب ص ۱۰۹۔ ۴۔ ناسخ التواریخ جلد ۳۔

کہ ہمارا یہ وقت فزت کا زمانہ ہے۔ اس وقت تمام شرعی احکام ساقط ہیں۔
اس کا نفرس کے موقعہ پر ایک دن وہ بالکل بے پردہ سب کے سامنے آگئی چسپیر پرانے
خیال کے سب بانی دنگ رہ گئے۔ لکھا ہے :-

”جمیع حاضرین پریشاں شدند کہ چگونہ نسخ شرایع شد۔ این زن چگونہ بے پردہ بروں آمد۔“

کہ سب حاضرین نے حیران ہو کر کہا۔ کہ شریعت منسوخ کیسے ہو گئی اور یہ عورت بے پردہ باہر کیوں آگئی ہے؟
اس روز سے پیشتر بھی قرۃ العین، بہاء القند وغیرہ سے راتوں کو ملا کرتی تھی لکھا ہے :-
”در شہما جمال مبارک و جناب قدوس و طاہرہ ملاقات مے نمود۔“

ان تمام امور کا نتیجہ یہ نکلا، کہ بدشت کے صحرا میں جمع ہونے والے بانی مختلف گروہوں
میں منقسم ہو گئے۔ بابیوں کی تاریخ میں لکھا ہے :-

”در صحرائے خوش و ضائے بدشت جمعے خود و گروہے با خود و طائفہ متمیز و قومی مجنون و فرقہ
فسراری شدند۔“

کہ بدشت کے پُر فضاء میدان میں بابیوں کی ایک جماعت بے خود تھی۔ اور ایک بانود۔ ایک حصہ حیرت نہ تھا اور
ایک گروہ دیوانہ ہو رہا تھا۔ اور ایک جماعت فرار اختیار کر گئی تھی۔

یاد رہے کہ قرۃ العین کے اس ہیجان خیز عمل سے پہلے بھی بابیوں میں شامل ہونے والے
ایک گروہ کا یہ خیال تھا کہ :-

”آنچه قبل از ظهور باب حرام بود۔ اینک حلال شدہ است۔“

ظاہر ہے۔ کہ ان حالات میں صحراء بدشت میں کیا واقعات ظاہر ہوئے ہونگے۔ بابیوں کے
باب الباب ملاحسین بشری کے الفاظ سے اس موقعہ کے اعمال کا اندازہ ہو سکتا
ہے۔ لکھا ہے :-

”در اردوئے مبارک از حکایات بدشت بیچ معمول نبود بلکہ مے فرمودند من بدشتیہا

لہ تذکرۃ الوفا ۳۱۸ ۳۱۹ تحفہ طاہرہ ص ۲۳ ۲۴ نقطۃ الکاف ص ۱۵۳ ۱۵۴ کہ تاریخ امر بانی ص ۲۵ ۲۶

راحد مے زئم^۱“

کہ بدشت کے میدان میں جو باتیں واقعہ ہوئیں۔ وہ ملا حسین بشروئی کے مبارک لشکر میں سنہ ہوتی
تھیں۔ اسی لئے آپ فرماتے تھے کہ ان لوگوں پر میں شرعی حد جاری کروں گا جنہوں نے بدشت میں یہ
کارروائی کی ہے“

جناب عبدالبہار تذکرۃ الوراق میں لکھتے ہیں:-

”واما لقب طاہرہ اول در بدشت واقع گشت، و حضرت اعلیٰ ابن لقب را
تصویب و تصدیق نمودند و در الواح مرقوم گشت“

کہ قرۃ العین کو طاہرہ (یا کد امن) کا لقب پہلی مرتبہ بدشت کے صحرائیں ہی ملا تھا۔ بعد ازاں باب
نے اسکی تصدیق کردی اور الواح میں استحصال ہونے لگ گیا“

قرۃ العین کا زیادہ خلاط حاجی محمد علی بارفروشی قدوس کیسا تھے تھا۔ ان دونوں
کے اجتماع کو نقطۃ الکاف میں یوں بیان کیا گیا ہے:-

”جناب حاجی ہم از مشہد مراجعت نمودند و مضمون جمع الشمس و القمر فوق دادہ“

بدشت سے ملا پارفروشی ایک روایت کے مطابق چھپ کر بارفروشی چلا گیا۔ اور
دوسری روایت کے مطابق قرۃ العین کیسا تھے ماژندران کی طرف روانہ ہو گیا۔ ان دونوں کے
تعلق کا ذکر کرتے ہوئے یہاں فی مورخ لکھتا ہے:-

”واذا ثبت ان السیدة سافرت حقیقة الی خراسان فلا بد وان
یکون ذلك مع حضرة القدوس فانه الوحيد القرید الذی کانت تلك
الزهراء تعتمد علیه و تریکن الیه فی بت اسرارها و مکنونات اطلعاتها
ولم یتحاش مورخو البابیة ذکر هذه الرحلة الا تقادیا عن وهم الواصلین
و قطعاً لدا براقوال المقترین و افکارهم الساقطة المنهضة“

۱۵۵ ۱۵۴ ۱۵۳ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸
۱۔ نقطۃ الکاف۔ ۲۔ تحت طاہرہ۔ ۳۔ نقطۃ الکاف۔ ۴۔ نقطۃ الکاف۔ ۵۔ الکوکب۔ ۶۔ الکوکب۔ ۷۔ ۲۲۶

تجسس۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ قرۃ العین سچ تر اسان گئی ہے۔ تو یہ ضروری ہے، کہ یہ سفر قدوس (ملا بار فرشتی) کی معیت میں ہوا ہو کیونکہ وہی اکیلا شخص تھا جس پر قرۃ العین کو بھروسہ تھا۔ اور جیسے وہ اطمینان سے اپنے راز اور پوشیدہ بھید بتلا یا کرتی تھی۔ دوسرے بابی مورخوں نے اس سفر کا ذکر محض بچاؤ کی خاطر نہیں کیا تا وہم کرنیوالوں کے وہم اور مفتر یوں کے اقوال کا ازالہ ہو جائے۔ اور ان کے ادنیٰ اور ناکارہ خیالات رُک جائیں۔“

قرۃ العین اور دیگر زعمائے بابریت بدشت کا نفوس میں اسلامی شریعت کی منسوخی کیلئے قرار داد پاس کروانے میں عجیب چالاکی سے کام لیا تھا جیسا کہ آگے ذکر آئیگا بہر حال بدشت کے بعد قرۃ العین بابریت کی تبلیغ اور حکومت ایران کی خلاف سازش میں نمایاں حصہ لیتی رہی۔ باب جولائی ۱۸۵۰ء کو قتل کیا گیا۔ ۱۵ اگست ۱۸۵۲ء کو تین باہیوں نے انتقامی طور پر سلطان ناصر الدین شاہ پر قاتلانہ حملہ کیا۔ بادشاہ بچ گیا۔ مگر حکومت نے اس سازش میں حصہ لینے والے باہیوں کو گرفتار کر لیا۔ اور بعض مارے بھی گئے۔ قرۃ العین نے تیس توجوانوں کو لیکر نظام حکومت کو نہ ویالا کر نیکی لئے ایک اور مرتبہ ۳۰ اگست ۱۸۵۲ء کو کوشش کی۔ حکومت نے اسے گرفتار کر کے نوپے اڑا دیا۔ بعض کہتے ہیں کہ کلا گھونٹ کر مار دیا۔ اور اس طرح اس فتنہ کا خاتمہ کر دیا۔ قرۃ العین باب کے قتل کے بعد دو سال تک زندہ رہی۔

باب نے صبح ازل کو | باب کی زندگی کا بیشتر حصہ قید و بند میں گزرا ہے۔ ابوالفضل چالشیہ مقرر کیا بہائی کہتے ہیں :-

”انقضت ایام دعوتہ الی تعدد سبع سنوٰت تقریباً کلہا فی الحجرت

والحبس والنفی اما فی بیتہ او بیت الحكومة“

کہ باب کا سارا زمانہ دعوت جو تقریباً سات سال شمار کیا جاتا ہے۔ اپنے گھر میں یا حکومت کے

جیل خانہ میں نظر بندی قید اور جلا وطنی میں ہی ختم ہو گیا۔“

۱۵ البیون فی التاریخ ص ۱۵۱ | ۱۵ تذکرۃ الوفاة ص ۳۱ | ۱۵ نغمہ طاہرہ سرور ص ۱۵۲ | ۱۵ الحج البہیہ ص ۱۲۰

باب نے اپنی زندگی کو خطرہ میں پا کر شعبان یا رمضان ۳۶۵ ہجری میں مرزا بھی المعروف صبح ازل کو جو اس وقت انیس سالہ نوجوان تھا اپنا جائشین مقرر کر دیا۔ باب نے اس بارہ میں ایک وصایت نامہ بھی لکھوایا جس کے الفاظ حسب ذیل ہیں :-

”اللہ اکبر تکبیراً کبیراً“

هذا کتاب من عند الله المهیمن القیوم الی الله المهیمن القیوم
 قل کل من الله مبدء و ن قل کل الی الله یعودون هذا کتاب من
 علی قبل نبیل ذکر الله للعالمین الی من یعدل اسمه اسم الوجود ذکر
 الله للعالمین قل کل من نقطۃ البیان لیبدؤن ان یا اسم الوجود
 فاحفظ ما نزل فی البیان و امر به فانک لصراط حق عظیم ۱

ترجمہ :- اللہ سب سے بڑا ہے۔ یہ خط خدا سے ہے ہمیں و قیوم کی طرف سے خدا سے ہے ہمیں و قیوم کی طرف لکھا گیا ہے۔ کہہ دے کہ سب اللہ سے شروع ہوتے ہیں اور اللہ کی طرف لوٹتے ہیں۔ یہ خط محمد علی کی طرف سے جو ذکر للعالمین ہے بھی کی طرف ہے۔ جو ذکر للعالمین ہے۔ کہہ دے کہ سب نقطہ بیان سے شروع ہوتے ہیں۔ اے بھی! البیان میں نازل شدہ کی حفاظت کر اور اس کے مطابق حکم دے تو سچا اور عظیم صراط ہے۔“

نوٹ :- مندرجہ بالا وصیت نامہ میں نبیل کا لفظ محمد کی بجائے ہے کیونکہ دونوں کے عدد ۹۲

ہیں اور وحید کا لفظ بھی کا قائم مقام۔ کیونکہ ہر دو کے ۲۸ عدد ہیں ۱

پروفیسر براؤن نے اس وصیت نامہ کا عکس بھی شائع کیا ہے میرزا اجانی کا شانی بابی مورخ لکھتے ہیں۔ کہ باب نے اس وصیت نامہ کیساتھ اپنا قلمدان، کاغذات اور غہر وغیرہ بھی صبح ازل کو جو ادئے۔ چنانچہ باب کے قتل کے بعد میرزا بھی باب کے ”وصی“ اور رئیس طائفہ یا پیمہ کے نام سے شہرت پانگئے۔ اس امر کا اقرار طوعاً و کرہاً مہمائیو تکو بھی ہے۔

۱۔ مندرجہ نقطہ الکاف۔ ۲۔ مندرجہ نقطہ الکاف۔ ۳۔ تاریخ ہمدرد انگریزی مطبوعہ کراچی ۱۳۶۶ء۔ ۴۔ نقطہ الکاف ص ۲۴۴

الوافضل بہائی غضبناک ہو کر لکھتے ہیں :-

”اہل بیان حیا نمودہ از یحییٰ بوحی تعبیر نمودند و شہرت دادند“^۱

چونکہ مرزا یحییٰ کے جانشین باب ثابت ہونے سے ان کے دوسرے بھائی میرزا حسین علی المعروف بہاء اللہ کو دعویٰ کا حق نہ پہنچتا تھا نیز چونکہ مرزا یحییٰ ساری عمر بہاء اللہ کا مخالف رہا اسلئے بہائیوں نے مرزا یحییٰ کی اس جانشینی کے بارے میں مضحکہ خیز تاویلیں کی ہیں۔ رسالہ الیہائیت میں لکھا ہے :-

”وقد ستمہ حضرة الباب بهذا اللقب (صبح ازل) بحکمة ما“^۲

کہ باب نے مرزا یحییٰ کو صبح ازل کا لقب کسی حکمت سے دیا تھا“

بہائی تاریخ الکو اکب الدریہ میں لکھا ہے۔ کہ کچھ بابیوں نے باب کی زندگی میں ہی بہاء اللہ کی زندگی کو خطرہ میں پا کر باب سے درخواست کی۔ کہ وہ کوئی ایسی تجویز کرے۔ کہ لوگوں کی توجہ بہاء اللہ سے ہٹ جائے۔ مؤرخ کہتا ہے کہ باب نے اس وقت توہین درخواست کو منظور نہ کیا البتہ قلعہ ماکو وچھریق کی قید کے آخری ایام میں اس نے یہ تجویز کی۔ کہ میرزا یحییٰ کو صبح ازل، الوحید، المرآة وغیرہ خطایات دیئے۔ نیز :-

”ثم امر بعض الاصحاب بان یتشہروا اسمہ بین عامة الصعب
لتتصول الا نظار نوعا الیہ“^۳

بعض اصحاب کو حکم دیا کہ عام بابیوں میں مرزا یحییٰ کا نام مشہور کریں تا ایک حد تک اس کی طرف

نظریں متوجہ ہو جائیں“

مقالہ سیاح کے مصنف عبدالبہاء افندی ملا عبدالکریم قرظینی اور جناب بہاء اللہ کے مشورہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

”کوئی ایسی تدبیر کرنی چاہئے۔ کہ سب کی توجہ حضرت بہاء اللہ سے ہٹ کر کسی غائب

۱۔ مجموعہ رسائل ص ۱۲۹، ۲۔ الیہائیت ص ۳۰، ۳۔ الکو اکب ص ۳۰

شخص کی طرف ہو جائے۔ اور اس تدبیر سے بہاء اللہ لوگوں کی مزاحمت اور ایذا سے محفوظ رہیں لیکن چونکہ اس امر کیلئے کسی اجنبی آدمی کو منتخب کرنا خلاف مصلحت تھا۔ اسلئے بہاء اللہ کے بھائی مرزا یحییٰ کو اس کام کیلئے منتخب کیا۔ غرضیکہ بہاء اللہ کی تائید اور ہدایت سے اس کو قبلہ آمال مشہور کیا۔ اور اپنی اور بیگانوں میں اسکو شہرت دی۔ اور اسی کی طرف سے چند خطوط حضرت باب کے نام لکھے۔ چونکہ درپردہ پہلے اس امر کا ذکر حضرت باب سے ہو چکا تھا۔ اس لئے یہ رشتے انہوں نے بھی نہایت پسند کیے۔

اس عبارت سے ظاہر ہے۔ کہ بابی اور بہائی تحریک میں خود ان لوگوں کے نزدیک بھی جعل سازی اور غلط بیانی کا بہت دخل ہے۔ بہائی آج اس قسم کی رکیک تاویلات سے صرف اپنی پردہ دری کر رہے ہیں، ورنہ یہ ایک حقیقت ہے کہ باب نے مرزا یحییٰ کو اپنا وصی اور جانشین مقرر کیا۔ باب کی وفات کے بعد بابی اسکے مطیع و متقدا رہے خود بہار اللہ نے اپنے ادعاء تک ازل کے دعویٰ کی مخالفت نہیں کی۔ بلکہ اسکی اطاعت کی ہے۔ حیرت ہے کہ بہار اللہ اپنی جان بچانیکے لئے تو بقول خود مرزا یحییٰ کو "قبلہ آمال" مشہور کرتا ہے۔ اور جب امن حاصل ہو جاتا ہے۔ تو اسے "دجال" قرار دیا جاتا ہے۔ کیا بہار اللہ اور بہائیوں کا قبلہ آمال دجال ہے؟

باب کا قتل | بیان ہو چکا ہے کہ ۱۳۶۴ھ میں باب کے اس دعویٰ سے کہ وہی مہدی عود ہے بہت شور و غوغا برپا ہوئی۔ اسی سال بدشت کانفرنس میں شریعت اسلام کے نسخ کی قرارداد سے بھی باہیوں اور مسلمانوں میں ہنگامہ آرائی شروع ہو گئی۔ اس کانفرنس میں یہ تجویز بھی پاس کی گئی۔ کہ سب بابی ماکو میں جمع ہو کر بزور باب کو رہا کر آئیں۔ اور اس پر عمل بھی شروع ہو گیا۔ اس قسم کی فتنہ انگیزیوں اور باہیوں کی طرف سے ملک میں بغاوت کے آثار کو دیکھ کر حکومت نے آخر باب کے متعلق علماء سے استفتا کیا۔

بہائی مؤرخ کے قول کے مطابق فتویٰ ان الفاظ میں تھا :-

”بمان حضرة السيد الباب ادعى مقام المهدوية وعمل تغيرات عظيمة في الفروع الاسلامية لذلك وجب ولزم قتله“

کہ چونکہ یانے مہدویت کا دعویٰ کیا ہے اور اسلامی شریعت میں بہت تبدیلی کی ہے۔ اسلئے اس کا قتل واجب ہے۔“

فتویٰ قتل کو سنکر باب کی حالت بالکل دگرگوں ہو گئی۔ ایک بہائی راوی ہے :-
”کان حضرتہ متغیر الحال علی خلاف المعتاد غائصاً فی بحر عمیق من الافکار“

کہ اس شب باب کی حالت غیر معمولی طور پر بدلی ہوئی تھی۔ وہ تفکرات کے عمیق سمندر میں غرق تھا۔ اسی جگہ باب کے رونیکہ کا بھی ذکر ہے۔ بہائی لوگ اسلامی قیامت کبریٰ اور حشر و نشر کے منکر ہیں۔ مگر باب اس رات بار باریشہ پڑھ رہا تھا۔
الی الدیان یوم الدین تمضی وعند الله تجتمع الخصوم
ترجمہ :- جزا دینے والے خدا کے پاس ہم یوم الدین کو جائینگے اور اسی کے پاس سب جھگڑتوالے جمع ہوں گے۔“

اس موقع پر باب کے دو ایسی باتیں ظاہر ہوئیں جن پر ان لوگوں کو خاص طور پر غور کرنا چاہئے۔ جو باب کو مامور الہی مانتے ہیں (۱) اس نے اللہ تعالیٰ سے یوس ہو کر خود کشی کی خواہش کی۔ چنانچہ اس نے اپنے باپنی ساتھیوں سے قید خانہ میں کہا :-

”فيا حبذا لو وجد من يقتلني هذه الليلة في هذا السجن“

کہ کاش کوئی مجھے آج رات ہی اس قید خانہ میں قتل کر دے۔“

(۲) باب نے اپنے باپنی ساتھیوں سے کہا :-

”اے اصحاب! فردا کہ از شما سوال نمایند از حقیقت من تقیہ نمایند و انکار نمایند

و لعن کنید زیرا کہ حکم اللہ بر شما این است“

ترجمہ :- اے رفقاء! کل جب تم سے میری صداقت کے متعلق سوال کریں تو تقیہ کرنا اور میرا

انکار کر دینا۔ نیز لعنت کرنا کیونکہ تمہارے لئے حکم خداوندی یہی ہے۔“

حکومتِ ایران کی طرف سے علماء کے فتویٰ اور سیاسی حالات کے ماتحت باب کو تبریز کے میدان میں گولی مار کر قتل کر دیا گیا۔ باب کے قتل کی تاریخ اور سال میں کچھ اختلاف ہے۔ شامی محقق اسید عبد الرزاق لکھتے ہیں :-

”اعدم الباب فی ۲۷ شعبان ۱۲۶۵ھ اما البایبۃ فیدعون ان هذا الاعدام

تم فی ۲۸ شعبان ۱۲۶۶ھ والفرق بین الروایتین سنة و یوم واحد“

کہ باب ۲۷ شعبان ۱۲۶۵ھ کو قتل کیا گیا۔ بابوں کا دعویٰ ہے۔ کہ قتل ۲۸ شعبان ۱۲۶۶ھ کو واقع ہوا۔

دونوں روایتوں میں ایک دن اور ایک سال کا فرق ہے۔“

بہائی مورخین نے بالعموم باب کے قتل کی تاریخ ۲۸ شعبان ۱۲۶۶ھ مطابق ۹ جولائی

۱۸۵۷ھ متعین کی ہے۔ پروفیسر براؤن نے ۲۷ شعبان ۱۲۶۶ھ قرار دی ہے جسے حشمت اللہ

صاحب بہائی لکھتے ہیں :-

”۱۸۵۷ھ اور ۱۸۵۸ھ کے درمیان آذربائیجان کے دارالخلافہ میں شہید ہوئے“

بہائی تاریخ میں لکھا ہے۔ کہ باب کو قتل کرنے کے بعد اسکے جسم کو وحشیانہ طریق پر زمین پر

ادھر ادھر گھسیٹ کر آخر کار ایک گڑھے میں ڈال دیا گیا۔ رات بھر وہاں سپاہی اس کی نگرانی

کرتے رہے۔ اور دوسرے دن لوگوں کو حکم دیا گیا۔ کہ کاروبار معطل کر کے باب کی لاش پر

سنگباری کریں چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ بانی مورخ مرزا جانی لکھتا ہے۔ کہ باب کی لاش دو دن

اور دو راتیں میدان میں ہی پڑی رہی۔ اسکے بعد اسے ایک جگہ دفن کر دیا گیا۔

لہ نقطۃ الکاف ۲۲۶۔ البایبون فی تاریخ ۱۲۔ مقالہ سیاح اردو ملک و الکواکب من ۲۲۔ کہ نقطۃ الکاف مقدمہ ص ۲۵

۲۵ بہا اللہ کی تعلیمات ص ۲۱۔ لہ الکواکب من ۲۲ و ۲۳۔ کہ نقطۃ الکاف ص ۲۵

بابوں کی "قربانیاں" آپ باب پر ایمان لانیوالے عوام کی حالت کے زیر عنوان پڑھ چکے

ہیں۔ کہ بہائی لوگ بابیوں کو جاہل، ان پڑھ، دین سے ناواقف ظلمات میں غرق اور سب لوگوں سے پسماندہ تر قرار دیتے ہیں عید البہاء نے ان کیلئے "تَبَّالْهَمَّ وَبِحَقَّالْهَمَّ" تک کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ باوجود اس امر کے بہائی لوگ مرنیوالے بابیوں کی موت کو اپنی قربانیاں قرار دیکر مشرق و مغرب میں پروپیگنڈا کرتے رہتے ہیں۔

اپنے مذہب کے لئے مخلصانہ اور مظلومانہ جان دینا ہر قوم اور ہر زمانہ میں قابل تعریف ہے۔ مگر اسجگہ یہ سوال قابل تحقیق ہے۔ کہ آیا ایران میں مارے جانے والے بابی لوگ مظلومانہ مارے گئے اور آیا ان کا اقدام محض اخلاص پر مبنی تھا یا نہیں؟ اس تحقیق کیلئے فصل ہذا میں بابی اور بہائی تاریخ سے کافی مواد موجود ہے۔ اسجگہ مزید چند حقائق درج کئے جاتے ہیں۔

اول۔ بابی کہلائیوالے اپنے مذہب کے واقف نہ تھے مقالہ سیاح کا مصدق لکھتا ہے۔

"چونکہ اس مذہب کی بنیاد پر تھے ہی حضرت باب قتل کر دیئے گئے تھے۔ اسلئے بیگروہ اپنی روش

ورفتار اور شریعت و طریقت کے احکام سے محض بے خبر رہا۔ ان کے عقائد کی بنیاد صرف حضرت

باب کی سچی محبت تھی۔ اور یہی بے خبری بعض مقاموں میں گڑبڑ کا سبب ہوئی۔ اور جب ان لوگوں

نے اپنے اوپر سخت دباؤ پڑنا دیکھا، تو اپنے بچاؤ کیلئے مجبوراً ہاتھ اٹھایا۔"

دوم۔ بابیوں نے ۱۲۶۴ھ ہجری میں بدشت مقام پر یہ قرار داد پاس کی۔ کہ "ایران کے سب

اطراف سے بابی ماکو میں منظم طور پر جمع ہوں، اور باب کو جیل خانہ سے آزاد کرانے کیلئے

بمحل جلالائیں۔" اور ان کے مختلف قافلے مختلف جہات سے روانہ بھی ہو پڑے تھے۔

سوم۔ جو بابی قرار داد بدشت کے مطابق ماکو کیلئے روانہ ہوتے تھے۔ ان کی حالت

بہائی تاریخ کے مطابق حسب ذیل ہوتی تھی :-

"صارا کثر ہم یعملون السلاح ویسافرون جماعات لا یقل عددھا

لہ مقالہ سیاح اردو منشا۔ لہ الکوکب ص ۲۳۳

عن العشرین نفساً ۱

کہ ان میں سے اکثر ہتھیار بند ہوتے تھے۔ اور بیس یا اس سے زیادہ افراد کے ہتھوں کی صورت میں سفر کرتے تھے۔

چھارم ۱۲۶۲ھ میں ہی بابیوں نے قلعہ طبرسی پر قبضہ کر کے اسکی مرمت کرائی۔ اور قلعہ بند ہو بیٹھے۔ اسی عرصہ میں شاہ ایران محمد شاہ کا انتقال ہو گیا جس سے بابیوں کے حوصلے بہت بڑھ گئے۔ بہائی تاریخ میں لکھا ہے۔ کہ نئے بادشاہ ناصر الدین شاہ کے پاس محض نامہ بھیجا گیا جس میں لکھا تھا۔ کہ :-

”ان البایبیین احتسبوا وفاة المغفور له محمد شاه فرزا عظیماً لهم و

شرعوا فی المقاتلة والنزال وخرجوا علی الدولة والملة ۲

پنجم ۱۲۶۴ھ یعنی قتل باب کے قبل ہی بابی گروہوں نے ملک ایران میں خطرناک ہنگامہ برپا کر دیا تھا۔ زنجان، ماژندران، نیریز وغیرہ مقامات پر حکومت کو اپنی فوج کا کافی نقصان برداشت کر کے باغی بابیوں پر قبضہ کرنے کا موقع ملا۔ معرکہ فایہ ماژندران کا ذکر کرتا ہوا بہائی مورخ کہتا ہے۔ کہ ہمیں ایک رات میں حکومت کے لشکر کے چار سو آدمی کھیت رہے جن میں سے پینتیس افسر تھے۔ ۳ یاد رہے کہ بابی لوگ ان تمام معرکوں میں ”یا صاحب الزمان“ کا نعرہ لگایا کرتے تھے۔ گویا انہوں نے اپنے عقیدہ کی رو سے جہاد کا آغاز کر دیا تھا۔

ششم۔ باب کے قتل سے اس کے اتباع کو صدمہ پہنچنا طبعی امر تھا۔ بابیوں نے اسکا انتقام لینے کی یہ صورت تجویز کی۔ کہ شاہ ایران پر قاتلانہ حملہ کر دیا۔ لکھا ہے :-

”اگست ۱۸۵۲ء میں ایک ایسا واقعہ ہوا جس نے بابیوں پر بلاؤں کا ایک ایسا طوفان برپا

کیا۔ کہ ہر ایک بابی کی جان خطرے میں پڑ گئی۔ ہادق نامی ایک فوجوان جو خود بھی بابی تھا۔ اور جبکا

۱۔ الکوئب - ۲۵ الکوئب - ۳ الکوئب - ۲۳ الکوئب - ۲۴ الکوئب - ۲۵ الکوئب - ۲۶ الکوئب - ۲۷ الکوئب - ۲۸ الکوئب - ۲۹ الکوئب - ۳۰ الکوئب - ۳۱ الکوئب - ۳۲ الکوئب - ۳۳ الکوئب - ۳۴ الکوئب - ۳۵ الکوئب - ۳۶ الکوئب - ۳۷ الکوئب - ۳۸ الکوئب - ۳۹ الکوئب - ۴۰ الکوئب - ۴۱ الکوئب - ۴۲ الکوئب - ۴۳ الکوئب - ۴۴ الکوئب - ۴۵ الکوئب - ۴۶ الکوئب - ۴۷ الکوئب - ۴۸ الکوئب - ۴۹ الکوئب - ۵۰ الکوئب - ۵۱ الکوئب - ۵۲ الکوئب - ۵۳ الکوئب - ۵۴ الکوئب - ۵۵ الکوئب - ۵۶ الکوئب - ۵۷ الکوئب - ۵۸ الکوئب - ۵۹ الکوئب - ۶۰ الکوئب - ۶۱ الکوئب - ۶۲ الکوئب - ۶۳ الکوئب - ۶۴ الکوئب - ۶۵ الکوئب - ۶۶ الکوئب - ۶۷ الکوئب - ۶۸ الکوئب - ۶۹ الکوئب - ۷۰ الکوئب - ۷۱ الکوئب - ۷۲ الکوئب - ۷۳ الکوئب - ۷۴ الکوئب - ۷۵ الکوئب - ۷۶ الکوئب - ۷۷ الکوئب - ۷۸ الکوئب - ۷۹ الکوئب - ۸۰ الکوئب - ۸۱ الکوئب - ۸۲ الکوئب - ۸۳ الکوئب - ۸۴ الکوئب - ۸۵ الکوئب - ۸۶ الکوئب - ۸۷ الکوئب - ۸۸ الکوئب - ۸۹ الکوئب - ۹۰ الکوئب - ۹۱ الکوئب - ۹۲ الکوئب - ۹۳ الکوئب - ۹۴ الکوئب - ۹۵ الکوئب - ۹۶ الکوئب - ۹۷ الکوئب - ۹۸ الکوئب - ۹۹ الکوئب - ۱۰۰ الکوئب

آقا بھی باہی تھا۔ اپنے آقا کے عذاب شہادت کو دیکھ کر ایسا متاثر ہوا کہ بدلہ کے جوش میں بھر کر اس نے شاہ ایران پر حملہ کر دیا۔^۱

بہائیوں کے رسالہ ”الہائیت“ مطبوعہ مصر میں حملہ کرنیوالے ”اثان من الشہداء الباہیین“ لکھا ہے یعنی بادشاہ پرگولی چلا نیوالے دو باہی نوجوان تھے۔ ایک اور روایت ہے کہ ۲۸ شوال ۱۲۶۸ھ مطابق ۱۵ اگست ۱۸۵۲ء کو تین اشخاص نے بادشاہ ناصر الدین شاہ پر قاتلانہ حملہ کیا۔ پروفیسر براؤن نے بھی مؤخر الذکر بیان کو درست قرار دیا ہے۔^۲

ہفتم۔ اس واقعہ ہائلہ سے ملک میں طوفان برپا ہو گیا جو لازمی امر تھا۔ حکومت نے اس سازش کی تحقیقات کیلئے سب باہی مشاہیر کو گرفتار کر لیا جناب عبدالباہا لکھتے ہیں۔
”اس باغیانہ حرکت کے ارتکاب سے یہ فرقہ بدنام ہو گیا۔ ابتدا میں کچھ پوچھ گچھ ہی نہیں تھی۔ مگر اسکے بعد حکومت کی طرف سے تحقیقات شروع ہوئی۔ اور اس فرقہ کے تمام مشاہیر تہمت کے جال میں پھنس گئے۔“
پروفیسر براؤن کی تحقیقات کی رو سے بادشاہ پر قاتلانہ حملہ کے بعد چالیس باہیوں کو سازش کے شبہ میں پکڑا گیا جن میں سے اٹھائیس اشخاص کو مجرم پا کر حکومت نے آخردو القعدہ ۱۲۶۸ھ میں قتل کروا دیا۔
ایک بہائی مصنف لکھتا ہے :-

”حضرت باب شہید کئے گئے۔ اور ان کے ایک خادم نے کچھ آدمیوں سے سازش کر کے بادشاہ پرگولی چلائی۔ اور اس کے بعد باہیوں کا تمام ایران میں قتل عام ہوا۔“
ہشتم۔ حکومت کے مقابلہ میں باہیوں کا رویہ ”مسلح بغاوت“ کا رنگ رکھتا تھا۔
عصر جدید کے مصنف نے لکھا ہے :-

”آغاز امر میں باہیوں نے اکثر موقعوں پر نہایت بہادری اور دلیری سے تلوار کیساتھ
۱۔ عصر جدید اردو ص ۳۱۔ ۲۔ الہائیت ص ۶۔ ۳۔ الباہیوں فی التاريخ ص ۱۰۔ ۴۔ مقدمہ نقطۃ الکاف ص ۱۰۔
۵۔ مقالہ سیاح ص ۱۲۔ ۶۔ مقدمہ نقطۃ الکاف ص ۱۰۔ ۷۔ بہار اللہ کی تجلیات ص ۱۰۔“

اپنے بال بچوں کی حفاظت کی۔ مگر حضرت بہار اللہ نے اس سے منع کر دیا۔
 نہم۔ ان حالات میں بابیوں کی ایک بڑی تعداد کا مارا جانا تقیبتی امر تھا کیونکہ
 وہ قائم شدہ حکومت سے برسرِ پیکار تھے۔ انہوں نے سینکڑوں، ہزاروں،
 سپاہیوں اور عوام کو موت کے گھاٹ اتارا تھا۔ وہ حکومت کے یاغی
 تھے۔ اور اسے وبالا کرنا چاہتے تھے لیکن ایسے مرنے والوں کو مظلومی
 کی موت مرنے والا قرار دینا مشکل ہے۔ اپنے جرم کی سزا میں مرنے والا
 مظلوم نہیں کہلا سکتا۔ اگرچہ بہائی مقتول بابیوں کی تعداد میں بہت مبالغہ
 کرتے ہیں۔ تاہم اس میں شک نہیں کہ بابیوں کی خاصی تعداد ماری گئی ہے
 لیکن یاد رہے کہ اس افراتفری میں مارے جانے والے سب بابی نہ تھے۔
 السید عید الرزاق لکھتے ہیں :-

”و معلوم ان فكرة الدستور كانت مختصرة في نفوس
 الايرانيين في هاتيك الايام وان تلك الاضطرابات
 كانت سياسية دينية في عين الوقت وكان الشاه
 ينكل باعدائه انصار الدستور باسم التنكيل
 بالبابيين فكان هذا التاديب صارماً واسعاً في عين
 الوقت“

ترجمہ۔ واضح رہے کہ ان دنوں اہل ایران میں آزادی اور جمہوریت کا خیال پختہ ہو رہا تھا
 اور یہ پکڑ دھکڑ سیاسی اور مذہبی دونوں رنگ رکھتی تھی۔ سو بادشاہ نے جمہوریت کے مؤیدین کو بائیت
 کے نام پر شدید سزائیں دینی شروع کر دیں۔ اور یہ سزا کا سلسلہ بہت سخت اور وسیع ہوتا تھا۔
 غرض بابی لوگ اپنے مقصد میں ناکام رہے۔ اور حکومت کے مقابلہ میں

ان کی سیاسی تنظیم کارگر ثابت نہ ہوئی۔ بلکہ اس مقابلہ اور بغاوت میں ان کے بہت سے آدمی مارے گئے جیسا کہ انہوں نے ایک وقت تک حکومت کے فوجیوں کو نہ تیغ کیا تھا۔ ان حقائق کی روشنی میں بابیوں کی ”قربانی“ کی حقیقت معلوم کرنا کچھ مشکل نہیں *۔

وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

فصل دوم

اسلامی شریعت کے منسوخ کر نیے کے متعلق یا بیوی کی سازش

اور

بابی شریعت کے چند احکام !

اسلامی شریعت کے نسخ کا خیال | باب کے دعویٰ کے باوجود ایک عرصہ تک بابی لوگ
 کب اور کیوں پیدا ہوئے؟ | اسلامی شریعت پر عمل کرتے رہے چنانچہ عبدالبہاء افندی
 نے بدشت کا نفرس کے موقعہ پر قرۃ العین کے ابتداء علیحدہ باغیچہ میں رہنے کا ذکر کرتے
 ہوئے کہا ہے :-

” فانظر کیف کانوا یحترمون العوائد والتقالید ویظنسون
 انہم یقدرون بہا العقائق فلقد کانت الشریعة ہی الماحول
 علیہا الی ذلک التاریخ لم یتغیر منہا شیء“

کہ دیکھو اس وقت بابی لوگ عادات و رسوم کا کس قدر خیال رکھتے تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ اس طرح
 وہ حقائق کو قائم کر سہے ہیں تحقیق اس دن تک اسلامی شریعت پر ہی سبک و درو مدار تھا۔ اس میں سے
 کوئی حکم بھی تبدیل نہ ہوا تھا۔“

بہائی مؤرخ عبدالحسین لکھتا ہے کہ بدشت کے صحراء میں کانفرس ۱۲۶۲ھ
 میں واقع ہوئی۔ اس وقت تک بابی لوگ بالعموم بابی تحریک کو جزئیات اور کلیات میں

۱۲ تاریخ بہاء و اقدم من حوادث عبدالبہاء ص ۲۰

اسلامی شریعت کے تابع سمجھتے تھے۔

بدنیت کانفرنس کے انعقاد کا محرک یہ تھا کہ باب کو حکومت نے قید کر رکھا تھا۔ اور بابی اپنی پرانے حالی سے تنگ آچکے تھے علماء ایران نے باب اور بابیوں کے خلاف سخت فتوے جاری کر دیئے تھے۔ گویا بابی حکومت اور علماء کی خلاف تجاویز سوچنے کیلئے اس موقع پر جمع ہوئے تھے حکومت کے خلاف انہوں نے یہ قرارداد پاس کی کہ ماکو میں جمع ہو کر باب کو بزور رہا کریں اور علماء سے انتقام کیلئے یہ تجویز ٹھہری کہ اسلامی شریعت کو منسوخ قرار دیا جائے۔ یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ نسخ شریعت فرقانی کا خیال محض انتقامی ہے۔ خود بہاء اللہ نے اپنی کتاب اقتدار میں لکھا ہے کہ :-

”اگر اعتراض و اعراض اہل فرقان نبود ہر آئینہ شریعت فرقان در این ظہور نسخہ شد“

یعنی اگر اہل اسلام باب و بہاء کے ماننے سے اعراض نہ کرتے اور ان پر اعتراض نہ کرتے تو اسلامی شریعت ہرگز منسوخ نہ کی جاتی۔“

اس حوالہ سے بالبداہرت ثابت ہے کہ بابیوں نے محض مسلمانوں کی مخالفت سے بڑھ کر قرآن مجید کے منسوخ کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ ورنہ درحقیقت اسلامی شریعت کی موٹوگی میں کسی نئی شریعت کی ضرورت نہ تھی جتنا چاہیے اسلامی شریعت کے جامع اور تمام زمانوں کے لئے کامل قانون ہونے کا اقرار خود بہاء اللہ نے اپنی آخری عمر میں ایک خط میں ان الفاظ میں کیا ہے :-

”اگر اہل توحید در اعصار اخیرہ بشریعت غراء بعد از حضرت خاتم روح ماسواہ فداہ عمل می نمودند و بذلالتش تشبث، بنیان حصن امرتہ نزع نمی شد و مدائن معمورہ خراب نمی گشت بلکہ مدن و قری بطن از امن و امان مزین و فائز۔ از غفلت و اختلاف امت مرحومہ و دخان نفس شریفہ ملتہ بمیصاء تیرہ و ضعیف مشاہدہ میشود“

ترجمہ - اگر اس آخری زمانہ میں اہل توحید حضرت خاتم النبیین (روح عالم تثار ہوان پر) کی وفات کے بعد ان کی روشن شریعت پر عمل کرتے اور ان کے دامن شریعت کو مضبوط پکڑے رہتے تو قلعہ دین کی منگم بنیاد ہرگز نہ ڈگمگاتی۔ اور بے بسائے شہر کبھی ویران نہ ہوتے بلکہ شہر اور گاؤں امن و امان کی عزت سے مزین اور کامیاب رہتے۔ مگر امت مرحومہ کی غفلت و اختلاف اور شہر نفوس کی ظلمت کے سبب یہ عزت تیرے اور کمزور دکھلائی دیتی ہے۔

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ بہاء اللہ کے نزدیک بھی شریعت پر پیمانہ اسلامیہ پر ہی عمل کرنا دنیا میں امن و امان کے قیام کا موجب ہے شریعت اپنی ذات میں کامل اور جامع ہے نقص صرف یہ تھا کہ لوگ اس پر عمل نہیں کر رہے تھے۔ اندریں صورت نسخ شریعت اسلامیہ کی نچوڑ سراسر معاندانہ ہے۔ یہ امر باہمیت اور بہائیت کے بطلان پر واضح دلیل ہے۔ اے کاش لوگ غور کریں۔

نسخ شریعت اسلامیہ متعلق بیان ہو چکا ہے کہ بدشت کاقرنس میں بابی زعمائے اسلامی باہیوں کی سازش شریعت کے نسخ کے بائے میں خطرناک سازش کی تھی۔ اس کا مختصر

حال بہائی مورخ کی زبانی حسب ذیل ہے۔

۱۲۶۲ھ ہجری میں علاقہ خراسان میں بدشت کے میدان میں باہیوں کا اجتماع ہوا۔ اس موقع پر مرزا حسین علی، ملا محمد علی، ملا حسین بشروئی، اور امجدی قرۃ العین کے درمیان خاص مشورے ہوتے تھے جن کا موضوع یہ ہوتا تھا کہ شریعت اسلامیہ کو منسوخ کرویا جائے۔ ان گفتگوؤں کا نتیجہ یہ ہوا کہ اکابر باہیوں کا بیشتر حصہ اس رائے کے حقی میں ہو گیا۔ کہ شریعت محمدیہ کا نسخ واجب ہے۔ مگر ذہب قلائل الی عدم جواز التصرف فی الشریعة الا اسلامیہ۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ اسلامی شریعت میں تبدیلی ہرگز جائز نہیں ہے۔ اس اختلاف کے موقع پر قرۃ العین پہنچ کر وہ میں شامل

تھی بلکہ ان کی لیڈر تھی۔ اسنے اصرار کیا کہ باب کو صاحبِ شریعت جدیدہ ہونا چاہئے اور ہمیں اسلامی شریعت کو بدل دینا چاہئے۔ باقی زعماء ڈرتے تھے۔ کہ ایسا کر تیسے عوام بابی بدک جائینگے۔ آخر ایک دن قرۃ العین نے مجلسِ خاص میں بیچو زین پیش کی کہ چونکہ اسلام میں مرتد عورت کی سزا قتل نہیں، اسلئے میں عوام بابیوں کی محفل میں دینِ سلام کے منسوخ ہونیکا اعلان کر دوں گی۔ اگر تو سہیلے قبول کر لیا تو بہتر ورنہ احبابِ خاص میں سے ملا محمد علی مجھ سے تو بہ کر دو اسکے پھر داخل اسلام کر لینگے۔ بہائی مؤرخ لکھتا ہے کہ اس کی اس تجویز کو بہاء اللہ وغیرہ زعماء نے بہت پسند کیا (فاستحسن الاصحاب هذا المقترح) اور وہ سب موقعہ کی تلاش میں رہے چنانچہ ایک روز جب بہاء اللہ کو زکام ہوا۔ اور ملا محمد علی نے جھوٹے طور پر بیماری کا بہانہ بنا لیا۔ قرۃ العین نے اپنی سکیم شروع کر دی۔ اس کے بیانات سن کر عوام بابی دنگ رہ گئے عبدالبہاء لکھتے ہیں:-

”جمیع حاضرین پریشان شدند کہ چگونہ نسخ شرایع شد“ تذکرۃ الوفاء ص ۳۸

ان لوگوں نے جا کر ملا محمد علی سے قرۃ العین کی اس باریکین شکایت کی۔ اس نے باہمی منصوبہ کے مطابق اسوقت چرب لسانی سے لوگوں کو خاموش کر دیا اور قرۃ العین سے مل کر تحقیق کا ارادہ ظاہر کیا۔ بعد ازاں چند مرتبہ ان دونوں کی گفتگو ہوئی۔ مگر اس میں بھی مکارانہ پالیسی کام کر رہی تھی۔ اس حالت کو دیکھ کر مذہبی رنگ کے بابی دل برداشتہ ہو کر گھروں کو لوٹ گئے۔

سوچی ہوئی تجویز کے مطابق آخر کار بہاء اللہ نے اس بحث میں مداخلت کی۔ اور قرۃ العین کی تائید کی۔ اس موقعہ پر بابیوں میں سخت اضطراب پیدا ہو گیا۔ عبدالبہاء لکھتے ہیں۔ کہ بتداءً تو سب ہی رگستہ ہو گئے تھے پھر کچھ واپس آ گئے۔ تب قرار پایا کہ اس بارے میں باسکے جو ان دنوں ماکو کے قلعہ میں قید تھا، استصواب کیا جائے۔

بہائی مؤرخ راوی ہے۔ کہ یاب نے قرۃ العین وغیرہا کی رائے سے اتفاق کیا اور اس طرح اسلامی شریعت کا منسوخ کرنا واجب ٹھہرا۔ ایک اور بہائی اس واقعہ کا ذکر یوں کرتا ہے کہ :-

”اس مصیبت کے وقت میں جو کہ سرسرا آوردہ تھے انہوں نے مشورہ کر کے ایک عام مجلس شوریٰ منعقد کی تاکہ کوئی فیصلہ کریں۔ اور اس موقع پر ایک بابی میرزا حسین علی نوری جنکو حضرت باب نے بہاء اللہ کا لقب دیا تھا خاص طور پر کامیدہ ثابت ہوئے اور ان کی اور قرۃ العین وغیرہ کی کوششوں سے یہ قریب قریب فیصلہ ہو گیا کہ نئے اصولوں پر چلا جاوے۔ لیکن بعض پرانی رائے پر جمے رہے (بہاء اللہ کی تعلیمات سے)۔“

یہ سارا واقعہ جو بہائی روایات سے ماخوذ ہے بایبیت اور بہائیت کی قلبی کھولنے کیلئے کافی ہے۔ نسخ شریعت محمدیہ کا خیال ایک منتقمانہ کارروائی سے زیادہ کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ باب کو خدا نے نہیں کہا کہ اسلامی شریعت منسوخ ہوگئی۔ اسنے خود بھی اس بارے میں کسی الہام کا دعویٰ نہیں کیا۔ یہ تو ساری سازش قرۃ العین اور بہاء اللہ نوری کی ہے جسکی نذ میں مسلمانوں سے انتقام لینے کا جذبہ کام کر رہا تھا۔ کیا ان حالات میں بھی کوئی انصاف پسند انسان بابی یا بہائی تحریک کو خدائی تحریک کہہ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

بابی تحریک یقیناً بہائیوں کے مسلمات میں یہ امر داخل ہے کہ وہاں نے نئی وہالی تحریک کے شریعت لائیک اداء کرنا ہے۔ چنانچہ ابوالفضل بہائی لکھتے ہیں :-

”و این نمکتہ بر اہل دانش پوشیدہ تماندہ نظر اور کتاب دجال و کتاب حضرت ذی الجلال در یوم قیام قائم موعود از موعود حتمیۃ الہیہ است۔“

اسی طرح بہائیوں نے آیت قرآنی عَلَیْهَا تَشْعَلُ عَشْرَ سَعْدٍ سے مراد یہ لیا ہے کہ

دجال کیساتھ انیس خاص اصحاب ہوں گے۔ اسی بنا پر ابو الفضل نے صبح ازل کو دجال قرار دیا ہے۔ میرے نزدیک واقعات سے ثابت ہے کہ دراصل بابی تحریک دجالی تحریک ہے۔ دجالی فتنہ کا جو مظہر نئی شریعت کے دعویدار کی صورت میں نمودار ہونیوالا تھا، وہ دراصل باب تھا۔ بہاء اللہ اور صبح ازل اپنی اپنی کتاب کے ساتھ اسکی شاخیں ہیں۔ باب نے بدشت کا نفرنس کی قرارداد کے مطابق نئی شریعت کا اختراع کیا۔ اور اسلامی شریعت کو نسوخ کر نیکی کو شش کی تیز اس نے اپنے سارے کار و بار کی بنیاد ہی انیس کے عدد پر رکھی ہے۔ انیس دن کا مہینہ اور انیس مہینوں کا سال اسی کی غیر طبعی ایجاد ہے۔ اسی نے حروف الحی کے مطابق اپنے اٹھارہ خاص اصحاب اور اپنے آپ کو ملا کر انیس "اصحاب النار" کا عدد پورا کر دیا ہے۔ علاوہ ازیں یہ ایک حیرت انگیز امر ہے کہ نسخ شریعت اسلامیہ کی یہ تحریک بدشت سے شروع ہوتی ہے۔ جو علاقہ خراسان میں واقع ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:-

”الدجال یخرج من ارض بالمشرق یقال لها خراسان یتبعه

اقوام کان وجوہہم المجان المطرقة۔ رواہ الترمذی“

کہ دجال مشرقی علاقہ خراسان نامی سے خروج کریگا۔ اسی پیروی و دقت میں کریگی جسکے چہرے ایسی

ڈھالوں کی مانند ہیں جن پر ہتھوڑے مارے گئے ہوں۔ یہ ترمذی کی روایت ہے۔“

بابی تحریک کی غرض اسلام کو ناقابل عمل اور مردہ مذہب ثابت کرنا تھا۔ بدشت

کانفرنس کا مدعا اسلامی شریعت کو نسوخ قرار دینا تھا۔ مگر کیا یہ الہی تصرف نہیں اور کیا

یہ اسلام کے زندہ مذہب ہونیکا ایک اور درختندہ ثبوت نہیں؛ کہ بابیوں کی اس

سازش نے بائی اسلام علیہ التیمتہ و السلام کی ایک پیشگوئی کو پورا کر دیا اور اس طرح

بابی فتنہ اسلام کی صداقت کی ایک اور دلیل بن گیا۔ ان فی ذلک لآیۃ لِّقَوْمٍ یَّتَذَنُّونَ

بابیوں کی تین شریعتوں پر مختصر تبصرہ

بابی تحریک پر تاریخی نظر ڈالنے وقت ان لوگوں کی تین خود ساختہ شریعتیں ہمارے سامنے آتی ہیں (۱) البیان (۲)

المستقیظ (۳) الاقدس - اول الذکر کا مصنف علی محمد باہا ہے۔ دوسری کتاب المستقیظ کا لکھنے والا مرزا یحییٰ اصبح ازل ہے۔ اور مؤخر الذکر مرزا حسین علی بہاء اللہ کی تصنیف ہے۔ بہائیوں کے نزدیک البیان مسوخ ہو چکی ہے۔ اور صبح ازل کو وہ مفتری قرار دیتے ہیں۔ اسلئے ان کے نزدیک المستقیظ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ازلی گروہ کے نزدیک المستقیظ یا ب کی کتاب البیان کا تتمہ اور تکملہ ہے موجودہ بابیوں کے اعتقاد میں البیان ہی اصل چیز ہے۔ الاقدس اور المستقیظ ہر دو جھوٹ اور افتراء کے پلندے ہیں۔ ذیل میں ان تینوں کتابوں کے حالات درج کئے جاتے ہیں۔

(۱) البیان کی حقیقت

یاب نے بدشت کا نفرنس کی قرارداد کے ماتحت قلعہ ماکو کے زمانہ قید میں ایک شریعت تصنیف کرنی شروع کی۔ یاب کے اس مقام پر قید رہنے کا زمانہ بعض کے نزدیک تو ماہ ہے اور بعض کے نزدیک ڈیڑھ سال۔ مگر بہر حال یہ سب کے نزدیک مسلم ہے کہ البیان اسی عرصہ میں لکھی گئی ہے۔ عبد بہاء کہتے ہیں :-

”وکان الباب کتب کتاب البیان اثناء حبسه فی قلعة ماکو“

کہ یاب نے ماکو کے قلعہ میں قید کے عرصہ میں کتاب بیان لکھی ہے۔

بہائی مؤرخ عبد الحسین نے بھی اسکی تصدیق کی ہے۔ بہائیوں کے نزدیک البیان کی تفسیر کرنیکی کسی کو بھی اجازت نہیں ہے۔ البیان کے متعلق یاب کی سکیم یہ تھی کہ :-

”رتب کتاب البیان علی تسعة عشر واحداً وقسم کل واحد الی تسعة عشر باباً“

وہ البیان کو ۱۹ حصوں پر تقسیم کریگا اور ہر حصہ میں ۱۹ ابواب لکھیگا۔ مگر وہ اس تجویز کو عملی جامہ

نہیں پہنا سکا۔ لکھا ہے :-

”ولکن حضرتہ لم یكمل یقلدہ کتابہ جمیع ہذہ الابواب وانما
تم کتابہ آحاد ثمانیۃ وتسعة ابواب من الواحد التاسع فقط“

کہ باب اپنی قلم سے البیان کو مکمل نہ کر سکا۔ اسے صرف آٹھ حصے مکمل طور پر لکھے ہیں۔ اور نویں حصے کے صرف نو باب لکھ سکا ہے :-

اسکے معنی یہ ہوئے کہ باب نے جس شریعت کو بزعم خود قرآن مجید کے مقابل راجح کر دینا ارادہ کیا تھا، وہ اس کو پورا بھی نہ کر سکا۔ ہَمْؤَايْمَا لَمْ يَتَّالُوا کے مطابق اسے بالکل ادھورا چھوڑ کر مر گیا۔ یا اب کا اس حالت میں قتل کیا جانا اس کی ناکامی اور ابتری پر قاطع دلیل ہے۔

(۲) صبح ازل اور میرزا یحییٰ کا لقب صبح ازل ہے۔ یہ بہاء اللہ کا یا پ کی طرف سے اسکی کتاب بھائی ہے۔ میرزا یحییٰ کو یا نے اپنا وصی مقرر کیا تھا۔ اہل بیان اور غیر جانبدار مورخ ”بے حجاب یحییٰ“ را وصی حضرت باب خواندہ است“ اس کا صاف اقرار کرتے ہیں۔ صبح ازل کی وصایت ابتداء میں سب کو مسلم تھی۔ بہائی بھی مانتے ہیں کہ اسے بہاء اللہ کی جان بچانیکے لئے وصی مقرر کیا گیا تھا۔ اور اس امر کا چرچا کر نیکی کوشش کی گئی تھی۔

میرزا یحییٰ کا دعویٰ تھا۔ کہ یا کے بعد مصدر امر نہیں ہی ہوں، بہاء اللہ نہیں ہے۔ اسی لئے بہاء اللہ نے لکھا ہے :-

”یہ مظلوم خواہش کرتا ہے۔ کہ ایک شخص کو بغیر کسی کو اطلاع کئے مقرر کریں، اور اسے اس طرف (عکا کی طرف) بھیجیں، اور وہی شخص کچھ دن جزیرہ قبرص میں بھی قیام پذیر ہو اور میرزا یحییٰ کے ساتھ رہے۔ تاکہ اہل امر اور مصدر اور احکام الہی سے آگاہ ہو جائے۔“

صبح ازل نے بہاء اللہ کو العجل قرار دیکر سب بہائیوں کو مشترک ٹھہرایا ہی لکھا ہے :-

”ان الذین یتخذون العجل من بعد نور اللہ اولئک ہم المشرکون“

ان بیانات سے ظاہر ہے کہ باہیوں، بہائیوں اور ازل کیوں میں شدید عداوت ہے نیز

بہاء اللہ اور صبح ازل دعاوی میں یکساں ہیں لہذا بھی اس طرح کتاب کا معنی ہے جس طرح بہاء اللہ

کو قرار دیا جاتا ہے بہاء اللہ کا انتقال ۱۸۹۲ء میں ہوا ہے۔ اور صبح ازل کی وفات ہزیرہ

قیصر میں ۱۹۱۳ء میں ہوئی ہے۔ اب بہائی لوگ بتلائیں، کہ کیا وجہ ہے کہ وہ بہاء اللہ کو

سچا مانتے ہیں اور صبح ازل کو کاذب؟ حالانکہ صبح ازل کو بلحاظ زمانہ زیادہ مہلت ملی ہے۔

صبح ازل بائبل کے قتل (۱۸۵۷ء) کے بعد ہی معنی بن گیا تھا۔ گویا اسے ساٹھ برس کا زمانہ ملا ہے۔

بہائیوں کے مشہور عالم ابو الفضل لکھتے ہیں :-

”سچی بائبل ایک وہی نقطہ اولی است شہرت یافتہ و جنیں الواح کہ صبیان از لطق باں استیاش

نمائند بائبل ایک کلمات سماویہ و وحی آسمانی است و معجزہ است نزد اہل ایمان ارسال نمود“

یعنی وہ کلمات صبح ازل نے باہیوں میں رائج کئے اور انکو کلمات سماویہ اور وحی آسمانی قرار

دیا۔ طفلان مکتب بھی ان کو بولنے سے عار کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ اس وصف میں بائبل کی البیان یعنی بہا اور ازل کے پیشرو کی کتاب بھی برابر کی

نشر تک ہے۔ صبح ازل نے ہمہ خانہ آفتاب است۔ لیکن بہر حال یہ جواب بہائیوں کیلئے مفید نہیں۔

کیونکہ اول تو اس سے ثابت ہوگا، کہ بائبل اور بہائی گروہ ایسے ہی جاہل لوگوں سے مرکب تھا جو

ایسی باتوں میں پھنس جاتے تھے۔ دوم۔ مخالفین یہی جواب بائبل اور بہاء کے متعلق بھی

دے سکتے ہیں۔

(۳) الاقدس کی تصنیف | عکا کی طویل اور فارغ البالی کی زندگی میں مرزا حسین علی

صاحب کو خیال آیا، کہ وہ بھی ایک شریعت الاقدس نامی مرتب کریں۔ ان کا پروگرام حسب ذیل

۱۔ مستنبط بحوالہ الخراب ص ۲۹۰۔ ۲۔ البایون فی التاریخ ص ۳۰۔ ۳۔ مجموعہ رسائل ص ۱۲۹

ہوتا تھا :-

"The time of Babuallah was spent for the most part in prayer and meditatoin, in writing the Sacred Books, revealing Tablets, and in the spiritual education of the friends .
یعنی وہ اکثر حمد و ثناء و دعاؤں وغیرہ کے علاوہ مقدس کتابوں کے تصنیف کرنے اور الواح کے نازل کرنا کرتے تھے۔"

بہاء اللہ نے اس کتاب کی تصنیف کا سبب خود درج کر دیا ہے لکھا ہے :-

"قد حضرت لدی العرش عرائض شتی من الذین امنوا و سئلوا فیہا اللہ رب ما یری و ما لا یری رب العالمین لذا انزلنا اللوح و زیناہ بطرزالا مرعل الناس باحکام ربہم یعملون و کذلک سئلنا من قبل فرسین منوالیات و امسکنا القلم حکمة من لدنا الی ان حضرت کتب من انفس معدودات فتیلتک الایام لذا اجبتاہم بالحق بما تعہی بہ القلوب"

اس سقیم عربی کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ چونکہ بہت لوگوں نے خطوط کے ذریعے بارگاہ رب العالمین (بہاء اللہ) میں

درخواستیں کیں اور سوال پوچھے تھے۔ اسلئے اسباب سال کے بعد ہم نے یہ کتاب تصنیف کر دی ہے تاکہ لوگ اس پر عمل کریں۔

جناب آوارہ سابق بہائی مبلغ نے ذکر کیا ہے کہ اقدس کی تصنیف و ترتیب میں ملا علی اکبر اور زین المقربین وغیرہ کا بہت دخل ہے۔ مگر ہمیں اس جگہ اس سے سروکار نہیں۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ سارے بہائی بلکہ سارے مخالفین اسلام ملکر بھی قرآن مجید کی نظیر پیش نہیں کر سکتے۔ قرآن پاک نے تیرہ سو برس سے اس بار میں کھلا چیلنج دے رکھا ہے پس ہمیں اس بحث میں پرنیکی ضرورت نہیں کہ اقدس ایلہ بہاء اللہ کی تالیف ہے یا اس کے ساتھی بھی اس میں شریک تھے؟ ہم آئندہ فصول میں ساری بہائی شریعت نقل کر کے اس کا موازنہ اسلامی شریعت سے کر رہے ہیں۔ سو اس جگہ نفس شریعت کے متعلق کچھ لکھنے کی حاجت نہیں۔ ہاں اتنا یاد رکھنا چاہئے کہ بہائیوں کے نزدیک اقدس سے البیان منسوخ ہو چکی ہے۔

البیان اور الاقدس کی پوزیشن

بہائیوں کا خیال ہے کہ البیان کے ناقص نسخہ سے قرآن کریم کی پوزیشن منسوخ ہو چکا ہے۔ العباد باللہ۔ باب کے ظہور کا ذکر کرتے ہوئے بہائی عقائد کی کتاب میں لکھا ہے :-

”شریعت فرقان بظہور مبارکش منسوخ شد و تشریح شریعتی بدیع فرمودند“

دوسری جگہ اسی کتاب میں لکھا ہے :-

”و ما بہائیاں رجوعی با حکام بیان بالمرہ نہ ادریم کتاب ما کتاب مبارک اقدس است“

کہ ہمارا کوئی تعلق البیان کے احکام سے نہیں۔ ہماری کتاب اقدس ہے۔“ پھر لکھا ہے :-

”در این ظہور مبارک احکام کتاب بیان منسوخ است مگر قلیہ کہ جمال ابھی امضا و در کتاب مستطاب اقدس تارۃ اخری نازل فرمودہ اند“

یعنی بہاء اللہ کے زمانہ میں بیان کے احکام منسوخ ہی بجز ان کون گے جو بہاء اللہ نے دوبارہ کتاب اقدس میں نازل کر دیے ہیں خود بہاء اللہ نے لکھا ہے :-

”حضرت بشیر روح ماسواہ فداہ احکامے نازل فرمودہ اند و کن عالم امر معلق بود بقبول لذا میں مظلوم بعضی را اجرا نمود و در کتاب اقدس بجبارات اخری نازل و در بعضی توقف نمودیم“

ایک اور بہائی لکھتے ہیں :-

”حضرت بابائے بعض موقعوں پر یہ بھی لکھ دیا تھا کہ میں نے جو شریعت لکھی ہے۔ اس پر عمل کرنا حکم اس وقت تک کوئی جگہ من بیظہرہ اللہ ظاہر ہوگا۔ اور اس شریعت میں سے وہ جس بات کو پسند کرے گا اس پر عمل کرنا حکم دیا گیا“

ان بیانات سے ظاہر ہے کہ اہل بہاء کے نزدیک البیان منسوخ ہے۔ بلکہ وہ آج تک کبھی بھی قابل عمل کتاب قرار نہیں پائی۔ درمیانی زمانہ میں بقول بہاء اللہ خود یا نبی لوگ البیان کو محرف شد کہتے تھے۔ بلکہ اس کے قلمی نسخوں کو تلاش کر کے تلف کرتے تھے۔ بہاء اللہ لکھتا ہے :-

”ان دروس الدیانہ مطبوعہ مصر“ - ”ان دروس الدیانہ مسننہ“ - ”ان ایضاً ۱۲۴۱ھ“ - ”انہ نیرۃ من تعالیم بہاء صنتہ“

”بہاء اللہ کی تعلیمات“ - ”انہ لورع ابن ذئب ۱۵۱۱ھ“ -

”ان دنوں ہم نے سنا ہے۔ کہ تو نہایت ہمت سے بیان کے جمع کرنے اور اس کو کر دینے میں لگا ہوا ہے۔“
 یاد رہے کہ البیان آج تک طبع نہیں ہوئی۔ باہیوں نے اسکے قلمی نسخے بھی تلف کر دیئے ہیں۔
 البیان کے منسوخ قرار دینے کا مطلب یہ ہے۔ کہ اسکے احکام بہاء کی کتاب کے متضاد تھے۔
 عبدالبہاء افندی نے صاف طور پر لکھا ہے :-

”شما چون ترجمہ کتاب بیان کہ در ایران شدہ بدست آریہ تحقیقت پے می برید کہ تعالیم بہاء اللہ یکی
 مابین تعالیم این فرقہ است۔“

یعنی بہاء اللہ کی تعلیمات کتاب بیان کی تعلیمات سے متناقض و متباین ہیں۔

ایک منطقی سوال | اس جگہ ایک منطقی سوال پیدا ہوتا ہے۔ اور وہ یہ کہ قرآن مجید کو اسلئے

منسوخ قرار دیا گیا تھا کہ اسکے نقیض اور مباین تعلیمات کی ضرورت پیدا ہوئی۔ جو البیان کے
 ذریعہ معرض وجود میں آئیں۔ مگر البیان ابھی مکمل بھی نہ ہوئی تھی وہ قابل عمل بھی قرار نہ پائی تھی کہ
 پھر البیان کے مباین تعلیمات کی ضرورت پیش آگئی۔ بتائیے البیان کے مباین تعالیم کونسی
 ہونگی؟ ”نقی انفی اثبات“ کے قاعدہ کے مطابق ماننا پڑے گا، کہ درحقیقت دنیا کی اصلاح کیلئے
 قرآنی شریعت کے بغیر چارہ نہیں۔ قرآن مجید نے پہلے ہی فرما دیا ہے :-

”وَإِنَّمَا أَوْحَى إِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَلَنْ تَجِدَ مِنْهُ وِفْقًا مَلْتَحِدًا“
 (مشرکہ)

ترجمہ اپنے رب کی اس کتاب (قرآن) کی تلاوت کرتا رہ جو تیری طرف وحی کی گئی ہے۔ اسکے کلمات کو کوئی تبدیل

کر نہ والا نہیں۔ اور نہ ہی تجھے اس کے سوا کوئی پناہ کی جگہ ملے گی۔“

یہ سوال اور بھی اہم ہو جاتا ہے جبکہ ہم بہائیوں کا یہ عقیدہ پڑھتے ہیں کہ :-

”ان البیان قد اوحی الیہ من ینظرہ اللہ۔“

کہ باب پر البیان بہاء اللہ نے وحی کی تھی۔“

کیا کوئی بہائی بہاء اللہ کی ایک ہی وقت میں وحی کردہ مباین تعالیم میں تطبیق دیکھتا ہے؟

لے لوح ابن ذئب من اللہ۔ جو انبار جمعیت لاہور ص ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔

باب کی شریعت کے | بایوں کی تینوں شریعتوں پر مختصر تبصرہ سے واضح ہے کہ قرآن مجید

چند احکام کے مقابلہ پر خراسان سے اٹھنے والی یہ وجالی تحریک سزا سزا کا کام ہی

ہے۔ تینوں مزمومہ کتابیں آج بھی ظل ذی ثلاث شعب لا ظلیل ولا یغنی عن اللہیب کا

مصدق ہیں۔ انکو پڑھ کر خدا کے کلام قرآن پاک کی عظمت اور بھی نمایاں ہوتی ہے۔ اور انسان کی

روح بیساختہ خاتم المرسلین حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتی ہے۔ کہاں خدائے

ذوالجلال کا بزرگ بزرگ ترقانوں اور کہاں انسانی دماغوں کی یہ ناکارہ اختراعات سے

بنا سکتا نہیں اک پاؤں کیڑے کا بشر ہرگز * تو پھر کیونکر بنانا اور حق کا اس پراساں ہے

اب ہم ذیل میں البیان کے چند احکام بطور نمونہ درج کرتے ہیں۔

(۱) باب نے حکم دیا ہے۔ کہ اسکی کتاب البیان کے علاوہ کسی علم کی کتاب کے پڑھنے کی اجازت نہیں لکھا ہے۔

”لا یجوز التدریس فی کتب غیر البیان الا اذا انشئ فیہ مما یتعلق بعلم

الکلام وان مما اخترع من المنطق والاصول وغیرہا لم یذن لاحد من المؤمنین“

باب کے اس نامعقول قانون کے متعلق بہائی مبلغ شیخ الناطق نے لکھا ہے :-

”حرام بودن تعلیم علوم منذ اول غیر از بیان وما یتعلق بالبیان چہ قدر غیر نافذ و مانع از توسعه

ترقی است نسبت بمعارف خلق“

(۲) باب نے بانی کتابوں کے علاوہ سب کتب کے نیست نا بود کرنا حکم دیا ہے۔ لکھتا ہے :-

”البا بالسادس من الواحد السادس فی حکم محو الکتب کلھا الا ما انشئت

او تنشأف ذلك الامی“

بہائیوں کو اعتراف ہے کہ بانی شریعت کا حکم اول بنا خصومت اختلاف عالم است ہے۔

(۳) بانی شریعت میں ان تمام لوگوں کے قتل کا حکم ہے جو بایا پر ایمان نہیں لاتے عبد البہا کہتے ہیں :-

”در ایوم ظہور حضرت علی منطوق بیان ضرب اعناق و حرق کتب اوراق و بدم بقاع و قتل عام

إِلَّا مَن آمَنَ وَصَدَّقَ بِهِ ۖ

بایوں کا طریق عمل یہ تھا کہ ہر غیر بانی کو واجب القتل جانتے تھے لکھا ہے :-

”ایشان کسانے را کہ مومن بیا بنود نجس و واجب القتل میا استند“

(۴) باب نے البیان میں قانون مقرر کیا ہے کہ :-

”کل من یدخل فی ذلک الدین فاذا یتطهر وکل ما نسب الیه ثم ما

نزل من ایدی غیر اهل ذلک الدین الی اهل الدین فان قطع النسبة

عنهم واثبات النسبة الیهم یتطهره ۖ

مطلب یہ ہے کہ تمام بانی اور انکی سب چیزیں پاک ہیں اور تمام غیر بانی اور انکی سب اشیاء ناپاک

اور پلید ہیں۔ یا بے آگے چل کر اس حکم کی تشریح میں کہا ہے :-

”اگر پورے ہزار مرتبہ درجہ داخل شوید و خارج شوید حکم طہارت جسدی نہیں ہنود“

کہ غیر بانی اگر روزانہ ہزار مرتبہ بھی غسل کریں تب بھی انکو حیاتی طہارت حاصل نہ ہوگی۔

(۵) باب نے البیان کے پانچویں و احد کا پانچواں بابس عنوان سے شروع کیا ہے :-

”الباب الخامس من الواحد لما سرف بیان حکم اخذ اموال الذین لا یدینون یا البیان

حکم ردہ ان دخلوا فی الدین الا فی البلاد التی لا یسکن الاخذ ۖ

اسکا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ بانی مذہب کو قبول نہیں کرتے ان کے اموال چھین لئے جائیں اگر ممکن ہو۔ اور اگر

وہ پھر باہمت کو اختیار کریں تو ان اموال لئے واپس دینے کا حکم ہے۔

اس بارے میں البیان میں بہت سی تفصیل درج ہیں۔

(۶) بانی شریعت کا ایک حکم یہ ہے کہ جو شخص کسی وراثت کے متعلق سونے کی قیمت کا مالک ہو اس پر فرض ہے کہ

انیس^{۱۹} مثقال سونا یا ایک اسکے اٹھارہ سیریدوں (حروف الفی) کو دے۔ اگر یہ چکے ہیں تو انکی اولاد

کو دیا جائے۔ نیز قانون ہے کہ ہر چیز کا اعلیٰ جز یا کچے لئے، اور وہ میانی اسکے خاص اچھے کے لئے

اور ادنیٰ درجہ عام مخلوق کے لئے ہوگا۔“

(۷) باب نے لکھا ہے :-

”قد فرغ علی کل ملک ینعت فی دین البیان لایجعل احد علی ارضه من لم یدن بذاک الدین

و کذاک فرغ علی الناس کلہم جمعوا لامن یتجر تجارة کلّیة ینتفع بہ الناس“

ترجمہ: ہر ممالک پر فرض ہے کہ اپنے ملک میں کسی غیر باہی کو نہ رہنے دے یہ مابقی تمام باہیوں پر بھی فرض ہے۔ ہاں

ایسے شخص کو اجازت ہو سکتی ہے جو عام نفع کی تجارت کرتا ہے۔“

کیا باہیوں اور بہائیوں کو منہ طور ہوگا کہ دیگر مذاہب کے بادشاہ بھی اسی طریق پر عمل کریں؟

(۸) باہی شریعت کا ایک حکم یہ ہے کہ جو شخص باب یا اسکے بعد باہی مہود کو رنج پہنچائے اس کا قتل

کردینا عین فرض ہے۔ اسکے قتل کیلئے ہر ممکن حیلہ اختیار کرنا چاہئے۔ (ملاحظہ ہو البیان باب ۱۰ و ۱۱)

(۹) باب نے حکم دیا ہے کہ باہی لوگ ہمیشہ کرسی یا تخت یا چار پائی پر بیٹھا کریں اس حکم کی حکمت باب نے یہ

بتائی ہے کہ اس طرح انکی عمریں دراز ہونگی کیونکہ کرسی وغیرہ پر بیٹھنے کا زمانہ عمر میں شمار نہ ہوگا۔ باب کے

اصل الفاظ حسب ذیل ہیں :-

”دوست دار و خداوندگار ہاں بیان ابرو فوق سر بر یا عرض یا کرسی نشین کر آں وقت از عزا و محسوب گئے گرد۔“

(۱۰) علی محمد باب نے البیان میں لکھا ہے :-

”الباب الثامن من الوجہ التاسع فحرمۃ التریاق والمسکرات والدواء مطلقاً“

یعنی باہی مذہب میں جھڑنہ نشہ آور اشیاء حرام ہیں اس طرح تریاق اور ادویہ کا استعمال بھی حرام ہے۔

باہی شریعت کے مندرجہ بالا احکام بطور نمونہ ذکر کئے گئے ہیں۔ ان سے ظاہر ہے کہ باب کی تحریک

ملک کے لئے بد مہی اور خونریزی کا پیغام تھی۔ دشمنانہ حکومت کا فرض تھا کہ اس میں کن تعلیم کا سختی سے

مقابلہ کرتی +

— — — — —

فصل سوم

بہائی تحریک کی تاریخ!

بہاء اللہ کی پیدائش | میرزا حسین علی کو باپ نے بہاء اللہ کا لقب دیا تھا۔ میرزا حسین علی کی ولادت اور ابتدائی حالات | شہر ظہران میں ۱۲ ذی الحجہ ۱۸۴۷ء مطابق ۲۳ محرم ۱۲۳۳ھ کو ہوئی۔ باپ کا نام میرزا عباس نوری تھا۔ کہتے ہیں کہ سلاطین قاجاری اس خاندان سے وزراء اور مشیرگان مقرر کیا کرتے تھے۔ عبدالبہاء کا ادعاء ہے کہ :-

” پدرش از وزراء بود نہ از علماء ”

بیخاندان واصل نور علاقہ ماترندران کا رہنے والا ہے۔ بہاء اللہ نے بہائی بیانات کے مطابق ”کسی کالج یا سکول میں تعلیم نہ پائی تھی، جو کچھ آپ نے پڑھا تھا۔ وہ گھر ہی میں سیکھا تھا۔“ جب بہاء اللہ کی عمر بائیس سال کی تھی تو ان کے والد کا انتقال ہو گیا۔ اسکے پانچ برس بعد بہاء اللہ بابت کی سڑک میں منسلک ہو گئے، لکھا ہے :-

” ۱۸۶۴ء میں جب حضرت بابائے اعلان امر فرمایا تو اس وقت حضرت بہاء اللہ کی عمر ستائیس سال

کی تھی۔ اعلان حضرت بابا کی آواز سنتے ہی حضرت بہاء اللہ نے اس نئے امر کو لبیک کہا۔“

بہاء اللہ کی اس ستائیس سالہ زندگی میں مطالعہ و تعلیم کے سوا اور کوئی اہم شغل بہائی تاریخ سے ثابت نہیں ہوتا۔ بہر حال ستائیس برس کی عمر میں وہ ایک سرگرم بابی بن گیا۔ اسی نے قرۃ العین کے ساتھ ملکر اسلامی شریعت کو منسوخ کر نیکی ناپاک تجویز سوچی تھی۔ اور بدشمت کا نفرین میں ایک قرار داد منظور کرائی تھی۔ جسکی تفصیل گذشتہ فصل میں ذکر ہو چکی ہے۔

۱۔ تعلیمات مطبوعہ آگرہ ص ۱۴۔ ۲۔ عصر جدید عربی ط ۳۱۔ ۳۔ تاریخ امر بہائی ص ۲۱۔ ۴۔ مفاد و ضمت ص ۲۔ ۵۔ مفہم نقطۃ الکاف۔ ۶۔ عصر جدید اردو ص ۲۹۔ ۷۔ عصر جدید ص ۳۳۔

سلسلہ میں جب باب البیان کو نا تمام چھوڑ کر قتل ہو گیا۔ تو بہاء اللہ کو سخت صدمہ ہوا کیونکہ اس نے بہاء اللہ کی نسخ شریعت اسلامیہ الی سیکم نہایت بری طرح ناکام ہو گئی تھی۔ اس دو نہرے صدمہ سے بہاء اللہ کی دماغی حالت میں ایک انقلاب پیدا ہو گیا۔ اور اس نے اپنی سیکم کی تکمیل کے لئے نئی تجویزیں سوچنی شروع کر دیں۔

قتل باب کے بعد بہاء اللہ اسی ادھیڑ بن میں تھے کہ اگست ۱۸۵۲ء مطابق ۱۲۶۸ھ میں بایوں کی طرف سے شاہ ایران پر قاتلانہ حملہ کیا گیا۔

حکومت نے اس حملہ کی تحقیقات کے سلسلہ میں جن مشاہیر بایوں کو طہران کے قید خانہ میں زیرِ دست رکھا۔ ان میں بہاء اللہ بھی تھے۔ اس قید خانہ کی کیفیت بہاء اللہ نے ان الفاظ میں بیان کی ہے۔

”وہ قید خانہ جو اس مظلوم اور دوسرے مظلوموں کی جگہ تھی فی الحقیقت ایک تنگ و تاریک مردخا

بھی اسٹا اچھا ہوتا ہے۔“

بہاء اللہ کو اس قید خانہ میں چار ماہ تک ٹھہرنا پڑا۔ اس کا اثر آپ کی صحت اور دماغی قوی پر جس رنگ میں پڑا۔ اس کا اندازہ خود جناب بہاء اللہ کے اپنے بیان سے ہو سکتا ہے۔ لکھتے ہیں :-

”ارض طہران، کے قید خانہ میں ٹھہرنے کے ایام میں بیڑیوں کی تکلیف اور بدبودار ہواؤں

کے باعث نیند بہت ہی کم آتی تھی لیکن بعض اوقات جب نیند آتی، تو ایسا محسوس ہونا تھا کہ سر کے

اوپر سے کوئی چیز سینے پر گر رہی ہے۔ جیسے کوئی بڑی نہر بلند پہاڑ کی اونچی پوٹی سے زمین پر گر رہی

ہو۔ اور اس سببے تمام اعضاء میں سے آگ کے آثار ظاہر ہوتے تھے اور اس وقت

زبان وہ کچھ پڑھتی تھی جسے سننے کی کسی کو تاب و طاقت نہیں تھی۔“

اس بے خوابی کی حالت میں بہاء اللہ کا دھیان کس طرف تھا؟ خود لکھتے ہیں :-

”اس قید خانہ میں دن رات ہم بایوں کے اعمال و احوال کو سوچتے تھے۔ کہ اس قدر بلندی و

برتری اور فہم و ادراک رکھتے ہوئے ان سے ایسا کام ظاہر ہوا یعنی ذات شاہانہ پر چراگت حملہ کرنا۔
 پھر اس مظلوم نے ارادہ کر لیا کہ قید خانہ سے نکل کر پوری ہمت کیساتھ ان لوگوں کو تہذیب
 و شائستگی سکھانے کھڑا ہو گا۔ راتوں میں سے ایک رات عالم رویا میں ہر سمت سے یہ بلند کلمہ
 سنائی دیا۔ انا ننصرک بک و بقلمک لا تحزن عما ورد علیک ولا تخف انک من
 الامنین، سوف یبعث اللہ کنوز الارض و ہم رجال ینصرونک بک و باسمک
 الذی بہ احیا اللہ افئدة العارفين ۵

گویا بہاء اللہ کا خیال ہر آن اس طرف رہتا تھا کہ باب کے قتل کئے جانے سے جو جگہ خالی ہو گئی
 ہے۔ اسے پرکروں اور بابیوں کا زعم بن جاؤں۔ جب اس نے قید خانہ میں اس زعامت کے ادعا
 کا عزم کر لیا۔ تب بے خوابی کے اثر کے ماتحت اسے ایک ات چاروں طرف سے ایسی آوازیں سنائی دینے لگیں۔
 بہاء اللہ نے عراق کا **سفر کیوں اختیار کیا؟** عراق بھیجا تھا۔ مگر یہ بالکل غلط ہے۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ بہاء اللہ
 جب چار ماہ بعد قید خانہ سے آزاد ہوا، تو اس نے باب کے انجام اور علماء ایران و عوام کے اشتعال
 کو دیکھ کر بھی مناسب سمجھا کہ میں اس ملک میں باب کی قائم مقامی کا دعویٰ نہ کروں۔ حالات
 سازگار نہ تھے۔ اسلئے بہاء اللہ نے شاہ ایران سے خاص بہانہ کے ماتحت اجازت حاصل کی
 اور عراق پہنچ گیا۔ ہمارے اس دعویٰ کا ثبوت ذیل کے بیانات سے ملتا ہے۔

(الف) مقالہ سیاح کا مصنف لکھتا ہے :-

”حضرت بہاء اللہ نے درخواست کی۔ کہ ان کو مقدس مقامات مذہبی کی طرف ہجرت کر جانے کی اجازت
 دی جائے۔ چند مہینے کے بعد پادشاہ اور وزیر اعظم سے اجازت حاصل کر کے شاہی قلاموں کیساتھ
 ان مقامات مقدسہ کی طرف روانہ ہوئے۔“

(ب) بہاء اللہ خود لکھتے ہیں :-

”حسب الاذن و اجازہ سلطان زمان این عبد از مقررہ بر سلطان بحر اعراب توجہ نمود و دوازده
سند در این ارض سکن“

ان اقتیاسات و افسح ہے۔ کہ بہاء اللہ نے بابی ہونیکے یا وجود شاہ ایران کو یہ مخالطہ دیا۔ کہ
میں عراق میں شیعوں کے مقدس مقامات کی طرف جانا چاہتا ہوں۔ بادشاہ نے عزت و احترام سے
انہیں عراق روانہ کیا۔ چنانچہ محرم ۱۲۶۹ھ ہجری کو جناب بہاء اللہ قافلہ سمیت عراق پہنچ گئے۔

بغداد میں صبح ازل | ایران میں بہاء اللہ کے دعویٰ نہ کرنیکی ایک وجہ یہ بھی تھی۔ کہ وہاں پر
کی طرف مشکلات | باب کا جانشین اور طائفہ بابتیہ کا رئیس صبح ازل موجود تھا۔ اور بابی

بالعموم اسکے مطیع و منقاد تھے۔ بہاء اللہ نے خیال کیا۔ کہ میں بغداد میں آزادانہ ادعاء کر سکوں گا۔
مگر صبح ازل بھی ایران میں خطر اسکے ناواقف نہ تھا۔ وہ بہاء اللہ کی ہوشیاری کو بھانپ گیا اور
بہاء اللہ کے بغداد پہنچنے کے چند روز بعد وہ بھی بغداد آن پہنچا۔ اب ان حالات میں بہاء اللہ
کی سکیم کا ملتوی ہو جانا یقینی امر تھا۔ یہ بات بہاء اللہ کے لئے رنجیدہ تھی۔ آخر کار دو ٹو بھائیوں
میں کشمکش شروع ہو گئی۔ بہاء اللہ کی اندرونی ناراضگی بڑھتی گئی۔

بہاء اللہ کا سلیمانہ | ایک سال کی چچقلش کے بعد جناب بہاء اللہ کردستان کے علاقہ
کی طرف نکل جانا۔ | سلیمانہ کی طرف اکیس بھاگ گئے۔ خود لکھتے ہیں :-

”جمیعہ کہ رائحۃ انصاف نہ شنیدہ اندر ایات نفاق برافروختہ اند و بر مخالفت این عہد اتفاق نمودہ

اند و از ہر ہمت ہمے آشکار و ادہر سمت تیرے طیار“

بہاء اللہ نے اس عبارت میں جس مخالف جماعت کا ذکر کیا ہے۔ اس کے متعلق پروفیسر براؤن

ذرا تفصیل سے لکھتا ہے :-

”بعضے از قدماء بہائیت از قبیل ملا محمد حنفیہ عراقی و ملا محمد علی قاسمی و حاجی سید محمد صفہانی و حاجی سید

محمد کر بلائی و حاجی میرزا احمد کاتب و متولی باشی تھی و حاجی میرزا محمد رضا و غیر ہم از مشاہدہ این احوال

لہ باہم لکھتے :- کہ البہائیت صحت۔ کہ بابی لکھتے :- کہ اتفاق صحت۔

مضطرب گشتہ بہاء اللہ را تہدید نمودند و بد بجز برا و سخت گرفتند کہ وئے قہر کردہ از بغداد

بیرون رفت و قریب دو سال در کوہ ہائے اطراف سلیمانہ بسر برد^{لہ}۔

گویا بہاء اللہ ان لوگوں کی دھمکی سے تنگ آ کر مقہورانہ حالت میں بغداد سے نکلے تھے

عبدالبہاء لکھتے ہیں :-

”ایک سال کے بعد بہاء اللہ تمام دنیاوی تعلقات سے دستکش ہو کر اور اپنے اقرباء اور متعلقین کو چھوڑ

چھاڑ کر بغیر اسکے کہ اپنے معتقدوں کو اطلاع دیں تین تنہا بلا کسی یار و مددگار اور رفیق و ہمدم کے عراق

سے کسی طرف چلے گئے اور دو سال کے قریب عثمانی کردستان کے علاقہ میں رہے“

بہاء اللہ اس دو سال کے عرصہ میں نقشہ بندی مشائخ سے ملتے رہے جس کا اثر ان کی بعد کی تحریرات

میں نمایاں ہے۔ بہاء اللہ کی واپسی دو سال کے بعد ہوئی۔ بہاء اللہ لکھتے ہیں :-

”یہ مظلوم ہجرت دو سالہ سے جس میں پہاڑوں اور سیا بانوں میں رہا اور بعض لوگوں کے سبب جو

مدت تک سیا بانوں میں تلاش کرتے رہے دارالسلام بغداد، واپس آیا“

ایک بہائی مؤرخ نے سلیمانہ کے زمانہ غیبت کو ”قوت معنوی“ حاصل کرنے کے لئے بتایا ہے لکھا ہے :-

”شاید مراد از این غیبت این بود کہ در تنہائی و محل خالی از جدال و نزاع از برائے تارسیس و بناہ

کار الہی خود قوت معنوی ذخیرہ فرمایا۔“

گویا اس کے نزدیک بہاء اللہ اس وقت دعویٰ کی تیاری کر رہا تھا۔

سلیمانہ سے واپسی کے بعد بغداد میں پھر وہی صبح ازل کا قضیہ موجود

بغداد میں۔ تھا۔ اس کا حق بہاء اللہ نے بیسوجیا، کہ صبح ازل کو ایران بھجوانی کی کوشش

کی جائے۔ بہاء اللہ خود لکھتے ہیں :-

”اس وقت یہ قرار پایا کہ میرزا یحییٰ ان نوشتہ بیاتہ کو ایک ایران کی طرقت جاسے۔ اور اس ملک

میں انہیں پھیلانے“

لہ مقدر نقطۃ الکاف ص ۱۰۰ باب الحیاء ص ۵۰۔ ۳۰ کشف المحجول جلد ۲ ص ۱۲۸۔ ۳۰ لوح ابن ذرعیہ ص ۱۱۱۔ ۳۰ تاریخ امر

بہائی ص ۳۔ ۳۰ لوح ابن ذرعیہ ص ۱۱۱۔

مگر میرزا یحییٰ نے اس تجویز کو بھی کامیاب نہ ہونے دیا۔ بلکہ بقول بہاء اللہ ”جس جگہ یہ مظلوم گیا۔ میرزا یحییٰ پیچھے پیچھے آیا۔“

قیام بغداد کا گیارہ، بارہ سالہ عرصہ انہی تنازعات و اختلافات میں گذر گیا۔ اس عرصہ میں بہاء اللہ کی روش کا اندازہ اس کے ان الفاظ سے ہو سکتا ہے۔ لکھا ہے :-

”یہ مظلوم دن رات قل یا یہاں کافروں پر کار رہا ہے۔ کہ شاید تینبیہ کا سبب ہو۔ اور لوگوں کو انصاف کے زیور سے آراستہ کر لے۔“

بغداد کی رہائش کے ایام میں بہاء اللہ اور دوسرے بابیوں کے متعلق حکومت ایران کو بہت سی شکایات پہنچیں۔ ایک بہائی لکھتے ہیں :-

”بہاء اللہ بغداد چلے آئے اور بارہ برس کے قریب وہاں رہے۔ اس مدت ختم کے قریب بہاء اللہ کے ایک متعصب رشتہ دار بغداد میں سفیر ہو کر آئے اور ان کی خلاف ایک سازش میں مولویوں کے ساتھ دیکر شکایتوں پر شکایتیں کرنے لگے۔ کہ بہاء اللہ کا بغداد میں ہونا ایران کے نمونوں کے واسطے اچھا نہیں ہے۔“

کتاب ایقان کی تالیف | جناب بہاء اللہ نے قیام بغداد کے زمانہ میں ۱۲۴۵ھ ہجری میں ایک کتاب ایقان نامی تالیف کی جس میں صوفیانہ انداز اختیار کرتے ہوئے علماء سوء کی تکذیب و تکفیر کے تذکرہ پر لکھا ہے :-

”واذ فقہاء و علماء بیان استدعائے نماہم کہ چنیں مشی نمایند و بر جوہر الہی و تور ربانی و صرف

ازلی و مبدرو منتہای مظاہر غیبی در زمین مستغاث وارد نیاوردند۔“

دوسری جگہ تحریر کرتے ہیں :-

”وقفنا اللہ وایاکم یا ممشتر الروح لعلکم بذلک فی زمن المستغاث توفقون

ومن لقاء اللہ فی ایامہ لا تحتجبون۔“

یا در ہے کہ باب نے البیان میں کہا ہے۔ کہ ”من یظہرہ اللہ“ کے ظہور کا زمانہ کلمہ غیاث و غیث

لہ لوح ابن ذرئیہ۔ ۱۔ بہاء اللہ کی تعلیمات ص ۱۷۱۔ ۲۔ ایقان ص ۱۳۹۔

یا کلمہ مستغاث ہے جس کا جمل کے لحاظ سے غیثات کے ۱۵۱ اعداد بنتے ہیں اور مستغاث کے ۲۰۰۱ ہوتے ہیں۔ بہاء اللہ نے ایقان کی مندرجہ بالا عبارتوں میں اسی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اب وہ صورتیں ممکن ہیں، ”ازمن مستغاث“ سے مراد بہاء اللہ کے نزدیک بھی دو ہزار سال بعد کا زمانہ ہے۔ اس صورت میں بہاء اللہ کا دعویٰ باطل ماننا پڑیگا۔ (۲) ان عبارتوں سے ”من ینظرہ اللہ“ کے قریب زمانہ میں ظہور کا بیان مزاد ہے۔ اس صورت میں تسلیم کرنا پڑیگا کہ بہاء اللہ اپنے منوالے کے لئے راستہ صاف کر رہا تھا۔ بہر حال یہ مسلم ہے کہ بہاء اللہ نے کتاب ایقان باب کا ایک شاگرد ہونیکی حیثیت سے لکھی ہے۔ کتاب ”تاریخ امر بہائی“ میں لکھا ہے :-

”در این کتاب ایقان، بہاء اللہ ہنوز از مقام خود صحبتی نکرے دارد۔ بلکہ خود را چوں تلمیذی از

باب جلوہ سے دیدہ“

بغداد میں ”من ینظرہ اللہ“ بہاء اللہ خواہش و ارادہ کے باوجود حالات کی نامساعدت ہونے کے مدعیان۔ کو دیکھ کر ”من ینظرہ اللہ“ ہونیکا دعویٰ کرنیکی جرأت نہ کرتا تھا۔

اگرچہ وہ اس بات کی تیاری مدت سے کر چکا تھا لکھا ہے :-

”از اوائل ایام بہاء اللہ بحرمان اصحاب خود سے فرمود کہ من عند اللہ نظم و ترتیب و دلالت این نہضت را در آتیہ بعہدہ خویش احساس می نماید و بآئینہ تفہیم سے فرمود۔ کسے کہ باب بظہورش چون منظر کلی الہی بشارت دادہ خود او سے باشد و این را خدا مقرر فرمودہ کہ ہادی وقائد آہنگر و دروکن تاکنون بر تشہیر این مسأله مصلحت ندیدہ زیرا اجباء ہنوز استعداد اوراک آتر انداشتہ اند۔ و بعلاوہ وقت تعدیل و تجدید این نہضت زسیدہ بودہ“

گویا جناب بہاء اللہ بطور مصلحت دعویٰ سے احتراز کر رہے تھے۔ انہیں انتظار تھا کہ لوگ قبول کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔

لہ تاریخ امر بہائی ص ۳۱۔ ۳۲ تاریخ امر بہائی ص ۲۹۔

ان حالات کو غنیمت جان کر اسی زمانہ کے لگ بھگ باہیوں میں چند اشخاص کھڑے ہو گئے۔ جنہوں نے من ینظہرہ اللہ ہونیکا دعویٰ کر دیا تھا۔ پروفیسر براؤن نے ان میں سے میرزا اسد اللہ تیریزی، میرزا عبداللہ غوغا، حسین میلانی، حسین ہندیانی اور میرزا محمد زرنندی کا ذکر کیا ہے۔

بغداد سے روانگی اور
یہاں اللہ کا حق بیہ دعویٰ

ایرانی حکومت کی شکایت پر عثمانی حکومت نے بہاء اللہ اور اس کے ساتھیوں کو بغداد سے قسطنطنیہ لائیکار فرمان جاری کیا۔ اب حالات مجبور ہو کر بہاء اللہ نے اپنے مخصوص ساتھیوں میں اپنی دبیرینہ سکیم کا اظہار ضروری سمجھا۔ یہاں روایات میں لکھا ہے :-

(۱) عبدالبہا افندی لکھتے ہیں :-

”سال ۱۲۹۰ از اعلان نبوت حضرت محمد مطابق است باسنہ ۱۲۸۰ از ہجرت، دریں سال جمال مبارک در زمین حرکت از بغداد بطرف اسلامبول در باغ رضوان کہ در بیرون شہر واقع است دوازده روز اقامت نمودند و در آنجا اعلان ظہور خود را بنحو اصحاب خود فرمودند۔“

(۲) شوقی افندی لکھتے ہیں :-

”He declared his mission in 1863 while an exile in Baghdad“

(۳) عباس افندی نے کہا ہے :-

”ابتداءً بہا البہائیۃ فی ۲۳ ابریل سنۃ ۱۸۶۳ میلادیۃ۔“

(۴) عصر جدید میں لکھا ہے :-

”یہ باغ رضوان انجیب پاشا کا باغ کہلاتا تھا۔ اور آپ (بہاء اللہ) یہاں بارہ دن تک

لے مقدر نقطۃ الکاف مک۔ لے مفاوضات۔ لے دی ولڈریجن مک۔ لے تاریخ بہاء اللہ ص ۲۲۔

فروکش رہے جن میں آپ سفر کی تیاری میں مشغول رہے۔ ان بارہ ایام کے پہلے دن ۲۱ اپریل سے ۲۲ مئی ۱۸۶۳ء تک یعنی حضرت بائیکاٹ کے اعلان سے ۹ سال بعد آپ نے اپنے چیدہ چیدہ اجاب کو یہ خوشخبری سنائی کہ آپ ہی وہ من یظہرہ اللہ ہیں جس کی آمد کی خوشخبری حضرت بائیکاٹ دی تھی۔

ان عبارتوں سے ثابت ہے کہ بہاء اللہ نے بغداد سے روانگی کے وقت ۱۲۸۸ھ ہجری مطابق ۱۸۶۳ء عیسوی میں اپنے دیے ہوئے ارادہ کو صرف چند خاص دستوں کے سامنے ظاہر کیا تھا۔ یاد رہے کہ بہاء اللہ نے اس موقع پر یا بعد ازاں کبھی بھی اپنے دعویٰ کیلئے وحی الہی کی نص کو پیش نہیں کیا۔ تا کہا جائے کہ اس نے اس کلام الہی کی بناء پر دعویٰ کیا تھا۔

قسطنطنیہ اور نہ کو روانگی اور بہاء اللہ نے بغداد میں اپنے بعض ساتھیوں کو عثمانی حکومت کی کا حسن سلوک رعایا بنوادیا تھا۔ چنانچہ جب بہاء اللہ کا قافلہ بغداد سے

قسطنطنیہ روانہ ہوا تو ایرانی سلطنت کی سفارش کے علاوہ یہ بات بھی اس امر کا موجب ہوئی کہ ان لوگوں سے نہایت اچھا سلوک کیا جائے۔ ترکی حکومت نے ان لوگوں سے ہر رنگ میں اچھا سلوک کیا۔ راستہ کے متعلق عید البہاء لکھتے ہیں :-

”اس سفر میں ترکی حکام اور عہدہ دار نہایت خاطر مدارات اور عزت و توقیر کرتے تھے۔ اور بڑے

تذکر و احتشام سے کوچ اور مقام ہوتا تھا۔“

اسی جگہ قسطنطنیہ کے متعلق لکھتے ہیں :-

”غرضیکہ اس طرح پر قافلہ اسلامبول قسطنطنیہ میں وارد ہوا۔ سلطنت سنیہ عثمانیہ کی طرف سے ان کو

”ہمان ہرا میں ٹھہرایا گیا۔ اور فروکش کرتے وقت ہر طرح سے ان کی خاطر مدارات کی گئی۔ اور مکان

کی تنگی اور جمعیت کی کثرت کے سبب تیسرے دن ان کو دو گھر میں منتقل کیا۔“

یہ قافلہ ربیع الاول ۱۲۸۸ھ ہجری (۳ اگست ۱۸۶۳ء عیسوی) کو قسطنطنیہ پہنچا۔ اور چار ماہ تک

یہ لوگ وہاں رہے۔ اس عرصہ میں بہاء اللہ اور میرزا یحییٰ میں اختلافات نے خطرناک صورت اختیار

کر لی۔ حکومت مجبور ہو گئی کہ ان سب کو ادرنہ (ایڈریا نوپل) روانہ کر دے۔ چنانچہ رجب ۱۲۸۰ھ مطابق ۱۸۶۳ء میں یہ لوگ ادرنہ پہنچے۔ حکومت کے سلوک کے متعلق بہاء اللہ نے لکھا ہے :-
 ”و حقیقت سلطنت کی طرف سے کمال محبت و عنایت ان مظلوموں کی نسبت ظاہر و شہود ہوئی۔“

ادرنہ جسے بہائی ارض الستر کہتے ہیں، میں بھی ازل اور بہاء کا جھگڑا جاری رہا۔ بہر حال یہ سب لوگ حکومت کے مہمان تھے۔ اور حکومت ان کی خاطر ہر قسم کا بار برداشت کر رہی تھی۔

۱۲۸۰ھ سے ۱۲۸۵ھ تک پانچ برس کا عرصہ بہاء اللہ اورنہ میں بہاء اللہ کا دعویٰ اور بہائی تحریک کا آغاز۔ ادرنہ میں رہے۔ صبح ازل کی بڑھتی ہوئی عداوت کے جواب میں بہاء اللہ کا وہ ارادہ جو اس نے قید خانہ طہران میں کیا تھا اور جس کا خفیہ ذکر اپنے خاص احباب سے بغداد میں کر چکے تھے منصفہ شہود پر آنے لگا۔ چنانچہ ۱۲۸۳ھ ہجری میں بہاء اللہ نے البیان کے موعود ہونیکا دعویٰ کر دیا۔ پروفیسر براؤن لکھتے ہیں :-

”و رہیں اوقات اقامت بایہ در ادرنہ بود کہ بہاء اللہ پر وہ از روی کار برداشتہ و خیال کمترین خود را کہ بلاشک و یرگاہے بود اسبابش را فراہم آوردہ و طریق را مہمہ کردہ بود بمعرض شہود نہا و آشکارا دعویٰ من ینظہرہ اللہ نمود۔“
 حشمت اللہ صاحب بہائی تحریر کرتے ہیں :-

”جب بایوں کی حالت بے سروار کے بہت نازک ہونے لگی تو ایڈریا نوپل میں بہاء اللہ نے کہا کہ جس شخص کی بشارت تم کو حضرت بانی سے دی ہے اور جسکی راہ میں انہوں نے اپنی جان فدا کی ہے۔ وہ میں ہی ہوں۔ من ینظہرہ اللہ میرا ہی لقب ہے۔ اول تو سب کو سکتہ سا ہو گیا لیکن رفتہ رفتہ قریب قریب سب بایوں نے حضرت بہاء اللہ کو من ینظہرہ اللہ تسلیم کیا۔ اور اس دن سے جنہوں نے حضرت بہاء اللہ کا دعویٰ قبول کیا ان کا نام بہائی ہو گیا۔“

بہائی لٹریچر میں ایک جگہ بھی اس امر کا ثبوت موجود نہیں۔ کہ بہاء اللہ کا یہ ادعا وحی ربانی

کے ماتحت تھا نہ ہی اس نے کبھی وہ الہی کلام پیش کیا ہے جس کے ماتحت اس کو اس دعویٰ کے گزیر کا حکم دیا گیا ہو۔ بہاء اللہ کا یہ دعویٰ اسی نوعیت کا تھا جس نوعیت کا دعویٰ صبح ازل اور دیگر بانی مدعیان کر رہے تھے۔

بہاء اللہ کی عکا گورونگی | بہاء اللہ کے اس کھلے دعویٰ سے صورت حالات اور بھی بگڑ گئی۔ اب بہائیوں اور ازلیوں کا ایک شہر میں رہنا ناممکن ہو گیا۔ عصر جدید میں لکھا ہے :-

”یہاں (اورہ میں) آپ (بہاء اللہ) نے عام طور سے اپنے ظہور کا اعلان فرمایا۔ جسے بابیوں کی کثیر جماعت نے قبول کیا۔ اور بہائی کہلانے لگے۔ ایک چھوٹی سی جماعت نے میرزا بچی کی سرکردگی میں نہایت شدت سے اسکی مخالفت کی۔ اور آپ کے مشا دینے کی سازشوں میں آپ کے پرانے دشمن شیخوں سے جا ملے۔ یہ قضیہ روز بروز شدید ہوتا گیا۔ آخر کار حکومت عثمانی نے آپ کو معہ آپ کے احباب کے عکا بھیج دیا۔ اور میرزا بچی کو جزیرہ قبرص میں روانہ کر دیا گیا۔ یہ واقعہ ۱۸۶۳ء اگست ۱۸ء کا ہے۔“

بہاء اللہ اپنے ساتھیوں سمیت حکومت کے اخراجات پر ربیع الاول یا ربیع الثانی ۱۲۸۵ھ میں عکا کی طرف روانہ ہوئے۔ بہاء اللہ کے ساتھ کل افراد خورد و کلاں، ذکر و اناش بہتر تھے۔ یہ قافلہ جمادی الاولیٰ ۱۲۸۵ھ مطابق ۱۸ اگست ۱۸۶۳ء کو عکا میں وارد ہوا۔ ایک بہائی کا بیان ہے کہ :-

”بہاء اللہ ۱۸۶۳ء میں شہر عکا میں وارد ہوئے اور تہتر آدمی ان کے ساتھ تھے جن میں سوائے چند آدمیوں کے جو ان کے خاندان کے تھے اور سب غیر تھے۔“

عکا میں بہائیوں کا | عثمانی حکومت کو بہائیوں اور ازلیوں، دونوں گروہوں پر شبہات تھے۔ اس لئے اس نے یہ تجویز کی کہ بہائیوں کے حالات سے آگاہی کیلئے ان کے ہمراہ چار ازلی بھیجے۔ اور ازلیوں کے حالات سے اطلاع حاصل کرنیکی خاطر ان کے ساتھ چار بہائی بھیجے۔ پروفیسر براؤن نے ان آٹھ اشخاص کے نام بھی درج کئے ہیں۔ پھر لکھا ہے کہ ان چار ازلی

۱۸۶۳ء مقررہ لفظہ الکاف ص ۳۰۔ ۳۱۔ البایون فی التاريخ ص ۲۰۔ ۲۱۔ بہاء اللہ کی تعلیمات ص ۲۲۔ ۲۳۔ البہائیت ص ۱۲

جاسوسوں میں سے میرزا نصر اللہ تفرشی کو تو روانگی سے قبل ہی ادرنہ میں زہر دیدیا گیا۔ اور باقی تین کو بہائیوں نے عکاکا پہنچکر موٹے گھاٹ اتار دیا۔

”بعد از ورود بحکاجمیعاً در یک شب بدست بہائیاں کشتہ شد^{۱۵}۔“

اس واقعہ کی بناء پر بہائیوں پر تھوڑی سی سختی کی گئی۔ مگر عثمانی حکومت کے اس آخری دور میں عثمانی حکام کی اخلاقی حالت بہت گرچی تھی۔ بہائیوں نے رشوت دیکر مقامی طور پر ہر قسم کی سہولت حاصل کر لی۔ اور عکاکا میں ان کیلئے عملاً کسی قسم کی دقت یا پابندی نہ تھی۔ مرکزی سلطنت کے متعلق بہاء اللہ کا یہ قول درج ہو چکا ہے کہ :-

”و حقیقت سلطنت کی طرف سے کمال محبت و عنایت ان مظلوموں کی نسبت ظاہر و مشہور ہوتی۔“

کیا عکاکا میں بہاء اللہ غلط پروپیگنڈا کرنے اور ظالم ہوتے ہوئے اپنے آپ کو مظلوم قیدی تھے۔؟ ظاہر کرنے میں بہائی لوگ ضرب المثل ہیں جسکا ایک نمونہ

حشمت اللہ بہائی کے یہ الفاظ ہیں :-

”۱۸۶۸ء سے لیکر ۱۸۹۲ء تک حضرت بہاء اللہ عکاکا میں قید رہے۔ اور پچھتر سال کی عمر میں

چالیس سال کی قید کے بعد عکاکا سے قریب ایک میل کے فاصلہ پر ایک باغ بھی میں رحلت کی۔“

اگر یہ بھی فرض کر لیا جائے۔ کہ فی الواقع عکاکا کے قیام کا سارا زمانہ ہی بہاء اللہ قیدی رہے ہیں۔ تب بھی ۱۸۶۸ء سے ۱۸۹۲ء تک زیادہ سے زیادہ چوبیس سال بنتے ہیں کہ چالیس برس۔

لیکن یہ سراسر غلط ہے۔ کہ بہاء اللہ عکاکا میں قیدی تھے۔ لفظ ”قیدی“ کا مفہوم و حقیقت

کبھی بھی بہاء اللہ پر صادق نہیں آیا۔ خود عبدالبہاء کا اقرار ہے :-

”بارے جلال مبارک در این سخن بودند لکن در نہایت عزت بودند مثل جلس سائین نبود۔“

جن ابتدائی سالوں کو بہائی ”زمانہ سخن“ کہتے ہیں۔ ان کا نقشہ عید البہاء پسر بہاء اللہ کے

الفاظ میں یہ ہے کہ :-

”حضرت بہاء اللہ برائے نام قیدی تھے۔ کیونکہ سلطان عبدالعزیز کے فرمان کبھی نسوخت نہ ہوئے تھے مگر حقیقت میں آپ نے اپنی زندگی وسلوک میں ایسی شرافت اور ایسا دہدہ دکھایا کہ سب آپ کی عزت کرتے اور آپ سے عقیدت رکھتے تھے۔ فلسطین کے گورنر آپ کے اثر اور قوت پر رشک کرتے تھے۔ گورنر متصرف اور جنرل اور بڑے بڑے افسر نہایت عاجزی سے آپ کی ملاقات کا شرف حاصل کرنا ہی درخواست کرتے جو شاہ ذونا درہی آپ منظور فرماتے۔“

یہ عوالہ بہائیوں پر بہر حال حجت ہے۔ اس حالت میں بہاء اللہ کو چالیس سالہ قیدی کہہ کر ان کا اوایلا کرنا ہرگز جائز نہیں۔ پھر کئی طویل زندگی سے پیشتر بھی کارکنان حکومت عثمانی کی ”رواداری“ کا یہ عالم تھا۔ کہ عبدالبہاء لکھتے ہیں :-

”سلطان عبدالعزیز کے سخت فرمان کے باوجود جس میں مجھے جمال مبارک سے ملنے کی سخت ممانعت تھی۔ میں گاڑی لیکر دوسرے دن دربارک پر حاضر ہوا۔ اور آپ کو ساتھ لیکر محل (محمد پاشا کا باغیچہ و کوٹھی) کی طرف لے گیا۔ اور کوئی ہمارا مزاحم نہ ہوا۔ میں آپ کو وہاں چھوڑ کر خود شہر کو آ گیا۔ آپ دو سال تک اس خوبصورت اور پیاری جگہ رہے۔ تب یہ فیصلہ ہوا کہ آپ بھی میں تشریف لجاؤں۔“

اسی صفحہ پر پھر بھی کی زندگی کا عبدالبہاء افندی ان الفاظ میں ذکر کرتے ہیں :-

”وہاں اصلی حشمت و جلال کے دروازے کھول دیئے گئے۔“

عکاکے حکام کی ”رواداری“ کا باعث یہ تھا کہ :-

”وكانت هبات مئات الالوف من الاتباع المخلصين قد جعلت تحت يديه اموالاً طائلة كان يدبرها بنفسه“

اسکے مخلص مریدوں کے ہزاروں، لاکھوں تحائف کے باعث بے شمار روپیہ بہاء اللہ کے ہاتھوں میں

آ گیا تھا۔ جسے وہ اپنی منشا کے مطابق خرچ کرتا تھا۔“

اسکے ساتھ اسس یا ست کو بھی مد نظر رکھا جائے۔ کہ حکومت کی طرف سے بھی بہاء اللہ

وغیرہ کو کافی رقوم حاصل ہوتی تھیں۔ عبدالبہاء نے بھی اس کا اعتراف کیا ہے جبکہ لکھا ہے :-

”كانت الحالة المعاشية في غاية الاكتتال والرفاهية“

کہ حکومت کی طرف سے بہاء اللہ اور انزل وغیرہ کے گزارہ کیلئے پوری آسائش حاصل تھی۔

ان حالات میں بہاء اللہ کی اس چوبیس سالہ زندگی کو جو اس نے حکومت عثمانی کے مہمان کے طور پر عکا اور بحیجہ میں بسر کی، قید کی زندگی نہیں کہا جاسکتا۔ بلکہ وہ تو بقول عبدالبہاء ایسی زندگی تھی۔ کہ فلسطین کے گورنر بھی اس پر رشک کرتے تھے۔ محض سلطان عبدالعزیز کے احکام کو ذکر کرنا اور اس بات کو نظر انداز کر دینا کہ ان احکام کو نافذ نہ کیا جا رہا تھا۔ کیونکہ

”ادارة الموظفين العثمانيين في حياتك الايام لم تكن حازمة“

ان دنوں عثمانی حکومت کے ملازموں کا رویہ انشمندانہ اور ان کا انتظام باقاعدہ نہ تھا۔

یقیناً یہ طریق بیان واقعات کی غلط تصویر کھینچنا ہے۔ افسوس کہ بہائی لٹریچر میں یہی طریق اختیار کیا گیا ہے۔

بہاء اللہ نے عکا کے حالات کو سازگار پاکر اس سکیم کو عملی جامہ
عکا میں بہاء اللہ کے مشاغل پہنانے کی کوشش کی جو باب کے قتل ہونے سے ناکام ہو گئی

تھی۔ یعنی نسخ شریعت اسلامیہ کی سکیم۔ بہائیوں کا خیال تھا کہ اگر باب قتل نہ کئے جاتے، تو انہیں قرآن مجید کو منسوخ ثابت کرنے میں کامیابی حاصل ہو جاتی۔ اب اللہ تعالیٰ نے بہاء اللہ کو لمبی عمر دی۔ اسے سامانِ رفاہیت بھی مل گئے۔ عراق میں واژ ہونے سے موت تک یعنی ۱۳۶۹ھ ہجری سے ۱۳۰۹ھ ہجری تک پورے چالیس سال وہ عربی بولنے والے ممالک میں رہے۔ اور عربی بولنے والے انسانوں سے ان کا خلا ملا رہا۔ باوجود ان ساری باتوں کے بہاء اللہ نے جو مختصر شریعت اپنی امت کے لئے تصنیف کی، یعنی کتاب اقدس۔ وہ نہ صرف باب کی کتابوں کی طرح تولید بیانات۔

پسپجسی عبارات اور غلط تراکیب سے پُر ہے۔ بلکہ اپنے مطالب اور مفاد ہم کے اعتبار سے بھی ایک ادنیٰ درجہ کی تالیف ہے۔ اسی لئے آج تک بہائیوں کو یہ جرأت بھی نہیں ہوئی۔ کہ اس مرسوم شریعت کو طبع کرنا کر دنیا کے سامنے پیش کریں۔ اس پر عمل کرنا تو بالکل علیحدہ امر ہے۔

بہاء اللہ کے مشاغل کے متعلق عصر جدید میں لکھا ہے :-

”آپ کا وقت زیادہ تر عبادت و ذکر و شغل، دعا و مناجات، کتب مقدسہ اور الواح کے نزول اور احباب کی اخلاقی اور روحانی تربیت میں گذرتا ہے“

اس اقتباس میں ”کتب مقدسہ اور الواح“ سے مراد وہ مضامین، خطوط اور جوابات ہیں جو بہاء اللہ لکھتے یا لکھواتے تھے۔ کیونکہ بہائیوں کے نزدیک بہاء اللہ کا ہر قول و تحریر الہام ہے۔ گویا ”کتب مقدسہ اور الواح“ بہاء اللہ پر نازل نہ ہوتی تھیں بلکہ بہاء اللہ اپنے مریدوں پر ”کتب مقدسہ“ نازل کیا کرتا تھا۔ چنانچہ ایقان کے آخر پر لکھا ہوا ہے :-

”المنزول من الباء والهاء“ یعنی بہاء اللہ کی طرف سے نازل شدہ۔“

بہاء اللہ کی وصیت نامہ نشان مستعلق بہائی کہتے ہیں۔ کہ بہاء اللہ نے اپنی موت کے دو سال قبل ایک وصیت نامہ ”کتاب عہدی“ کے نام سے لکھا اور وہ عہد بہاء اللہ افندی کے سپرد کر دیا۔ بہائی تاریخ الکوالب الدریمہ میں اس وصیت نامہ کو درج کیا گیا ہے۔ بہاء اللہ نے اقدس میں لکھا تھا کہ میرے مرنے کے بعد ”یرجع الحکم الی الاغصان“ (نمبر ۹۸) بہائی اوقاف کے حاکم بھی میرے بیٹے ہوں گے۔ وصیت نامہ میں بہاء اللہ نے لکھا ہے :-

”قد اصطفینا الاکبر بعد الاعظم امرًا من لدن علیم خبیر“

ترجمہ ہم نے غصن اعظم (عبدالبہاء) کے بعد غصن اکبر (میرزا محمد علی) کو چن لیا ہے۔ بیٹا ہے علیم و خبیر کا حکم ہے۔“

اس جگہ یہ ذکر کرنا ضروری ہے۔ کہ میرزا محمد علی صاحب اور ان کا گروہ اس وصیت نامہ کو درست

تسلیم نہیں کرنا۔ اور یہ حیرت انگیز امر ہے۔ کہ عبدالبہاء نے بہاء اللہ کی وصیت مذکورہ کے مطابق اپنے بعد محمد علی کو بہائیوں کا زعم بننے کا موقع نہ دیا۔ بلکہ اپنے نوٹوں سے شوقی افندی کو اپنی زندگی میں نامزد کر دیا۔ چنانچہ اب وہی زعم مانے جاتے ہیں۔ میرزا محمد علی صاحب ابھی حال میں ہی فوت ہوئے ہیں۔ مجھے اپنے قیام فلسطین کے زمانہ میں ان سے ملنے کا بھی اتفاق ہوا ہے۔ بہر حال بہاء اللہ کی وصیت جو اس نے عظیم و خیرستی کا تم تحریر کیا تھا۔ اسکے بیٹے نے منسوخ کر دی۔

بہاء اللہ کی تین بیویاں اور اولاد | جناب بہاء اللہ کی تین بیویاں تھیں۔ ۱۔ محترمہ نوابہ دختر نواب طہران ۱۲۵۸ھ میں ہوئی۔ نوابہ کا لقب ام الکائنات اور اولاد

رکھا گیا ہے۔ (یاد رہے کہ بہاء اللہ معنی نبوت ہونا تو انکی بیوی ام المؤمنین کہلاتی ہے ام الکائنات) ان کے بطن سے دو لڑکے عباس افندی اور میرزا احمدی نیز ایک لڑکی بہائیبہ پیدا ہوئی۔ میرزا احمدی بہاء اللہ کی زندگی میں چھت سے گر کر مر گیا۔ ۲۔ محترمہ مہر علیا۔ یہ جناب بہاء اللہ کی دوسری بیوی ہیں ان کے بطن سے چار بچے یعنی تین لڑکے (میرزا محمد علی، میرزا بدیع اللہ، میرزا انصیاء اللہ) اور ایک لڑکی پیدا ہوئے۔ ۳۔ محترمہ گوہر خانم۔ ان سے بہاء اللہ نے قیام بغداد کے زمانہ میں شادی کی۔ اسکے پیٹ سے صرف ایک لڑکی فروغیہ خانم زندہ رہی باقی بچہ فوت ہو جاتے رہے۔

(نوٹ۔ بہاء اللہ کی بیویوں اور اولاد کی تفصیل کے لئے دیکھو الکوئٹب فارسی جلد ۲ ص ۷ تا ۸)

بہاء اللہ کی وفات | بہاء اللہ کی وفات ۲۸ مئی ۱۸۹۲ء مطابق ۲ ذوالقعدہ ۱۳۰۹ھ ہجری کو پچھتر برس کی عمر میں ہوئی ہے۔ آپکی بیماری کا زمانہ انیس دن سے بھی کم بتایا جاتا ہے۔ بہائی بیماری کا نام بخار بتلاتے ہیں۔ اگر یہ درست ہے تو غالباً تپ محرقہ (ٹائیفائیڈ) ہوگا۔ بہر حال بہاء اللہ کی وفات سے پچھتر برس تک ناکام ہو گئی جس کا آغاز اس نے باب کی زندگی میں کیا تھا۔ کیونکہ اسکے جانشین عبدالبہاء نے اسکی تصنیف کردہ شریعت کو طاق نسیان پر رکھ کر نیا راستہ اختیار کر لیا۔

وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰی اٰمِرِهٖ ۙ وَلِكُلِّ وَاكۡفٍ مِّنَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوۡنَ ۙ

فصل چہارم

بہائیوں کی جدید شریعت "اقدس" کا اصل نسخہ!

اقدس کے متعلق بہائیوں کا ادعا ہے کہ جناب بہاء اللہ کی تحریر کردہ شریعت "اقدس" سب آسمانی صحیفوں سے افضل و اعلیٰ ہے اور دنیا کی مشکلات کا حل ہی سے وابستہ ہے چنانچہ بہائی مشنری البوا فضل نے لکھا ہے :-

"وشریعت مقدسہ کہ اصلاح عالم و تمہین امم جزبداں معقول و متصور نیست تشریح فرمود کتاب منطوقہ اقدس کہ دریاق اکبر است برائے دفع امراض عالم و مغناطیس عظم است برائے جذبہ قلوب امم اہل عالم تامل شدہ"

یعنی بہاء اللہ نے اپنی شریعت وضع کی ہے جسکے بغیر جہان کی اصلاح اور لوگوں کا تمدن بنانا ناممکن اور غیر معقول ہے کتاب اقدس دنیا کی بیماریوں کیلئے تریاق اکبر ہے۔ اور جذبہ قلوب کے لئے سب سے بڑا مغناطیس ہے۔

اقدس کی اشاعت کے متعلق مندرجہ بالا ادعاء کے بعد یہ گمان بھی نہیں ہو سکتا کہ بہائی لوگ بہائیوں کا رویہ اس تریاق اکبر کو دنیا کے سامنے رکھنے سے گریز کریں گے مگر واقعہ یہ ہے کہ آج تک بہائیوں کو اقدس کی اشاعت کی جرأت نہیں ہوئی میں نے خود ایسے بہائی دیکھے ہیں جنہوں نے آج تک اقدس دیکھی بھی نہیں۔ چہ جائیکہ انہوں نے اسے پڑھا ہو۔ اندریں حالات "اقدس" پر عمل کرنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ وہ سنی سنائی باتوں پر بہائی بن گئے تھے۔ بہائیوں کے پاس اپنی مزعومہ "بہترین شریعت" کو اس طرح چھپانے کی کوئی معقول وجہ نہیں ہے جب کبھی مصر و فلسطین میں بھی اس بات کا ذکر آیا۔ بہائیوں کو خاموشی کے سوا چارہ کار دکھائی نہ دیا۔ بہائیوں کے زعم اول اور بہاء اللہ کے بیٹے عبدالبہاء افندی نے بہائیوں کو اقدس کی اشاعت سے منع کرتے ہوئے لکھا ہے :-

"کتاب اقدس اگر طبع شود نشر خواهد شد۔ و در دست اراذل متعصبین خواهد افتاد۔ لہذا جائز نہ ہے۔"

بعضے از ملحدین مثل میرزا احمدی بیگ از ممتاز لزلین بدست آوردند و نشر دادند۔ و لے این در
رسائل ملحدین مندرج چون بغض و عداوت شامل در نزد عوام قول و روایتش مجهول و مبہم است
و لے اگر بہائیاں نشر دہند حکمے دیگر دارد ۰

ترجمہ :- کتاب اقدس اگر چھپ گئی، تو پھیل جائیگی اور کہیں متعصب لوگوں کے ہاتھوں میں چلی جائیگی، اسلئے
اس کا چھپوانا جائز نہیں۔ بعض بے دین اور متزلزل لوگوں مثلاً میرزا احمدی بیگ کے ہاتھوں میں اقدس کا نسخہ
آگیا تھا اور شائع ہو گیا۔ مگر چونکہ اس صورت میں "اقدس" ملحدین کے رسالہ جات میں شائع ہوئی ہے۔ عوام کو انکی عداوت
و دشمنی کا حال معلوم ہے۔ اسلئے ان کی روایت اور بیان مجهول اور مبہم ثابت ہوگا لیکن اگر بہائی لوگ خود کتاب
اقدس کو شائع کریں تو اس کا اور حکم ہوگا ۰

عبدالہبہاء کے حکم کو بہائی لوگ خدائی حکم مانتے ہیں۔ اس لے آج بھی جبکہ باب کے دعویٰ پر قریباً ایک
صدی گزر چکی ہے۔ ان کے نزدیک اقدس کی اشاعت و طباعت سراسر ناجائز ہے۔ عبدالہبہاء نے اقدس کو
چھپانیکے لے جو عذر پیش کیا ہے۔ وہ محض خام ہے۔ ہمیں اپنے بہائیت کے نکتہ چینوں کو "اراذل" کہہ کر
اپنی تہذیب کا ثبوت دیا ہے۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ غالباً بہائی لوگ رسالہ "جو اب نامہ جمعیت لاہائی" کے
آئندہ ایڈیشن میں سے عبدالہبہاء کے اس بیان کو حذف کر دینگے کیونکہ انہیں اسکے باعث بھی
شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔

ہماری شائع کردہ اقدس اور بہائی منہ سے کتاب اقدس کو "تریق اکبر" کہتے ہیں۔ مگر
بہائیوں کے نام انعامی چیلنج اسکواہل دنیا کے سامنے پیش کر نیسے چکے پچانے ہیں میں ۱۹۳۱ء
سے ۱۹۳۶ء کے آغاز تک فلسطین، قناتام، عراق اور مصر میں رہا ہوں جیفا میں بہائیوں کے موجود لیڈر
جناب شیخ آفندی سردو مرتبہ ملنے کا اتفاق ہوا ہے۔ ۷ جون ۱۹۳۶ء کی ملاقات میں ان سے کتاب اقدس دیکھنے کی
درخواست کی۔ انہوں نے صاف کہہ دیا کہ میرے پاس تو کتاب موجود نہیں۔ آپ کو شاید عراق سے مل سکے چنانچہ میں نے عراق
سے ٹری جدو جہد کے بعد ایک دوست کی معرفت اقدس کا ایک نسخہ حاصل کیا اور مطبعہ احمدیہ کاتبیر جبل الکرم
فلسطین میں اسے طبع کروایا۔ ۱۹۳۶ء میں یہی متعین تھا میں نے اس وقت ۲۹۔ جون کو بہائی ہال میں بہائی گروہ کے صدر وغیرہ کی

موجودگی میں اپنے طبع کردہ نسخہ اور یہاں یوں کہ ہاں موجود نسخہ کا مقابلہ کیا، اور یہاں یوں کو اپنا مطبوعہ نسخہ دکھایا۔ جسکی انہوں نے تہریق کی ذیل میں اقدس کا اصل نسخہ امین پبلشنگ کیساتھ شائع کیا جاتا ہے۔ کہ اگر یہاں جمالیہ ثابت کر دے کہ ہماری شائع کردہ کتبیں اصل نہیں ہے تو اسے بکھڑو پو پو بطور انعام دیا جائیگا مگر یہی عمل یقین ہے کہ یہاں جماعت اس کتاب کے اصل اقدس ہونیکا ہرگز انکار نہیں کر سکتی۔ یا دیکھو کہ اس کتاب کی اشاعت ہماری غرض تحقیق حق ہے۔ و یا اللہ التوفیق

بسمہ الحاکم علی ماکان وما یکون

و

ان اول ما کتب اللہ علی العباد عرفان مشرق و حیہ و مطلع امره الذی کان مقام نفسه فی عالم الامر و الخلق من فایزہ قد فاز بكل الخیر و الذی منع انہ من اهل الضلال و لو یأتی بكل الاعمال اذا فرغ من ہذا المقام الا سنی و الافق الاعلی ینبغی لكل نفس ان یتبع ما امر بہ من لدی المقصود لا تنہا معالا یقبل احدہما دون الاخر ہذا ما حکم بہ مطلع الالہام ان الذین او تو ابصار من اللہ بیرون حدود اللہ السبب الاعظم لنظم العالم و حفظ الامم و الذی غفر انہ من ہمج رعاع ان انا امرناکم بکسر حدود است النفس و اھوی لا ما رقم من القلم الاعلی انہ لروح الحیوان لمن فی الامکان قد ماجت بحور الحکمة و البیان بما حاجت نسمة الرحمن اغتذمو یا ولی الالباب ان الذین نکتوا عہد اللہ فی اوامرہ و نکصوا علی اعقابہم اولئک من اهل الضلال لدی الغنی المتعال یا ملاء الارض اعلمو ان او امری سرچ عنایتی بین عبادی و مفاتیح رحمتی لبریتی کذلک نزل الامر من سماء مشیئة ربکم مالک الادیان لو یجد احد حلاوة البیان الذی ظہر

من فم مشيئة الرحمن ليتفق ما عنده ولو يكون خزان الأرض
 كلها ليثبت امر آمن او امره المشرقة من افق العناية والالطاف
 قل من حدودي يمر عرف قبيصي وبها تنصب اعلام النصر على
 القنن والالتلال قد تكلم لسان قدرتي في جبروت عظمي مخاطباً
 لبريتي ان اعملوا حدودي حياً لجمالي طوبى لحبيب وجد عرف
 المحبوب من هذه الكلمة التي فاحت منها نفحات الفضل على شأن
 لا توصف بالاذكار لعري من شرب رحيق الاتصاف من ابي ادى
 الالطاف انه يطوف حول او امرى المشرقة من افق الابداع
 لا تحسبن انا نزلنا لكم الاحكام بل فتحنا ختم الرحيق المختوم
 باصابع القدرة والاقترار يشهد بذلك ما نزل من قلم الوحي تفكروا
 يا اولى الافكار قد كتب عليكم الصلاة تسع ركعات لله منزل
 الايات حين الزوال وفي البكور والاصال وعفونا عدة اخرى
 امراني كتاب الله انه لهو الا من المقتدر المختار واذا اذتم
 الصلاة ولو اوجوهكم شطرى الا قدس المقام المقدس الذى
 جعله الله مظاف الملائكة الاعلى ومقبل اهل مدائن البقاء ومصداق
 الامر لمن فى الارضين والسموات وعند غروب شمس
 الحقيقة والتبيان المقدر الذى قدرناه لكم انه هو العزيز العلام
 كل شئ تحقق بامره المبرم اذا اشرقت من افق البيان شمس الاحكام
 لكل ان يتبعوها ولو بما مرتنقطر عنه سماوات افئدة الاديان كما انه
 يفعل ما يشاء ولا يسأل عما شاء وما حكم به المحبوب انه لمحبوب
 ومالك الاختراع ان الذى وجد عرف الرحمن وعرف

مطلع هذا البيان انه يستقبل بعينه السهام لا ثبات الاحكام
 بين الا نام طوي لمن اقبل و فاز بفصل الخطاب ١٩ قد فصلنا
 الصلاة في وزقة اخرى طوي لمن عمل بما امر به من لدن مالك
 الرقاب ٢٠ قد نزلت في صلوة الميت ستة تكبيرات من الله منزل
 الايات والذي عنده علم القراءة له ان يقرأ ما نزل قبلها والاعنى
 الله عنه انه هو العزيز الغفار ٢١ لا يبطل الشعر صلواتكم ولا ما
 منع عن الروح مثل العظام وغيرها ٢٢ البسوا السمور كما
 تلبسون الخنز والسنجاب وما دونهما انه ما نهى في الفرقان
 ولكن اشتبه على العلماء انه هو العزيز العلام ٢٣ قد فرض عليكم
 الصلوة والصوم من اول البلوغ امر ادى الله ربيكم ورب اباكم
 الاولين ٢٤ من كان في نفسه ضعف من المرض والمهرم عفى الله
 عنه فضلا من عنده انه هو الغفور الكريم ٢٥ قد اذن الله لكم
 السجود على كل شئ طاهر ورقعا عنه حكم الحد في الكتاب ان
 الله يعلم وانتم لا تعلمون ، من لم يجد الماء يذكر خمس مرات
 بسم الله الا طهرا لا طهر ثم يشرع في العمل هذا ما حكم به مولى
 العالمين ٢٦ والبلدان التي طالت فيها الليالي والايام فليصلوا بالساعات
 والمشايخ التي منها تحددت الاوقات انه هو المبين الحكيم ٢٧ قد
 عفونا عنكم صلوة الايات اذا ظهرت اذكروا الله بالعظمة و
 الاقتدار انه هو السميع البصير ٢٨ قولوا العظمة لله رب ما يرى وما
 لا يرى رب العالمين ٢٩ كتب عليكم الصلوة فرادى قدر رفع حكم
 الجماعة الا في صلوة الميت انه هو الامر الحكيم ٣٠ قد عفى الله

عن النساء حينما يجدن الدم الصوم والصلوة ولهن ان يتوضئن
 ويسبحن خبثاً وتسعين مرة من زوال الى زوال سبحان الله
 ذي الطلعة والجمال هذا ما قدر في الكتاب ان انتم من العالمين
^{٣١} ولكم ولهن في الاسفار اذا نزلتم واسترحتم المقام الا من
 مكان كل صلوة سجدة واحدة واذكروا فيها سبحان الله
 ذي العظمة والاجلال والموهبة والافضل ^{٣٢} والذي عجز
 يقول سبحان الله انه يكفيه بالحق انه هو الكافي الباقي الخفور
 الرحيم ^{٣٣} وبعد اتمام السجود لكم ولهن ان تقعدوا على هيكل
 التوحيد وتقولوا ثمان عشرة مرة سبحان الله ذي الملك والملكوت
^{٣٤} كذلك يبين الله سبل الحق والهدى وانها انتهت الى سبيل
 واحد وهو هذا الصراط المستقيم اشكروا الله بهذا الفضل
 العظيم ^{٣٥} اجدوا الله بهذه الموهبة التي احاطت السموات
 والارضين ^{٣٦} اذكروا الله بهذه الرحمة التي سبقت
 العالمين ^{٣٧} قل قد جعل الله مفتاح الكنز حبي المكنون
 لو انتم تعرفون ^{٣٨} لولا المفتاح لكان مكنونا في ازل
 الا زال لو انتم توقنون ^{٣٩} قل هذا المطلح الوحي ومشرق
 الاشراق الذي به اشرقت الافاق لو انتم تعلمون ^{٤٠} ان هذا
 هو القضاء المثبت وبه ثبت كل قضاء محتوم ^{٤١} يا قلم الاعلى قل
 يا ملائكة انشاء قد كتبنا عليكم الصيام اياماً معدودات و
 جعلنا النير وزعيدكم بعد اكملها كذلك اضاءت شمس
 البيان من افق الكتاب من لدن مالك المبدأ والمآب و

اجعلوا الايام الزائدة عن الشهور قبل شهر الصيام اذا
 جعلناها مظاهر الماء بين الليالي والايام لذا ما تحددت
 بحدود السنة والشهور ينبغي لاهل البهاء ان يطعموا فيها
 انفسهم وذوي القربى ثم الفقراء والمساكين ويهللن
 ويكبرن ويسبحن ويمجّدن زهنم بالقرح والانبيساط
 واذا تمت ايام الاعطاء قبل الامساك فليدخلن في
 الصيام كذلك حكم مولى الانام ^{٢٢} ليس على المسافر و
 المريض والحامل والمرضع من حرج عفا الله عنهم
 فضلا من عنده انه هو العزيز الوهاب ^{٢٣} هذه
 حدود الله التي رقت من القلم الاعلى في الزبر والالواح
^{٢٤} تمسكوا باوامر الله واحكامه ولا تكونوا من الذين
 اخذوا اصول انفسهم وتبذوا اصول الله وراءهم بما اتبعوا
 الظنون والاوهام ^{٢٥} كفوا انفسكم عن الاكل والشرب من
 الطلوع الى الاقوال اياكم ان يمنعكم الهوى عن هذا الفضل
 الذي قدر في الكتاب ^{٢٦} قد كتب لمن دان بالله الديان ان
 يغسل في كل يوم يديه ثم وجهه ويقعد مقبلا الى الله
 ويذكر خمسا وتسعين مرة الله ابهى كذلك حكم
 فاطر السماء اذا استوى على اعراش الاسماء بالعظمة و
 الاقتدار ^{٢٧} كذلك توضع للصلاة امر من الله الواحد
 المختار ^{٢٨} قد حرّم عليكم القتل والزنا ثم الغيبة والافتراء اجتنبوا
 عبا نهيتهم عنه في المرحائف والالواح ^{٢٩} قد قسمنا المواريث على

عدد الزاء منها قدر لذريياتكم من كتاب الطاء على عدد المقت،
 وللأزواج من كتاب الحاء على عدد التاء والفاء، وللإباء من
 كتاب الزاء على عدد التاء والكاف، وللأمهات من كتاب
 الواو على عدد الرفيع، وللأخوان من كتاب الهاء عدد الشين
 وللأخوات من كتاب الدال عدد الراء والميم، وللمعلمين
 من كتاب الجيم عدد القاف والفاء كذلك حكم مبشر الذي يذكر في
 في الليالي والأسرار ٥٠ انالما سمعنا ضجيج الذريات في الإصلا ب
 زه تاضعف ما لهم ونقضنا عن الأخرى انه هو المقتدر على ما
 يشاء يفعل بسطانه كيف اراد ٥١ من مات ولم يكن له ذرية
 ترجع حقوقهم الى بيت العدل ليصرفوها مناء الرحمن في الإيتام
 والأرامل وما ينتفع به جمهور الناس ليشكروا ربهم العزيز
 الضار ٥٢ والذي له ذرية ولم يكن ما دونها عما حدد في الكتاب
 يرجع الثلثان مما تركه الى الذرية والثلث الى بيت العدل
 كذلك حكم الغني المتعال بالعظمة والأجلال ٥٣ والذي لم يكن
 له من يرثه وكان له ذوالقربي من أبناء الأخ والأخت وبناتهما
 فلهم الثلثان والأبلاء والاعمال والأحوال والعمات والحالات و من
 بعدهم ويعدهن لابنائهم وابنائهن وبناتهن وبناتهن و
 الثلث يرجع الى مقر العدل امر في الكتاب من لدى الله
 مالك الرقاب ٥٤ من مات ولم يكن له احد من الذين نزلت
 اسمائهم من القلم الأعلى ترجع الاموال كلها الى المقر المذكور
 لتصرف فيها امر الله به انه لهو المقتدر الا ما ر ٥٥ وجعلنا

الدار المسكونة والالبسة المخصوصة للذرية من الذكور
 دون الاناث والوراث انه هو المعطى الفياض ^{٥٦} ان الذي مات
 في ايام والده وله ذرية اولئك يرثون ما لا بيهم في كتاب
 الله اقساموا بينهم بالعدل الخالص كذلك ما ج بص الكلام
 وقذف لثالى الاحكام من لدن مالك الانام ^{٥٧} والذي ترك
 ذرية ضعافا سلموا ما لهم الى امين ليتجرهم الى ان يبلغوا
 رشدهم او الى محل الشراكة ثم عينوا للامين حقا مما حصل من
 التجارة والاقتراف كل ذلك بعد اداء حق الله والديون لو تكون عليه
 وتجهيز الاسباب للكفن والدفن وحمل الميت بالعزة والاعتزاز
 كذلك حكم ما ترك الميذاء والماب ^{٥٨} قل هذا هو العلم الممكنون
 الذى لن يتغير لانه بباطن الدلة على الاسم المخزون الظاهر
 الممتنع المنيع ^{٥٩} وما خصصناه للذريات هذا من فضل الله عليهم
 ليشكروا ربهم الرحمن الرحيم ^{٦٠} تلك حدود الله لا تعتدوها يا هواء
 انفسكم اتبعوا ما امرتم به من مطلع البيان ^{٦١} والمخلصون
 يرون حدود الله ماء الحيوان لاهل الاديان ومصباح الحكمة
 والفلاح لمن فى الارضين والسموات ^{٦٢} قد كتب الله على كل
 مدينة ان يجعلوا فيها بيت العدل ويجمع فيه النفوس على
 عدد البهاء وان ازداد لياس، ويرون كانوا يدخلون محضر الله
 العلى الاعلى ويرون من لا يرى، وينبغى لهم ان يكونوا امتاء
 الرحمن بين الامكان ووكلاً الله لمن على الارض كلها ويشاوروا
 فى مصالح العباد لوجه الله كما يشاورون فى امورهم، ويتخارون

ما هو المختار كذلك حكم ربكم العزيز الغفار ﴿٤٣﴾ اياكم ان تدعوا
 ما هو المنصوص في اللوح اتقوا الله يا اولي الاقطار ﴿٤٤﴾ يا ملاء
 الانشاء عمر و ابيوتا باكل ما يمكن في الامكان باسم مالك
 الا ديان في البلدان ، وزينوها بما ينبغي لها لا بالصورة والامثال
 ثم اذكروا فيها ربكم الرحمن بالروح والريحان الا بذكره تستنير
 الصدور و تقر الا بصار ﴿٤٥﴾ قد حكم الله لمن استطاع منكم حج البيت
 دون النساء عفا الله عنهن رحمة من عنده انه هو المعطي الوهاب
 ﴿٤٦﴾ يا اهل البهاء قد وجب على كل واحد منكم الاشتغال بامر
 من الامور من الصنائع والاقتراف و امثالها وجعلنا اشتغالكم
 بها نفس العبادة لله الحق تفكروا يا قوم في رحمة الله والطفه
 ثم اشكروه في العشي والاشراق ﴿٤٧﴾ لا تضيعوا اوقاتكم بالبطالة
 والكسالة و اشتغلوا بما ينتفع به انفسكم و انفس غيركم
 كذلك قضى الامر في هذا اللوح الذي لا تحت من افته شمس
 الحكمة والتيبان ﴿٤٨﴾ ابغض الناس عند الله من يقعد و يطلب
 تمسكوا بجبل الاسباب متوكلين على الله مسبب الاسباب
 ﴿٤٩﴾ قد حرم عليكم تقبيل الايادي في الكتاب هذا ما نهيتكم
 عنه من لدن ربكم العزيز الحكام ﴿٥٠﴾ ليس لاحد ان يستغفر
 عند احد تو بوا الى الله تلقاء انفسكم انه هو الغافر المعطي
 العزيز التواب ﴿٥١﴾ يا عباد الرحمن قوموا على خدمة الامر على
 شان لا تاخذكم الاحزان من الذين كفروا بمطلع الايات ،
 لما جاء الوعد و ظهر الموعد اختلف الناس و تمسك كل

حزب بما عنده من الظنون والاهام ^{٤٢} من الناس من يقعد صف
 النعال طلبا لصدر الجلال، قل من انت يا ايها الغافل الغرار ^{٤٣} و
 منهم من يدعى الباطن وياطن الباطن، قل يا ايها الكذاب تالله ما
 عندك انه من القشور تركناها لكم كما تترك العظام للكلاب
^{٤٤} تالله الحق لو يغسل احد ارجل العالم ويعبد الله على
 الادغال والشواجن والخيال والقنان والشناخيب وعند كل
 حجر وشجر ومدرولا يتضوع منه عرف رضائي لن يقبل ايدا
 هذا ما حكم به مولى الا تام ^{٤٥} كم من عبدا اعتزل في جزائر
 الهند ومنع عن نفسه ما احله الله له وحمل الرياضات والمشقات
 ولم يذكر عند الله منزل الايات ^{٤٦} لا تجعلوا الاعمال شرك
 الامال ولا تحرموا انفسكم عن هذا المال الذي كان امل
 المقربين في ازل الازال ^{٤٧} قل روح الاعمال هو رضائي وعلق
 كل شئ بقبولي ^{٤٨} اقراوا الا لواح لتعرفوا ما هو المقصود في
 كتب الله العزيز الوهاب ^{٤٩} من فاز بحبي حق له ان يقعد على
 سيرا العقيان في صدر الامكان والذي منع عنه لو يقعد على
 التراب انه يستعيد منه الى الله مالك الاديان ^{٥٠} من يدعى
 امر اقبل اتمام الف سنة كاملة انه كذاب مقترن سال الله
 بان يؤيد ه على الرجوع ان تاب انه هو التواب ^{٥١} وان اصبر على
 ما قال يبعث عليه من لا يرحمه انه شديد العقاب ^{٥٢} من
 يأول هذه الاية او يفسرها بغير ما نزل في الظاهر انه محروم
 من روح الله ورحمته التي سبقت العالمين، خافوا الله ولا

تتبعوا ما عندكم من الاوهام اتبعوا ما يامركم به ربكم العزيز
الحكيم ﴿٨٣﴾ سوف يرتفع التعاق من اكثر البلد ان اجتنبوا يا قوم
ولا تتبعوا كل فاجر لئيم ﴿٨٢﴾ هذا ما اخبرناكم به اذ كنا في
العراق وفي ارض السرو وفي هذا المنظر المنير ﴿٨٥﴾ يا اهل الارض
اذ غربت شمس جمالى و سترت سماء هيكلى لا تضطربوا
قوموا على نصرة امرى و ارتفاع كلمتى بين العالمين ﴿٨٤﴾ انا
معكم في كل الاحوال و ننصركم بالحق انا كنا قادرين ﴿٨٤﴾ من
عرفنى يقوم على خدمتى بقيام لا تقعه جنود السموات
والارضين ﴿٨٨﴾ ان الناس تيام لوا نتيهوا سرعوا بالقلوب الى
الله الحليم الحكيم و تبتدوا ما عندهم ولو كان كنوز الدنيا
كلها ليدكرهم مولاهم بكلمة من عنده كذلك يبدئكم
من عنده علم الغيب في لوح ما ظهر في الامكان و ما اطلع
به الا نفسه المهيمنة على العالمين ﴿٨٩﴾ قد اخذهم سكر
الهُوى على شان لا يرون مولى الورى الذى ارتفع ندائه من
كل الجهات لا اله الا انا العزيز الحكيم ﴿٩٠﴾ قل لا تفرحوا بما
ملكتموه فى العشى و فى الا شراق يملكه غيركم كذلك
ينخبركم الحليم الخبير ﴿٩١﴾ قل هل رأيتم لسا عندكم من قرار
او وفاء ، لا و نفسى الرحمن لو انتم من المنصفين ، تسمرا يام
حيا تم كما تمر الا رياح و يطوي بساط عزكم كما طوى بساط
الاولين ﴿٩٢﴾ تفكروا يا قوم اين ايامكم الماضية و اين اعصاركم
الحالية ، طوبى لايام مضت بذكر الله و لا و قات صرفت في ذكره

الحكيم ^{٩٣} لا تبق عزة الاعزاء ولا زخارف الاغنياء
 ولا شوكة الاشقياء سيفنى الكل بكلمة من عنده انه هو المقتدر
 العزيز القدير ^{٩٣} لا ينفع الناس ما عندهم من الاثاث وما
 ينفعهم غفلوا عنه سوف ينتبهون ولا يجدون ما فات عنهم في ايام
 ربهم العزيز الحميد ^{٩٥} لو يعرفون ينفقون ما عندهم لتذكرا ساءتهم
 لدى العرش الا انهم من الميتين ^{٩٤} من الناس من غرته العلوم وبها
 منع عن اسم القيوم و اذا سمع صوت النعال عن خلفه يرى نفسه
 اكبر من نمود قل اين هو يا ايها المرود تالله انه لفي اسفل الجحيم
^{٩٤} قل يا معشر العلماء اما تسمعون صرير قلى الاعلى، واما ترون
 هذه الشمس المشرقة من افق الابهى، الى م اعتكفتم على اصنام
 اهوائكم دعوا الا وهام وتوجهوا الى الله مولاكم القديم ^{٩٨} قد
 رجعت الاوقاف المختصة للخيرات الى الله مظهر الايات ليس
 لاحدان يتصرف فيها الا بعد اذن مطلع الوحي و من بعده
 يرجع الحكم الى الاغصان، و من بعد هم الى بيت العدل ان تحقق
 امره في البلاد ليصرفوها في البقاع المرتفعة في هذا الامر وفيما
 امر وابه من لدن مقتدر قدير ^{٩٩} و الا ترجع الى اهل البهلاء
 الذين لا يتكلمون الا بعد اذنه ولا يحكمون الا بما حكم الله في
 هذا اللوح اولئك اولياء النصر بين السموات والا رضين
 ليصرفوها فيما حدد في الكتاب من لدن عزيز كريم ^{٩٩} لا تجزعوا
 في المصائب ولا تفرحوا ابتغوا امرا بين الامرين هو التذكر
 في تلك الحالة والتنبيه على ما يرد عليكم في العاقبة كذلك ينيثكم

العليم الخبير ^{١١١} لا تخلقوا رؤسكم قد زينها الله بالشعر وفي ذلك
 لايات لمن ينظر الى مقتضيات الطبيعة من لدن مالك البرية
 انه هو العزيز الحكيم، ولا ينبغي ان يتجاوز عن حد الاذان هذا
 ما حكم به مولى العالمين ^{١١٢} قد كتب على السارق النفي والحبس
 وفي الثالث فاجعلوا في جبينه علامة يعرف بها ثلثا تقبله مدن
 الله ودياره، اياكم ان تاخذكم الرأفة في دين الله، اعملوا ما
 امرتم به من لدن مشفق رحيم ^{١١٣} انا ربيناكم بسياط الحكمة و
 الاحكام حفظا لا نفسمكم وارتقا عالمقا ما تكم كما يربى الاباء
 ابنائهم، لعمرى لو تعرفون ما اردناه لكم من اوامرنا المقدسة
 لتفدون ارواحكم لهذا الامر المقدس العزيز المنيع ^{١١٤} من اراد
 ان يستعمل اواني الذهب والفضة لا يأس عليه ^{١١٥} اياكم ان
 تنغمس اياديكم في الصحف والصحاح، خذوا ما يكون
 اقرب الى اللطافة انه اراد ان يراكم على آداب اهل الرضوان
 في ملكوته الممتنع المنيع ^{١١٦} اتمسكوا باللطافة في كل الاحوال
 لثلاث تقح العيون على ما تكرهه انفسكم واهل الفردوس، والذي
 تجاوز عنها يجبط عمله في الحين وان كان له عذريعف الله عنه
 انه هو العزيز الكريم ^{١١٧} ليس لمطلع الامر شريك في العصمة
 الكبرى انه لمظهر يفعل ما يشاء في ملكوت الانشاء، قد خص
 الله هذا المقام لنفسه وما قدر لاحد نصيب من هذا الشان
 العظيم المنيع ^{١١٨} هذا امر الله قد كان مستورا في حجب الغيب
 اظهرناه في هذا الظهور وبه خرقتا حجاب الذين ما عرفوا

حكم الكتاب وكانوا من الغافلين ^٩ اكتب على كل اب تربية
 ابنه وبنته بالعلم والخط ودونهما عما حدد في اللوح ، والذي ترك
 ما امر به فللا مناء ان ياخذوا منه ما يكون لازما للتربية ما ان
 كان غنيا ، والا يرجع الى بيت العدل انا جعلناه ماوى الفقراء
 والمساكين ^{١٠} ان الذى ربي ابنه او ابناً من الابناء كانه
 ربي احد ابنائى عليه بهائى وعنايتى ورحمتى التى سبقت
 العالمين ^{١١} قد حكم الله لكل زان وزانية دية مسلمة الى بيت
 العدل وهى تسعة مثاقيل من الذهب ، وان عاد مرة اخرى حودوا
 يضعف الجزاء هذا ما حكم به مالك السماء فى الاولى وفى الاخرى
 قدر لها عذاب مهين ^{١٢} من ابتلى بمحصية فله ان يتوب ويرجع
 الى الله انه يغفر لمن يشاء ولا يسأل عما شاء انه هو التواب العزيز
 الحميد ^{١٣} اياكم ان تمنعكم سبحات الجلال عن زلال هذا السلسال
 خذوا اقداح الفلاح فى هذا الصباح باسم فائق الا صباح ثم
 اشربوا يذكره العزيز البديع ^{١٤} انا حملناكم اصغاء الا صوات
 والنعمات ، اياكم ان يخرجكم الا صغاء عن شان الادب والوقار
 افرحوا بفرح اسمى الاعظم الذى به تولدت الافئدة وانجذبت
 عقول المقربين ، انا جعلناه مرقاتا لعروج الارواح الى الافق
 الاعلى ، لا تجعلوه جناح النفس والهواء افي اعوذ ان تكونوا
 من الجاهلين ^{١٥} قد ارجعنا ثلث الديات كلها الى مقر العدل و
 نوهى رجاله بالعدل الخالص ليصرفوا ما اجتمع عندهم فيما امرنا
 به من لدن عليهم حكيم ^{١٦} يا رجال العدل كونوا سرعاة اغنام الله

في مملكته واحفظوهم عن الذئباب الذين ظهروا ابالا ثواب كما
 تحفظون اينائكم كذلك ينصحكم الناصح الامين ^{١١٦} اذا اختلفتم
 في امر فارجعوه الى الله ما دامت الشمس مشرقة من افق
 هذا السماء، واذا غربت ارجعوا الى ما نزل من عنده انه ليكفي
 العالمين ^{١١٨} قل يا قوم لا ياخذكم الا اضطراب اذا غاب ملكوت
 ظهوري وسكنت امواج بحر بياني، ان في ظهوري لحكمة و
 في غيبيتي حكمة اخرى ما اطلع بها الا الله الفرد الخبير ^{١١٩} ونراكم من
 افق الابهي وننصر من قام على نصرة امرى بمجنود من الملائكة
 الاعلى وقبيل من الملائكة المقربين ^{١٢٠} يا ملائكة الارض تالله الحق
 قد انفجرت من الاحجار الانهار العذبة السائغة بما اخذتها
 حلاوة بيان ربكم المختار وانتم من الغافلين، دعوا ما عندكم ثم
 طيروا بقوادم الا نقطاع فوق الابداع كذلك يا امركم مالك
 الاختراع الذي بحركة قلمه قلب العالمين ^{١٢١} هل تعرفون من اي
 افق يناديكم ربكم الابهي، وهل علمتم من اي قلم يا امركم ربكم
 مالك الاسماء، لا وعمرى لو عرفتم لتركتم الدنيا مقبلين بالقلوب
 الى شطر المحبوب، واخذكم اهتزاز الكلمة على شان يهتز منه
 العالم الاكبر وكيف هذا العالم الصغير كذلك هطلت من سماء
 عنايتي امطار مكرمتي فضلا من عندي لتكونوا من الشاكرين
^{١٢٢} واما الشجاج والضرب تختلف احكامها باختلاف مقاديرها
 وحكم الديان لكل مقدار دية معينة انه هو الحاكم العزيز المنيع
 لو نشاء نقصلها بالحق وعدا من عندنا انه هو الموفى العليم ^{١٢٣} قد

رقم عليكم الضيافة في كل شهر مرة واحدة ولو بالماء ، ان الله
 اراد ان يؤلف بين القلوب ولو باسياب السموات والارضين
 ١٢٣ ايكم ان تفرقكم شؤنات النفس والهوى كونوا كالأصابع
 في اليد والاركان للبدن كذلك يعظكم قلم الوحي ان انتم من
 الموقنين ١٢٥ فانظروا في رحمة الله والطفه انه يامركم بما
 ينفعكم بعد اذ كان غنيا عن العالمين ، لن تضرنا سيئاتكم كما لا
 تنفعنا حسنا تم انما ندعوكم لوجه الله يشهد بذلك كل عالم
 بصير ١٢٦ اذا ارسلتم الجوارح الى الصيد اذكروا الله اذا ميل
 ما امسكن لكم ولو تجذونه ميتا انه هو العليم الخبير ١٢٧ ايكم ان
 تسرفوا في ذلك كونوا على صراط العدل والانصاف في كل
 الامور كذلك يامركم مطمح الظهور ان انتم من العارفين ١٢٨
 ان الله قد امركم بالمودة في ذوى القربى وما قدر لهم حقا في
 اموال الناس انه هو الغنى عن العالمين ١٢٩ من احرق بيتا تمعدا
 فاحرقوه ومن قتل نفسا عامدا فاقتلوه خذوا سنن الله بايادى
 القدرة والاقتدار ثم اتركوا سنن الجاهليين ، وان تحكوا لهما
 حبسا ابديا لا بأس عليكم في الكتاب انه هو الحاكم على ما
 يريد ١٣٠ قد كتب الله عليكم التكاح ايكم ان تجاوزوا الاثنتين
 والذى اقتنح بواحدة من الاماء استراحت نفسه ونفسها ، و
 من اتخذ بكرة لخدمته لا بأس عليه ، كذلك كان الامن من قلم الوحي
 بالملق مر قوما ١٣١ تزوجوا يا قوم ليظهر منكم من يذكرني بين
 عبادى هذا من امرى عليكم اتخذوه لانفسكم معينا ١٣٢ يا

ملأ إلا نشاء لا تتبعوا انفسكم انها لا مارة بالبغي والفحشاء
 اتبعوا مالك الاشياء الذي يامركم بالبر والتقوى انه كان عن
 العالمين غنيا ^{٣٣٣} اياكم ان تفسدوا في الارض بعد اصلاحها
 من افسس انه ليس منا ونحن يراء منه كذلك كان الامر من
 سماء الوحي بالحق مشهورا ^{٣٣٣} انه قد حدد في البيان برضاء
 الطرفين، انالما اردنا المحبة والوداد واتحاد العباد لذا علقنا
 باذن الابوين بعدهما لئلا تقع بينهم الضغينة والبغضاء لنا
 فيه ما رب اخرى وكذلك كان الامر مقضيا ^{٣٣٥} لا يحقق
 الصهار الا بالامهارق. قدر للمدن تسعة عشر مثقالاً من
 الذهب الابريز، والقري من الفضة ومن اراد الزيادة حرم
 عليه ان يتجاوز عن خمسة وتسعين مثقالاً كذلك كان الامر
 بالعزم مستورا ^{٣٣٤} والذي اقتنع بالدرجة الاولى خير له
 في الكتاب انه يغنى من يشاء باسباب السموات والارض
 وكان الله على كل شيء قديرا ^{٣٣٤} قد كتب الله لكل عبد اراد
 الخروج من وطنه ان يجعل ميقاتاً لصاحبته في اية مدة اراد
 ان اتى ووفى بالوعد انه اتبع امر مولاه وكان من المحسنين
 من قلم الامر مكتوباً والا ان اعتذر بعد حقيقى قلبه ان يخبر
 قرينته ويكون في غاية الجهد للرجوع اليها، وان فات الامر
 فلها تدربس تسعة اشهر معدودات وبعد اكملها لا بأس
 عليها في اختيار الزوج وان صيرت انه يجب الصابرات و
 الصابرين ^{٣٣٨} اعملوا او امري ولا تتبعوا كل مشرك كان

في اللوح اثينا^{١٣٩} وان اتى الخبر حين تر بصها لها ان تاخذ المعروف
 انه اراد الاصلاح بين العباد والاماء، اياكم ان ترتكبوا ما
 يحدث به العناد بينكم كذلك قضى الامر وكان الوعد ما تيبا^{١٤٠}
 وان اتاها خبر الموت او القتل وثبت بالشياخ او بالعدلين
 لها ان تلبث في البيت اذا مضت اشهر معدودات لها الاختيار
 فيما تختار هذا ما حكم به من كان على الامر قويا^{١٤١} وان حدث
 بينهما كدورة او كره ليس له ان يطلقها، وله ان يصير سنة
 كاملة لعل تسطح بينهما رائحة المحبة وان كملت وما فاحت لا
 باس في الطلاق انه كان على كل شىء حكيما^{١٤٢} قد نهاكم الله
 عما عملتم بعد طلاق ثلاث فضلا من عنده لتكونوا من
 الشاكرين في لوح كان من قلم الامر مسطورا^{١٤٣} والذي
 طلق له الاختيار في الرجوع بعد انقضاء كل شهر بالمودة
 والرضاء ما لم تستحسن، واذا استحصنت تحقق الفصل
 بوصل آخر وقضى الامر الا بعد امر مبين، كذلك كان الامر
 من مطلع الجمال في لوح الجلال بالاجلال مرقوما^{١٤٤} والذي
 سافر وسافرت معه ثم حدث بينهما الاختلاف فله ان يؤتيها
 نفقة سنة كاملة ويرجعها الى المقر الذي خرجت عنه، او
 يسلمها بيد امين وما تحتاج به في السبيل ليبلغها الى محلها
 ان ربك يحكم كيف يشاء بسلطان كان على العالمين محيطا^{١٤٥}
 والتي طلقت بما ثبت عليها منكر لا نفقة لها ايام تر بصها
 كذلك كان نير الامر من افق العدل مشهودا^{١٤٦} ان الله

احب الوصل والوفاق و ابغض الفصل والطلاق عاشروا يا قوم
 بالروح والريمان ، لعمرى سيفنى من فى الامكان وما يبقى
 هو الحمل الطيب وكان الله على ما اقول شهيدا ^{١٢٤} يا عبادى
 اصلحوا ذات بينكم ثم استمعوا ما ينصركم به القلم الاعلى و
 لا تتبعوا جبارا شقيا ^{١٢٨} اياكم ان تغرنكم الدنيا كما غرت قوما
 قبلكم اتبعوا حدود الله وسننه ثم اسلكوا هذا الصراط
 الذى كان بالحق محدودا ^{١٢٩} ان الذين نبذوا البغى والغوى و
 اتخذوا التقوى اولئك من خيرة الخلق لدى الحق يذكركم
 الملائ الا على واهل هذا المقام الذى كان باسم الله مرفوعا
^{١٥٠} قد حرم عليكم بيع الاماء والغلمان ، ليس لعبد ان يشتري
 عبد انهباً فى لوح الله كذلك كان الامر من قلم العدل بالفضل
 مسطورا ^{١٥١} وليس لاحد ان يفتخر على احد كل ارتقاء له وادلاء
 على انه لا اله الا هو انه كان على كل شىء حكيم ^{١٥٢} زينوا انفسكم
 بطراز الاعمال والذى فاز بالعمل فى رضاه انه من اهل البهاء
 قد كان لدى العرش مذكورا ^{١٥٣} انصروا مالك البرية بالاعمال
 المحسنة ثم بالحكمة والبيان كذلك امرتم فى اكثر الالواح عن
 لدى الرحمن انه كان على ما اقول عليهما ^{١٥٤} الا يعترض احد على
 احد ولا يقتل نفس نفسا هذا ما نهيتم عنه فى كتاب كانت
 فى سرادق العزم مستورا ^{١٥٥} اتقتلون من احياء الله بروح من
 عنده ان هذا خطأ قد كان لدى العرش كبيرا ^{١٥٦} اتقوا الله
 ولا تخربوا ما بناه الله بايادى الظلم والطغيان ثم اتخذوا الى الحق

سبيلاً ^{١٥٦} لما ظهرت جنود العرفان ببرايات البيان انهزمت قبائل
 الاديان الا من اراد ان يشرب كوشراً الحيوان في رضوان كان
 من نفس السبحان موجوداً ^{١٥٨} قد حكم الله بالطهارة على ماء
 النطفة رحمة من عنده على البرية اشكروه بالروح والريحان و
 لا تتبعوا من كان عن مطلع القرب بعيداً، قوموا على خدمة
 الامر في كل الاحوال انه يؤيدكم بسلطان كان على العالمين
 محيطاً ^{١٥٩} تمسكوا بحبل اللطافة على شان لا يرى من ثيابكم اثار
 الاوساخ هذا ما حكم به من كان الطف من كل لطيف، والذي
 له عذر لا بأس عليه انه هو الغفور الرحيم ^{١٦٠} طهروا كل مكروه بالماء
 الذي لم يتغير بالثلاث ايام ان تستعملوا الماء الذي تغير بالهواء
 او بشيء اخر، كونوا عنصر اللطافة بين البرية هذا ما اراد لكم
 مولاكم العزيز الحكيم ^{١٦١} وكذلك رفع الله حكم دون الطهارة عن
 كل الاشياء وعن ملل اخرى موهبة من الله انه هو الغفور
 الكريم ^{١٦٢} قد انغمست الاشياء في بحر الطهارة في اول الرضوان
 اذ تجلينا على من في الامكان باسمائنا الحسنى وصفاتنا العليا هذا من
 فضلي الذي احاط العالمين لتعاشروا مع الاديان وتبلغوا امر ربكم
 الرحمن هذا الاكليل الاعمال لو انتم من العارفين ^{١٦٣} وحكم
 باللطافة الكبرى وتخسيل ما تغير من الغبار وكيف الاوساخ
 المنجمدة ودونها، اتقوا الله وكونوا من المطهرين ^{١٦٤} والذي يرى
 في كسائه وسخائه لا يصعد دعائه الى الله ويحتمل عنه صلاً
 عالون ^{١٦٥} استعملوا ماء الورد ثم العطر الخالص هذا ما احبه الله من الاول

الذي لا اول له ليتضوع منكم ما اراد بكم العزيز الحكيم ﴿٤٧﴾ قد عفا الله عنكم
ما نزل في البيان من محو الكتب واذناكم بان تقرؤا من العلوم ما ينفعكم لا ما
ينتهي الى المجادلة في الكلام هذا اخبركم ان انتم من العارفين ﴿٤٨﴾ يا
معشر الملوك قد اتى المالك والملك لله المهيمن القيوم ألا تعبدوا الا الله
وتوجهوا بقلوب نوراً الى وجه ربكم مالك الاسماء هذا امر لا يعادله
ما عندكم لو انتم تعرفون ﴿٤٩﴾ انا نراكم تفرحون بما جمعتموه لغيركم وتمنعون
انفسكم عن العوالم التي لم يخصصها الا لوحى المحفوظ ﴿٥٠﴾ قد شغلتكم
الاموال عن المال ، هذا الا ينبغي لكم لو انتم تعلمون ﴿٥١﴾ اطهروا قلوبكم
عن ذفر الدنيا مسرعين الى ملكوت ربكم فاطر الارض والسماء الذي به
ظهر الزلازل وناحت القبائل الا من نبذ الوري واخذ ما امر به في لوح
مكنون ﴿٥٢﴾ هذا يوم فيه فاز الكليم بانوار القديم وشرب زلال الوصال من
هذا القدح الذي به سجرت البحور ﴿٥٣﴾ قل تالله الحق ان الطور يطوف
حول مطلع الظهور ، والروح ينادى من الملكوت هلموا وتعالوا يا
ابناء الغرور ﴿٥٤﴾ هذا يوم فيه سرع كوم الله شوقاً للقائه وصاح الصهيبين
قد اتى الوعد وظهر ما هو المكتوب في الواح الله المتعال العزيز المحبوب
﴿٥٥﴾ يا معشر الملوك قد نزل الناموس الاكبر في المنظر الا نور وظهر كل
امر مستتر من لدن مالك القدر الذي به اتت الساعة وانشق القبر وفصل
كل امر محتوم ﴿٥٦﴾ يا معشر الملوك انتم المالك قد ظهر المالك باحسن الطراز
ويدعوكم الى نفسه المهيمن القيوم ﴿٥٧﴾ اياكم ان يمنعكم الغرور عن مشرق
الظهور او تمنج بكم الدنيا عن فاطر السماء قوموا على خدمة المقصود
الذي خلقكم بكلمة من عنده وجعلكم مظاهر القدرة لما كان وما يكون

كك١٤٦ اتالله لا نريد ان نتصرف في ممالككم بل جئنا لتصرف القلوب
 انها المنظر البهاء يشهد بذلك ملكوت الاسماء لو انتم تفقهون كك١٤٧
 والذي اتبع مولاه انه اعرض عن الدنيا كلها وكيف هذا المقام المحمود
 كك١٤٩ دعوا البيوت ثم اقبلوا الى الملكوت هذا ما يتفحكم في الآخرة و
 الاول يشهد بذلك مالك الجبروت لو انتم تعلمون كك١٥٠ اطوبى للملك
 قام على نصره امرى في ملكتي وانقطع عن سوائى انه من اصحاب السفينة
 الحمراء التي جعلها الله لاهل البهاء، ينبغي لكل ان يعزروه ويوقروه
 وينصروه ليفتح المدن بمقتيح اسمى المهيمن على من في ممالك
 الغيب والشهود كك١٥١ انه بمنزلة البصر للبشر والغرة الغراء لجبين
 الانشاء ورأس الكرم لجسد العالم انصروه يا اهل البهاء بالاموال و
 النفوس كك١٥٢ يا ملك النمسا كان مطلع نور الاحدية في سجن عكا
 اذ قصدت المسجد الاقصى مررت وما سألت عنه بعد اذ رفع به
 كل بيت وفتح كل باب منيف كك١٥٣ اقد جعلناه مقبل العالم لذكرى
 وانت نبذت المذكور اذ ظهر بملكوت الله رب العالمين
 كك١٥٤ اكنامحك في كل الاحوال ووجدناك متمسكا بالفرع غافلا
 عن الاصل ان ربك على ما اقول شهيد كك١٥٥ اقد اخذتنا الاحزان بما
 رأيناك تدور لا سمنا ولا تعرفنا امام وجهك، افتح البصر لتتظر
 هذا المنظر الكريم وتعرف من تدعوه في الليالى والايام وترى النور
 المشرق من هذا الافق اللامع كك١٥٦ قل يا ملك البرلين اسمع النداء
 من هذا الهيكل المبين انه لا اله الا انا الباقي الفرد القديم كك١٥٧ اياك
 ان يمنعك الغرور عن مطلع الظهور او يمجيك الهوى عن مالك

العرش والثرى كذلك ينصحك القلم الاعلى انه هو الفضال الكريم
 ١٨٨ اذكر من كان اعظم منك شأنًا واكبر منك مقاما اين هو و ما
 عنده انتبه ولا تكن من الراقدين ١٨٩ انه نبذ لوح الله ورائه اذا خبرناه
 بما ورد علينا من جنود الظالمين، لذا اخذته الذلة من كل الجهات
 الى ان رجع الى التراب بخسران عظيم ١٩٠ يا ملك تفكر فيه و فحى
 امثالك الذين سخرروا البلاد و حكموا على العباد قد انزلهم الرحمن من
 القصور الى القبور اعتبر وكن من المتذكرين ١٩١ انا ما اردنا منكم
 شيئًا انما ننصحك لوجه الله ونصير كما صبرنا بما ورد علينا منكم
 يا معشر السلاطين ١٩٢ يا ملوك امريقا و رؤساء الجمهور فيها اسمعوا
 ما تغن به الوراق على غصن البقاء انه لا اله الا انا الباقي الغفور
 الكريم ١٩٣ ازينوا هيكل الملك بطراز العدل والتقى و رأسه باكليل
 ذكر ربكم فاطر السماء كذلك يا مر كم مطلع الاسماء من لدن عليم حكيم
 ١٩٤ قد ظهر الموعد في هذا المقام المحمود الذى به ابتسم ثغر الوجود
 من الغيب والشهود، اغتنموا يوم الله ان لقائه خير لكم عما تطلع
 الشمس عليها ان انتم من العارفين ١٩٥ يا معشر الامراء اسمعوا
 ما ارتفع من مطلع الكبرياء انه لا اله الا انا الناطق العليم ١٩٦
 اجيروا الكسير بايادى العدل، وكسروا الصحيح الظالم بسياط
 اوامر ربكم الامر الحكيم ١٩٧ يا معشر الروم نسمع بينكم صوت اليوم
 اأخذكم سكر الهوى ام كنتم من الغافلين ١٩٨ يا ايتها التقطة الواقعة
 في شاطئ البحرين قد استقر عليك كرسى الظلم واشتعلت فيك نار
 البغضاء على شان ناح بها الملائة الاعلى والذين يطوفون حول كرسى

رفيع ٢٠٩ انرى فيك الجاهل يحكم على العاقل و الظلام يفتخر على النور
 وانك في غرور مبين ٢١٠ اغرتك زينتك الظاهرة سوف تفتنى ورب
 البرية و تتوح البنات و الارامل و ما فيك من القبائل كذلك
 ينبتك العليم الخبير ٢١١ يا شواهي نهر الدين قدر ايتاك مغطاة
 بالدماء بما سل عليك سيوف الجزاء و لك مرة اخرى و نسمع حنين
 البرلين و لو انها اليوم على عزميين ٢١٢ يا ارض الطاء لا تحزني من شيء
 قد جعلك الله مطلع فرح العالمين ٢١٣ لو يشاء يبارك سريرك
 بالذي يحكم بالعدل و يجمع اغنام الله التي تفرقت من الذئاب انه
 يواجه اهل البهاء بالفرح و الا نيساط الا انه من جوهر الخلق لدى
 الحق عليه بهاء الله و بهاء من في ملكوت الامر في كل حين ٢١٤ افرحي
 بما جعلك الله افق التور بما ولد فيك مطلع الظهور و سميت بهذا
 الاسم الذي به لاح نير الفضل و اشرفت السموات و الارضون
 ٢١٥ سوف تنقلب فيك الامور و يحكم عليك جمهور الناس ان
 ربك لهو العليم المحيط ٢١٦ اطمئني بفضل ربك انه لا تنقطع
 عنك لوظات الا لطاف سوف ياخذك الاطمئتان بعد الاضطراب
 كذلك قضى الامر في كتاب يدريح ٢١٧ يا ارض الخاء نسمع فيك
 صوت الرجال في ذكر ربك الغنى المتعال طوبى ليوم فيه تنصب
 رايات الاسماء في ملكوت الانشاء باسمي الابهي يومئذ يفرح
 المخلصون بنصر الله و ينوح المشركون ٢١٨ ليس لاحد ان يعترض
 على الذين يحكمون على العباد دعوا لهم ما عندهم و توجهوا الى
 القلوب ٢١٩ يا بحر الا عظم رش على الامم ما امرت به من لدن

مالك القدم وزين هياكل الانام بطراز الاحكام التي بها تفرح القلوب
 وتقر الخيون ^{٢١٠} والذي تملك مائة مثقال ذهب فتسعة عشر
 مثقالا لله فاطر الارض والسماء، اياكم يا قوم ان تمنعوا انفسكم عن
 هذا الفضل العظيم ^{٢١١} قد امرناكم بهذا بعد اذ كنا غنياً عنكم وعن
 كل من في السموات والارضين ان في ذلك لحكم ومصالح لم يحط بها
 علم احد الا الله العالم الخبير ^{٢١٢} قل بذلك اذ اردت تطهير اموالكم و
 تقربكم الى مقامات لا يدركها الا من شاء الله انه لهو الفضال
 العزيز الكريم ^{٢١٣} يا قوم لا تخونوا في حقوق الله ولا تصرفوا فيها
 الا بعد اذنه كذلك قضى الامر في الاواح وفي هذا اللوح المنيع ^{٢١٤}
 من خان الله يخان بالعدل والذي عمل بما امر ينزل عليه البركة
 من سماء عطاء ربه الفياض المعطى الباذل القديم ^{٢١٥} انه اراد لكم
 ما لا تعرفونه اليوم، سوف يعرفه القوم اذا طارت الارواح وطويت
 زرابي الاقراح كذلك يذكركم من عنده لوح حفيظ ^{٢١٦} قد حضرت
 لدى العرش عرائض شتى من الذين آمنوا وسئلوا فيها الله رب ما
 يرى وما لا يرى رب العالمين لذا نزلنا اللوح وزيناه بطراز الامر لعل
 الناس باحكام ربهم يعملون ^{٢١٧} وكذلك سئلنا من قبل فخب
 سنين متواليات و امسكنا القلم حكمة من لدنا الى ان حضرت
 كتب من انفس معدودات في تلك الايام لذا اجبتاهم بالحق بما
 تحي به القلوب ^{٢١٨} قل يا معشر العلماء لا تنزوا كتاب الله بما
 عندكم من القواعد والعلوم انه لقسطاس الحق بين الخلق قد
 يوزن ما عند الامم بهذا القسطاس الاعظم وانه ينفسه لو

انتم تعلمون ٢١٩ تبكى عليكم عين عنايتي لانكم ما عرفتم الذي
 دعوتموه في العشي والاشراق وفي كل اصيل وبكور ٢٢٠ توجهوا يا
 قوم بوجوه بيضاء وقلوب نورا الى البقعة المباركة الحمراء التي
 فيها تنادي سدرة المنتهى انه لا اله الا انا المهيمن القيوم ٢٢١
 يا معشر العلماء هل يقدر احد منكم ان يستن معي في ميدان
 الكاشفة والعرفان او يجول في مضمار الحكمة والتيان، لا وربي
 الرحمن كل من عليها فان وهذا وجه ربكم العزيز المحبوب ٢٢٢ يا
 قوم انا قدرنا العلوم لعرفان المعلوم وانتم احتجبتكم بها عن
 مشرقها الذي به ظهر كل امر مكنون ٢٢٣ لو عرفتم الافق الذي
 منه اشرفت شمس الكلام لتبذتم الا نام وما عندهم واقيلتم
 الى مقام محمود ٢٢٤ قل هذه سماء فيها كنز ام الكتاب بلوا انتم
 تعقلون ٢٢٥ هذا هو الذي به صاححت الصخرة، ونادت السدرة
 على الطور المرتفع على الارض المباركة الملك لله الملك العزيز الودود
 ٢٢٦ انا ما دخلنا المدارس وما طالعنا المباحث، اسمعوا ما يدعوكم به
 هذا الاهي الى الله الابدى انه خير لكم عما كنز في الارض لو انتم
 تفقهون ٢٢٧ ان الذي ياول ما نزل من سماء الوحي وينخرجه عن
 الظاهر انه ممن حرف كلمة الله العليا وكان من الاخسرين
 في كتاب مبين ٢٢٨ قد كتب عليكم تقليم الاظفار، والدخول في ماء
 يحيط هياكلكم في كل اسبوع، وتنظيف ابدانكم بما استعملتموه
 من قبل، اياكم ان تمنعكم الغفلة عما امرتم به من لدن عزيز عظيم ٢٢٩
 ادخلوا ماء بركرا والمستعمل منه لا يجوز الدخول فيه ٢٣٠ اياكم ان

تقربوا خزائن حمائم العجم من قصدها وجد رآمتها المنتنة
قبل ورده فيها، تمنىوا يا قوم ولا تكونن من الصاغرين ^{٢٣٣١} انه
يشبه بالصديد والغسلين ان انتم من الغارقين ^{٢٣٣٢} وكذالك
حياضهم المنتنة اتركوها وكونوا من المقدسين ^{٢٣٣٣} انا اردنا
ان نراكم مطاهر الفردوس في الارض ليتضوع منكم ما تقرح به
افئدة المقربين ^{٢٣٣٤} والذي يصب عليه الماء ويغسل به يدنه
خير له ويكفيه عن الدخول، انه اراد ان يسهل عليكم الامر فضلا
من عنده لتكونوا من الشاكرين ^{٢٣٣٥} قد حرم عليكم ازواج ابائكم،
انا نستحي ان نذكر حكم الخلمان، اتقوا الرحمن ياملاً الامكان ولا
ترتكبوا ما نهيتم عنه في اللوح ولا تكونوا في هيماء الشهوات من
الهائمين ^{٢٣٣٦} ليس لاحد ان يحرك لسانه امام الناس اذ يمشى
في الطرق والاسواق بل ينبغي لمن اراد الذكر ان يذكر في مقام
بنى لذكر الله او في بيته هذا القرب بالخلوص والتقوى كذلك
اشرفت شمس الحكم من افق البيان طوبى للعاملين ^{٢٣٣٧} قد فرض
لكل نفس كتاب الوصية، وله ان يزين رأسه بالاسم الاعظم
ويعترف فيه بوحدانية الله في مظهر ظهوره ويذكر فيه ما اراد من
المعروف ليشهد له في عوالم الامر والخلق ويكون له كنزاً عند ربه
الحافظ الامين ^{٢٣٣٨} قد انتهت الاعياد الى العيدين الاعظمين،
اما الاول ايام قيها تجلى الرحمن على من في الامكان باسمائه الحسنى
وصفاته العلييا والاخر يوم فيه يعثنا من يشر الناس بهذا الاسم
الذي به قامت السموات ومحشر من في السموات والارضيين ^{٢٣٣٩}

والآخرين في يومين كذلك قضى الامر من لدن امر عليم ^{٢٢٧٠} طوبى لمن
 فاز باليوم الاول من شهر البها الذي جعله الله لهذا الاسم
 العظيم ^{٢٢٧١} طوبى لمن يظهر فيه نعمة الله على نفسه انه ممن اظهر
 شكرا لله بفعله المدل على فضله الذي احاط العالمين ^{٢٢٧٢} قل انه
 لصدر الشهور ومبدئها وفيه تفرجة الحياة على الممكتات، طوبى
 لمن ادركه بالروح والريحان تشهداته من الفائزين ^{٢٢٧٣} قل ان العبد
 الاعظم لسلطان الاعياد اذكروا يا قوم نعمة الله عليكم اذ كنتم
 رقداً اي قظكم من نسمات الوحي وعرفكم سبيله الواضح المستقيم
^{٢٢٧٤} اذا مرضتم ارجعوا الى الحذاق من الاطباء انا ما رفعتنا الاسباب
 بل اثبتناها من هذا القلم الذي جعله الله مطلع امره المشرق
 المتير ^{٢٢٧٥} قد كتب الله على كل نفس ان يحضر لدى العرش بما
 عنده مما لا عدل له، انا عفونا عن ذلك فضلا من لدنا انه
 لهو المعطى الكريم ^{٢٢٧٦} طوبى لمن توجه الى مشرق الازكار في
 الاسعار ذكراً متذكراً مستغفراً، واذا دخل يقعد صامتاً لا صغاء
 آيات الله الملك العزيز الحميد ^{٢٢٧٧} قل مشرق الازكار انه كل بيت
 بنى لذكرى في المدن والقرى، كذلك سمي لدى العرش ان انتم من
 العاوفين ^{٢٢٧٨} والذين يتلون آيات الرحمن باحسن الالمان اولئك
 يدركون منها ما لا يعادله ملكوت السموات والارضين و
 بها يجدون عرف عوالمى التي لا يعرفها اليوم الا من اوتى البصر
 من هذا المنظر الكريم ^{٢٢٧٩} قل انها تجذب القلوب الصافية الى
 العوالم الروحانية التي لا تحير بالعبارة ولا تتشرب بالاشارة طوبى

للسامعين ٢٥٠ انصروا يا قوم اصفيائي الذين قاموا على ذكرى بين خلقى
 وارتفاع كلمتى في مملكتى ، اولئك انجم سماء عنايتى ومصاييح هدايتى
 للخلائق اجمعين ٢٥١ والذى يتكلم بغير ما نزل فى الواحى انه ليس
 متى ، اياكم ان تتبعوا كل مدع اثيم ٢٥٢ قد زيتت الاواح بطراز ختم
 فالتق الاصباح الذى ينطق بين السموات والارضين ، تمسكوا بالعروة
 الوثقى وحبلى امرى المحكم المتين ٢٥٣ قد اذن الله لمن اراد ان يتعلم
 اللسنة المختلفة ليلبغ امر الله شرق الارض وغربها ويذكره بين
 الدول والملل على شان تنجذب به الافئدة ويمحى به كل عظم رهيم ٢٥٤
 ليس للعاقل ان يشرب ما يذهب به العقل ، وله ان يعمل ما
 ينبغى للانسان لا ما يرتكبه كل غافل مريب ٢٥٥ زينوارؤسكم باكليل
 الامانة والوفاء وقلوبكم برداء التقوى والسنتكم بالصدق الخالص و
 هياكلكم بطراز الآداب كل ذلك من سجية الانسان لو انتم من
 المتبصرين ٢٥٦ يا اهل اليهات تمسكوا بحبل العبودية لله الحق بها
 تظهر مقاماتكم وتثبت اسمائكم وترتفع مراتبكم واذكاركم فى لوح حفيظ
 اياكم ان يمنعكم من على الارض عن هذا المقام العزيز الرفيع ٢٥٧ قد
 وصيناكم بها فى اكثر الاواح وفى هذا اللوح الذى لاح من افقه نير
 احكام ربكم المقتدر الحكيم ٢٥٨ اذا غيض بحر الوصال وقضى كتاب
 المبدء فى المال توجهوا الى من اراده الله الذى انشعب من هذا
 الاصل القديم ٢٥٩ فانظروا فى الناس وقلة عقولهم يطليون ما يضرهم
 ويتركون ما ينفعهم الا انهم من الهائمين ٢٦٠ انا نرى بعض الناس
 ارادوا الحرية ويفتخرون بها اولئك فى جهل مبين ، ان الحرية تنتهى

عواقبها الى الفتنة التي لا تخمد نارها كذلك يجبركم المحصى العليم
 ٢٤١ فاعلموا ان مطالع الحرية ومظاهرها هي الحيوان ، وللانسان ينبغي
 ان يكون تحت سنن تحفظه عن جهل نفسه وضرر الماكرين ٢٤٢ ان
 الحرية تخرج الانسان عن شؤون الادب والوقار وتجعله من الارذلين
 ٢٤٣ فانظروا الخلق كالاعتماد لا بد لها من راع ليحفظها ان هذا الحق
 يقين ، انا نصدقها في بعض المقامات دون الاخرانا كنا عالمين
 ٢٤٤ اقل الحرية في اتباع او امرى لو انتم من العارفين ٢٤٥ لو اتبع الناس
 ما نزلناه لهم من سماء الوحي ليجدون انفسهم في حرية بحثة طوبى لمن
 عرف مراد الله فيما نزل من سماء مشيئة المهيمنة على العالمين ٢٤٦ اقل
 الحرية التي تنفعكم انها في العبودية لله الحق والذي وجد حلاقتها الا
 يبدها بملكوت ملك السموات والارضين ٢٤٧ احرم عليكم السؤال
 في البيان ، عفا الله عن ذلك لتسئلوا ما تحتاج به انفسكم لا ما تكلم
 به رجال قبلكم اتقوا الله وكونوا من المتقين ٢٤٨ اسئلوا ما ينفعكم في
 امر الله وسلطانه قد فتح باب الفضل على من في السموات والارضين
 ٢٤٩ ان عدة الشهور تسعة عشر شهرا في كتاب الله قد زين اولها بهذا
 الاسم المهيم على العالمين ٢٥٠ قد حكم الله دفن الاموات في البلور
 والاحجار المتنعة او الاخشاب الصلبة اللطيفة ووضع الخواتيم
 المنقوشة في اصابعهم انه هو المقتدر العليم ٢٥١ يكتب للرجال ، و
 لله ما في السموات والارض وما بينهما وكان الله بكل شئ عليما
 ٢٥٢ وللورقات ، ولله ملك السموات والارض وما بينهما وكان الله
 على كل شئ قديرا ٢٥٣ هذا ما نزل من قبل وينادي نقطة البيان ويقول

يا محبوب الامكان انطق في هذا المقام بما تتصوّع به نقحات الطافك
 بين العالمين ﴿٢٤٣﴾ انا اخبرنا الكل بان لا يعادل بكلمة منك ما نزل
 في البيان انك انت المقتدر على ما تشاء لا تمنع عبادك عن فيوضات
 بحر رحمتك انك انت ذو الفضل العظيم ﴿٢٤٥﴾ قد استجبنا ما اراده
 انه هو المحبوب المحيبي ﴿٢٤٦﴾ لو بنقش عليها ما نزل في المئين من لدى
 الله انه خير لهم ولهن انا كنا حاكمين ﴿٢٤٧﴾ قد بدئت من الله و
 رجعت اليه منقطعا عما سواه و متمسكا باسمه الرحمن الرحيم ﴿٢٤٨﴾
 كذلك يختص الله ما يشاء بفضل من عنده انه هو المقتدر القدير ﴿٢٤٩﴾
 وان تكفوه في خمسة اثواب من الحرير او القطن ، من لم يستطع يكتفى
 بواحدة منهما كذلك قضى الامر من لدن عليم خبير ﴿٢٥٠﴾ احرم عليكم نقل
 الميت ازيد من مسافة ساعة من المدينة ادفنوه بالروح والريحان
 في مكان قريب ﴿٢٥١﴾ قد رفع الله ما حكم به البيان في تحديد الاستقار انه
 هو المختار يفعل ما يشاء ويحكم ما يريد ﴿٢٥٢﴾ يا ملائكة انشاء اسمعوا نداء
 مالك الاسماء انه يناديكم من شطر سجنه الاعظم انه لا اله الا انا
 المقتدر المتكبر المتسخر المتعالي العليم الحكيم ، انه لا اله الا هو المقتدر
 على العالمين لو يشاء يأخذ العالم بكلمة من عنده ، اياكم ان تتوقفوا في
 هذا الامر الذي خضع له الملائكة الاعلى واهل مدائن الاسماء اتقوا الله
 ولا تكونن من المحدث جبين ﴿٢٥٣﴾ احرقوا الحجيات بنا رحبي والسبحات
 بهذا الاسم الذي به سخرنا العالمين ﴿٢٥٤﴾ و ارفعن البيتين في المقامين
 والمقامات التي فيها استقر عرش ربكم الرحمن كذلك يا امركم مولى العارفين
 ﴿٢٥٥﴾ اياكم ان تمنعكم شؤونات الارض عما امرتم به من لدن قوى امين ،

كونوا مظاهرا لاستقامة بين البرية على شان لا تمنعكم شبهات الذين
 كفروا بالله اذ ظهر بسلطان عظيم ^{٢٨٦} اياكم ان يمنعكم ما نزل في
 الكتاب عن هذا الكتاب الذي ينطق بالحق انه لا اله الا انا العزيز
 الحميد ^{٢٨٤} انظروا بعين الانصاف الى من اتى من سماء المشيئة و
 الاقتدار ولا تكونن من الظالمين ^{٢٨٨} ثم اذكروا ما جرى من قلم مبشري
 في ذكر هذا الظهور وما ارتكبه اولوا الطغيان في ايامه الا انهم من
 الاخسرين، قال ان ادركتم ما نظره انتم من فضل الله تسألون ليعن
 عليكم باستوائه على سرائركم فان ذلك عزم متنع منيع ان يشرب كأس
 ماء عندكم اعظم من ان تشر بن كل نفس ماء وجوده بل كل شئ يا
 عبادي تدركون هذا ما نزل من عنده ذكر النفسى لو انتم تعلمون ^{٢٨٩}
 والذي تفكر في هذه الايات واطلع بما ستر فيهن من الداء الى الخزونة
 تالله انه يجد عرف الرحمن من شطر السجود ويسرع بقلبه اليه باشتياق
 لا تمنعه جنود السموات والارضين ^{٢٩٠} قل هذا لظهور يطوف
 حوله الحجية والبرهان كذلك انزله الرحمن ان انتم من المنصفين ^{٢٩١}
 قل هذا روح الکتب قد نفتح به في القلم الاعلى وانصعق من في الانشاء
 الا من اخذته تفعات رحمتي وفوحات الطاني المهيمنة على العالمين
^{٢٩٢} يا ملاء البيان اتقوا الرحمن ثم انظروا ما انزله في مقام اخر قال
 انما القبلة من يقهره الله متى ينقلب تنقلب الي ان يستقر كذلك
 نزل من لدن مالك القدر اذ اراد ذكر هذا المنظر الاكبر تفكروا بما ترون
 ولا تكونن من الغافلين ^{٢٩٣} لو تنكرون وندبوا هو كما الى اية تبلى
 تترجھون يا معشر الغافلين، تفكروا في هذه الاية ثم انصقوا بالله

لعل تجدون لثألي الاسرار من البحر الذي تموج باسمي العزيز المنيع ٢٩٢
 ليس لاحد ان يتمسك اليوم الا بما ظهر في هذا الظهور، هذا حكم
 الله من قبل ومن بعد وبه زين صحف الاولين ٢٩٥ هذا ذكر الله من
 قبل ومن بعد قد طرزه ديباج كتاب الوجود ان انتم من الشاعرين
 هذا امر الله من قبل ومن بعد اياكم ان تكونوا من الصاغرين ٢٩٦
 لا يغنيكم اليوم شيء وليس لاحد مهرب الا الله العليم الحكيم ٢٩٧
 من عرفني فقد عرف المقصود، من توجه الي قد توجه الى ٢٩٨
 المعبود كذلك فصل في الكتاب وقضى الامر من لدى الله رب العالمين
 من يقرأ آية من آياتي لتبيله من يقرأ كتب الاولين والآخرين ٢٩٩
 هذا بيان الرحمن ان انتم من السامعين ٣٠٠ قل هذا حق العلم لو
 انتم من العارفين ٣٠١ ثم انظروا ما نزل في مقام آخر لعل تدعون ما
 عندهم مقبلين الى الله رب العالمين، قال لا يحمل الاقتران ان لم يكن
 في البيان وان يدرخل من احد يجرم على الاخر ما يملك من عنده
 الا وان يرجع ذلك بعد ان يرفع امر من يظهر بالمحق او ما قد ظهر
 بالعدل وقبل ذلك فلتنقر بن لعنكم بذلك امر الله ترفعون، كذلك
 تغردت الورقاء على الافتان في ذكر ربها الرحمن طويي للسامعين ٣٠٢
 ياملوا البيان اقسامكم بربكم الرحمن بان تنظروا فيما نزل بالمحق بعين
 الانصاف ولا تكونن من الذين يرون برهان الله وينكرونه الا
 منهم من الهالكين ٣٠٣ قد صرح نقطة البيان في هذه الآية
 بارتفاع امرى قبل امره يشهد بذلك كل منصف عليم، كما ترونه
 اليوم انه ارتفع على شان لا ينكره الا الذين سكرت ابصارهم

في الاولى وفي الاخرى لهم عذاب مهين ^{٣٠٢} قل تالله اني لمحبوبه
 والآن يسمع ما ينزل من السماء الوحي ويتوح بما ارتكبتهم في ايامه
 خافوا الله ولا تكونن من المعتدين ^{٣٠٥} قل يقوم ان لن تؤمنوا به لا
 تعترضوا عليه تالله يكفي ما اجتمع عليه من جنود الظالمين ^{٣٠٦}
 انه قد انزل بعض الاحكام لئلا يتسرك القلم الاعلى في هذا الظهور
 الاعلى ذكر مقاماته العلييا ومنظره الاسنى وانما اردنا الفضل
 فصلناها بالحق وحققتنا ما اردناه لكم انه هو الفضال الكريم ^{٣٠٧} قد
 اخبركم من قبل بما ينطق به هذا الذكر الحكيم ، قال وقوله الحق انه
 ينطق في كل شان انه لا اله الا انا الفرد الواحد العليم الخبير ^{٣٠٨} هذا
 مقام خصه الله لهذا الظهور الممتنع البديع ^{٣٠٩} هذا من فضل الله
 ان انتم من العارفين ^{٣١٠} هذا من امره المبرم واسمه الاعظم و
 كلمته العلييا ومطلع اسمائه الحسنى لو انتم من العالمين ^{٣١١} بل به
 تظهر المطالع والمشارق تفكروا يا قوم فيما نزل بالحق وتدرؤا فيه
 ولا تكونن من المعتدين ^{٣١٢} عاشروا مع الاديان بالروح والريحان
 ليجدوا منكم عرف الرحمان اياكم ان تاخذكم حية الجاهلين
 بين البرية كل بدء من الله ويعود اليه انه لمبدء الخلق ومرجع
 العالمين ^{٣١٣} اياكم ان تدخلوا بيوتا عند فقدان صاحبه الا بعد اذنه
 تمسكوا بالمعروف في كل الاحوال ولا تكونن من الغافلين ^{٣١٤}
 قد كتب عليكم تزكية الاقوات وما دونها بالزكاة هذا ما حكم به
 منزل الآيات في هذا الرق المنيع ، سوف نفصل لكم نصابها اذا
 شاء الله و اراد انه يفصل ما يشاء بعلم من عنده انه لهو العلام

الحكيم ^{٣١٥} لا يجعل السؤال ، ومن سئل حرم عليه العطاء ، قد كتب
 على الكل ان يكسب والذي عجز فللو كلاء والا فنياء ان يعينوا
 له ما يكفيه ، اعلوا حدود الله وسنته ثم احفظوها كما تحفظون
 اعينكم ولا تكونن من المناسرين ^{٣١٦} قد منعتهم في الكتاب عن
 الجدال والنزاع والضرب وامتثالها مما تمزق به الاقئدة والقلوب
 من يحزن احدا فله ان ينفق تسعة عشر مثقالا من الذهب هذا
 ما حكم به مولى العالمين ^{٣١٧} انه قد عفا ذلك عنكم في هذا الظهور
 ويوصيكم بالبر والتقوى امر من عنده في هذا اللوح المنير ^{٣١٨} لا
 ترضوا الاحد ما لا ترضونه لا نفسكم اتقوا الله ولا تكونن من
 المتكبرين ^{٣١٩} كلكم خلقتم من الماء وترجعون الى التراب تفكروا
 في عواقبكم ولا تكونن من الظالمين ^{٣٢٠} اسمعوا ما تتلو السدرة عليهم
 من آيات الله انها لقسطاس الهدى من الله رب الاخرة والاولى وبها
 تطير النفوس الى مطلع الوحي وتستنضيء افئدة المقيدين ^{٣٢١} تلك
 حدود الله قد فرضت عليكم ، وتلك اوامر الله قد امرتم بها في اللوح
 اعملوا بالروح والريحان هذا خير لكم ان انتم من العارفين ^{٣٢٢} اتلوا
 آيات الله في كل صباح ومساء ان الذي لم يتل لم يوف يعهد الله
 وميثاقه والذي اعرض عنها اليوم انه ممن اعرض عن الله في
 ازل الا زال اتقن الله يا عبادي كلكم اجمعون ^{٣٢٣} الا تغربكم كثرة
 القراءة والاعمال في الليل والنهار لو يقرأ احد آية من الآيات بالروح
 والريحان خير له من ان يتلوا بالكسالة صحف الله المهيم من القيوم
^{٣٢٤} اتلوا آيات الله على قدر لا تاخذكم الكسالة والاحزان ولا

تحملوا على الأرواح ما يكسلها ويثقلها، بل ما يخففها لتطيرها بجنحة
 الآيات إلى مطلع البيئات هذا اقرب إلى الله لو أنتم تحفلون ^{٣٢٥}
 علموا ذرياتكم ما نزل من سماء العظمة والاعتدال ليقرأوا الواح
 الرحمن يا حسن الإلحان في الغرف المبنية في مشارق الأذكار ^{٣٢٦} ان
 الذي أخذه جذب محبة اسمي الرحمن أنه يقرأ آيات الله على شان
 تنجذب به أفئدة الراقيدين ^{٣٢٧} هنيئاً لمن شرب رحيق الحيوان
 من بيان ربه الرحمن بهذا الاسم الذي به تسف كل جبل بأذخ رفيع
 كتب عليكم تجديد أسباب البيت بعد انقضاء تسع عشرة
 سنة كذلك قضى الأمر من لدن عليم خير، أنه أراد تلطيفكم وما
 عندهم اتقوا الله ولا تكونن من الخافلين ^{٣٢٨} والذي لم يستطع
 عفا الله عنه أنه هو الغفور الكريم ^{٣٢٩} اغسلوا أرجلكم كل يوم في
 الصيف وفي الشتاء كل ثلاثة أيام مرة واحدة، ومن اغتساظ
 عليكم قابلوه بالرفق والذي زجركم لا تزجروه دعوه بنفسه وتوكلوا على
 الله المنتقم العادل القدير ^{٣٣٠} قد منعتهم عن الارتقاء إلى المنابر من
 أراد ان يتلوا عليكم آيات ربه فليقعده على الكرسي الموضوع على السرير
 ويذكر الله ربه ورب العالمين ^{٣٣١} قد أحب الله جلوسكم على السرائر
 والكراسي لعز ما عندهم من حب الله ومطلع أمره المشرق المنير ^{٣٣٢}
 حرم عليكم الميسر والافيون اجتنبوا يا معشر الخلق ولا تكونن من
 المتجاوزين ^{٣٣٣} اياكم ان تستعملوا ما تكسل به هياكلكم ويضر
 ابدانكم، انا ما اردنا لكم إلا ما ينفعكم يشهد بذلك كل الاشياء
 لو انتم تسمعون ^{٣٣٤} اذا دعيتم إلى الولائم والعزائم اجيبوا

بالفرج والانبساط والذي وفي يا اوعدا انه آمن من الوعيد ، هذا اليوم
 فيه فصل كل امر حكيم ^{٣٣٣٤} قد ظهر سر التنكيس لرهن الرئيس طوبى
 لمن ايد الله على الاقرار بالستة التي ارتفعت بهذا الالف القائمة
 الا انه من المخلصين ^{٣٣٣٥} ^{٣٣٣٦} من ناسك اغرض وكم من تارك اقبل
 وقال لك الحمد يا مقصود العالمين ^{٣٣٣٧} ان الامر بيد الله يعطى من
 يشاء وما يشاء ، ويمتح عن يشاء ما اراد ، يعلم خافية القلوب وما
 يتحرك به اعين الالمنين ^{٣٣٣٨} ^{٣٣٣٩} من غافل اقبل يا مخلص اعدناه
 على سرير القبول ، وكم من عاقل رجعتنا الى النار عدلا من عندنا انا كنا
 حاكبين ^{٣٣٤٠} انه لظهر بفعل الله ما يشاء والمستقر على شرف يحكم
 ما يريد ^{٣٣٤١} طوبى لمن وجد عرف المعاني من اثر هذا القلم الذي اذا
 تحرك فاجت نسمة الله فيما سواه واذا توقف ظهرت كيتونة
 الاطمئنان في الامكان تعالى الرحمن مظهر هذا الفضل العظيم
^{٣٣٤٢} قل بما حمل الظلم ظهر العدل فيما سواه وبما قيل الذلة لاح عن
 الله بين العالمين ^{٣٣٤٣} ^{٣٣٤٤} احرم عليكم حمل آلات الحرب الا حين الضرورة
 واحل لكم لبس الحرير ^{٣٣٤٥} قد رفع الله عنكم حكم الحد في لباس و
 اللحي فضلا من عنده انه هو الامر العليم ، اعملوا ما لا تنكره العقول
 المستقيمة ، ولا تجعلوا انفسكم ملعب الجاهلين ، طوبى لمن تزين
 بطراز الادب والاخلاق انه ممن نصر به بالعمل الواضح المبين
^{٣٣٤٦} عمرواديار الله وبلاده ثم اذكروه فيها بترنمات المقربين ، انما
 تعمر القلوب باللسان كما تعمر البيوت والديار باليد واسباب اخر
 قد قدرنا لكل شئ سببا من عندنا تمسكوا به وتوكلوا على الحكيم

الغيبين ﴿٣٢٤﴾ طوبى لمن اقربا لله وآياته واعترف بانه لا يسئل عما
 يفعل هذه كلمة قد جعلها الله طراز الحقائق واصلاها وبها يقبل
 عمل العاملين ﴿٣٢٤﴾ اجعلوا هذه الكلمة نصب عيونكم لئلا تنزلكم
 اشارات المعرضين ﴿٣٢٨﴾ لو يجمل ما حرم في ازل الازال او بالعكس
 ليس لاحدان يعترض عليه والذي توقف في اقل من آن انه من
 المعتدين ﴿٣٢٩﴾ والذي ما فاز بهذا الاصل الاسنى والمقام الاعلى تحركه
 ارياح التشبهات وتقلبه مقالات المشركين ﴿٣٥٠﴾ من فاز بهذا الاصل
 قد فاز بالاستقامة الكبرى، حيد هذا المقام الابهي الذي يذكره
 زين كل لوح منيع، كذلك يعلمكم الله ما يخلصكم عن الريب و
 الحيرة وينجيكم في الدنيا والاخرة انه هو الغفور الكريم ﴿٣٥١﴾ هو
 الذي ارسل الرسل وانزل الكتب الا انه لا اله الا انا العزيز الحكيم
 ﴿٣٥٢﴾ يا ارض الكاف والراء انا نراك على ما لا يحبه الله ونرى منك ما
 لا اطلع به احد الا الله العليم الخبير، ونجد ما يمر منك في سرا السر
 عندنا علم كل شيء في لوح سبين ﴿٣٥٣﴾ لا تخزني بذلك سوف يظهر الله فيك
 اولى بأس شديد يذكروننى باستقامة لا تمنعهم اشارات العلماء ولا
 تحجبهم شبهات المربيين، اولئك ينظرون الله يا عينتهم وينصرونه
 بانفسهم الا انهم من الراسخين ﴿٣٥٤﴾ يا معشر العلماء لما نزلت الآيات
 وظهرت البيئات رأيناكم خلف الحجبات ان هذه الاشياء عجائب ﴿٣٥٥﴾
 قد افتحتم باسمي وغفلتم عن نفسي اذ اتى الرحمن بالحجة والبرهان،
 انخرقنا الاحجاب اياكم ان تحجبوا الناس بحجاب آخر، كسر واسلاسل
 الاوهام باسم مالك الانام ولا تكونن من الخادعين ﴿٣٥٦﴾ اها اقبلتم الى

الله ودخلتم هذا الامر لا تفسدوا فيه ولا تقيسوا كتاب الله باهواكم هذا
 نصح الله من قبل ومن بعد يشهد بذلك شهداء الله واصفيائه انا كل له
 شاهدون ^{٣٥٤} اذكروا الشيخ الذي سمي بمحمد قبل حسن وكان من اعلم
 العلماء في عصره لما ظهر الحق اعرض عنه هو وامثاله واقبل الى الله من ينقي
 القبح والشعين وكان يكتب على زعمه احكام الله في الليل والنهار و
 لما اتى المختار ما نفعه حرف منها لو نفعه لم يعرض عن وجهه به انارت
 وجوه المقربين ^{٣٥٥} لو آمنتم بالله حين ظهوره ما عرض عنه الناس وما
 ورد علينا ما ترونه اليوم اتقوا الله ولا تكونون من الغافلين ^{٣٥٦}
 اياكم ان تمنعكم الاسماء عن مالكم او يحجبكم ذكر عن هذا الذكر الحكيم
^{٣٥٧} استعيذوا بالله يا معشر العلماء ولا تجعلوا انفسكم حجابا بيني و
 بين خلقي كذلك يعظكم الله ويامركم بالعدل لئلا تحبط اعمالكم وانتم
 غافلون ^{٣٥٨} ان الذي اعرض عن هذا الامر هل يقدر ان يثبت حقا في
 الابداع ولا ومالك الاختراع ولكن الناس في حجاب مبين ^{٣٥٩} قل
 به اشرق شمس الحجة ولا ح نير البرهان لمن في الامكان اتقوا الله
 يا اولي الابصار ولا تتكفروا ^{٣٦٠} اياكم ان يسنعكم ذكر النبي عن هذا النبأ
 الاعظم او الولاية عن ولاية الله المهيمنة على العالمين ^{٣٦١} قد خلق
 كل اسم بقوله وعلق كل امر باسم المبرم العزيز البديع ^{٣٦٢} قل هذا يوم
 الله لا يذكر فيه الا نفسه المهيمنة على العالمين ^{٣٦٣} هذا امر اضربنا
 منه ما عندكم من الالهام والتماثيل ^{٣٦٤} قد نرى منكم من يأخذ الكتاب
 ويستدل به على الله كما استدل كل ملة بكتابتها على الله المهيمن القيوم
 قل تالله الحق لا تخفيكم اليوم كتب العالم ولا ما فيه من الصحف الا

بهذا الكتاب الذي ينطق في قطب الابداع انه لا اله الا انا العليم الحكيم
 ٣٦٨ يا معشر العلماء اياكم ان تكونوا سبب الاختلاف في الاطراف كما كنتم
 طلة الاعراض في اول الامر اجمعوا الناس على هذه الكلمة التي بها
 صاحت الحصاة الملك لله مطلع الآيات كذلك يعظكم الله فضلا من
 عنده انه هو الغفور الكريم ٣٦٩ اذكروا الكريم اذ دعونا الى الله انه
 استكبر بما اتبع هواه بعد اذ ارسلنا اليه ما قرئت به عين البرهان في
 الامكان وتمت حجة الله على من في السموات والارضين ٣٧٠ انا امرنا
 بالاقبال فضلا من الغنى المتعال انه ولي مدبر الى ان اخذته بانيية
 العذاب عدلا من الله انا كنا شاهدين ٣٧١ اخرقن الاحجاب على شان
 يسمع اهل الملكوت صوت خرقتها هذا امر الله من قبل ومن بعد طوبى
 لمن عمل بما امر ويل للتاركين ٣٧٢ انا ما اردنا في الملك الا ظهور الله و
 سلطانه وكفى بالله تلي شهيدا ٣٧٣ انا ما اردنا في الملكوت الا علوا امر الله
 وثنائه وكفى بالله علي وكيفا ٣٧٤ انا ما اردنا في الجبروت الا ذكر الله
 وما نزل من عنده وكفى بالله معيننا ٣٧٥ طوبى لكم يا معشر العلماء في
 البهاء ، تالله انتم امواج البحر الا عظم وانجم سماء الفضل والوية النص
 بين السموات والارضين ، انتم مطالع الاستقامة بين البرية و
 مشارق البيان لمن في الامكان طوبى لمن اقبل اليكم ويل للعرضيين
 ٣٧٦ ينيغي اليوم لمن شرب رحيق الحيوان من يد الطاف ربه الرحمن
 ان يكون نباضا كالشريان في جسد الامكان ليتحرك به العالم و
 كل عظم رميم ٣٧٧ يا اهل الانشاء اذا طارت الورقاء عن ايك الثناء
 وقصدت المقصد الاقصى الا خفي ارجعوا ما لا عرفتموه من الكتاب

الى القرع المنشعب من هذا الاصل القويم ^{٣٤٨} يا قلم الاعلى تحرك على
 اللوح يا ذن ربك فاطر السماء ثم اذكر اذا اراد مطلع التوحيد مكتب
 التجريد لعل الاحرار يطلعن على قدر سم الابرة بما هو خلف الاستار
 من اسرار ربك العزيز العلام ^{٣٤٩} قل انا دخلنا مكتب المعاني والتبيان
 حين غفلة من في الامكان، وشاهدنا ما انزله الرحمن، وقبلنا ما
 اهداه لي من آيات الله المهيمن القيوم، وسمعنا ما شهد به في اللوح انا
 كنا شاهدين، واجبتاه بامر من عندنا انا كنا امرين ^{٣٥٠} يا ملا البيان
 انا دخلنا مكتب الله اذ انتم راقدون، ولا حظنا اللوح اذ انتم نامون
 تالله الحق قد قرأناه قبل نزوله وانتم غافلون ^{٣٥١} قد احطنا الكتاب
 اذ كنتم في الاصلاب، هذا ذكرى على قدركم لا على قدر الله يشهد
 بذلك ما في علم الله لو انتم تعرفون، ويشهد بذلك لسان الله لو انتم
 تفقهون، تالله لو انكشف الحجاب انتم تنصعقون ^{٣٥٢} اياكم ان
 تجادلوا في الله وامره انه ظهر على شان احاط ما كان وما يكون ^{٣٥٣} لو
 نتكلم في هذا المقام بلسان اهل الملكوت لنقول، قد خلق الله ذلك
 المكتب قبل خلق السموات والارض، ودخلنا فيه قبل ان يقترب
 الكاف بركنها النون ^{٣٥٤} هذا لسان عبادي في ملكوتي تفكروا فيما
 ينطق به لسان اهل جبروتي بما علمناهم علما من لدنا وما كان مستورا
 في علم الله وما ينطق به لسان العظمة والاقطار في مقامه المحمود
^{٣٥٥} ليس هذا امر تلعبون به باوهاكم وليس هذا مقام
 يدخل فيه كل جبان موهوم ^{٣٥٦} تالله هذا مضار المكاشفة و
 الاقطاع وميدان المشاهدة والارتفاع، لا يجول فيه الافوارس

الرحمن الذين نبذوا الامكان اولئك انصار الله في الارض ومشارك
الاقتدار بين العاملين ^{٣٨٤} اياكم ان يمنعكم ما في البيان عن ربكم
الرحمن ، تالله انه قد نزل لذكري لو انتم تعرفون ^{٣٨٨} لا يجد منه
المخلصون الا عرف حبي واسمى المهيمن على كل شاهد ومشهود ^{٣٨٩}
قل يا قوم توجهوا الى ما نزل من قلبي الاعلى ان وجدتم منه عرف
الله لا تعترضوا عليه ، ولا تمنعوا انفسكم عن فضل الله والطافه
كذلك ينصحكم الله انه هو الناصح العليم ^{٣٩٠} ما لا عرفتموه من
البيان فاسئلوا الله ربكم ورب آبائكم الاولين ^{٣٩١} انه لو يشاء
يبين لكم ما نزل فيه وما ستر في بحر كلماته من لثالي العلم و
الحكمة ، انه لهو المهيمن على الاسماء لا اله الا هو المهيمن القيوم
^{٣٩٢} قد اضطرب النظم من هذا النظم الاعظم ، واختلف
الترتيب بهذا البديع الذي ما شهدت عين الابداع شبهه ،
اعتنسوا في بحرياتي لعل تتطلعون بما فيه من لثالي الحكمة و
الاسرار ^{٣٩٣} اياكم ان توقفوا في هذا الامر الذي به ظهرت سلطنة
الله واقتداره ، اسرعوا اليه بوجوه بيضاء هذا دين الله من قبل
ومن بعد ، من اراد فليقبل ومن لم يرد فان الله لغني عن العالمين
^{٣٩٤} قل هذا القسطاس الهدى لمن في السموات والارض والبرهان
الاعظم لو انتم تعرفون ^{٣٩٥} قل به ثبت كل حجة في الاعصار
لو انتم توقنون ، قل به استغني كل فقير وتعلم كل عالم وعرج
من اراد الصعود الى الله ، اياكم ان تختلفوا فيه ، كونوا كالجبال
الرواسخ في امر ربكم العزيز الودود ^{٣٩٦} قل يا مطلع الاعراض وع

الاغماض ثم انطق بالحق بين الخلق ، تا الله قد جرت دموعي على خدودي
 بما اراك مقبلا الى هواك . ومعرضا عن خلقك وسواك ، اذكر فضل
 مولاك اذ ربيناك في الليالي والايام لغدومة الامر اتق الله وكن من
 الثائبين ^{٣٩٤} هبني اشتبه على الناس امرك ، هل يشتهي به على
 نفسك ، تحف عن الله ثم اذكر اذ كنت قائما لدى العرش و
 كتبت ما القيناك من آيات الله المهيمن المقتدر ^{٣٩٨} القدير
 اياك ان تمنعك الحمية عن شطر الاحدية توجه اليه و
 لا تحف من اعمالك انه يغفر من يشاء بفضله من عنده لا اله
 الا هو الغفور الكريم ^{٣٩٩} انما ننصحك لوجه الله ان اقبلت
 فلنفسك وان اعرضت ان ربك غني عنك وعن الذين اتبعوك
 بوجه مبين ^{٤٠٠} قد اخذ الله من اغواك فارجع اليه خاضعا
 خاشعا متذللا انه يكفر عنك سيئاتك ان ربك هو التواب
 العزيز الرحيم ^{٤٠١} هذا نصح الله لو انت من السامعين ،
 هذا فضل الله لو انت من المقبلين ، هذا ذكر الله لو انت من
 الشعارين ، هذا كنز الله لو انت من العارفين ^{٤٠٢} هذا كتاب
 اصبح مصباح القدم للعالم وصراطه الاقوام بين العالمين
^{٤٠٣} قل انه لمطلع علم الله لو انتم تعلمون ، ومشرق امر الله
 لو انتم تعرفون ^{٤٠٤} لا تحملوا على الحيوان ما يعجز عن حمله انا
 نهيناكم عن ذلك نهيا عظيما في الكتاب ، كونوا مظاهر العدل
 والا نصاب بين السموات والارضين ^{٤٠٥} من قتل نفسا خطأ
 قله دية مسلمة الى اهلها وهي مائة مثقال من الذهب اعملوا

بما امرتم به في اللوح ولا تكونن من المتجاوزين ﴿٢٠٦﴾ يا اهل المجالس
 في البلاد اختاروا لغة من اللغات ليتكلم بها من على الارض
 وكذلك من الخطوط ، ان الله يبين لكم ما ينفعكم ويختيكم
 عن دونه انما هو الفضال العليم الخبير ﴿٢٠٧﴾ هذا سبب الاتحاد
 لو انتم تعلمون ، والعلة الكبرى للاتفاق والتمدن لو انتم
 تشعرون ﴿٢٠٨﴾ انا جعلنا الامر بين علامتين ليلوغ العالم الاول
 وهو الاس الاعظم نزلناه في الراح اخرى والثاني نزل في
 هذا اللوح البديع ﴿٢٠٩﴾ قد حرم عليكم شرب الافيون انا
 نهيناكم عن ذلك نهيا عظيما في الكتاب والذي شرب
 انه ليس مني اتقوا الله يا اولي الاباب *

تمت

نوٹ - یاد رہے، کہ اقدس کی عبارات میں قارئین کی سہولت کی خاطر جو نمبر دیئے گئے

ہیں وہ ہم نے دیئے ہیں۔ اصل کتاب میں عبارت مسلسل ہے، یعنی نمبر موجود نہیں ہیں *

فصل پنجم

بہائیوں کی شریعت "اقدس" کا اردو ترجمہ!

ذیل میں بہائی شریعت کا ترجمہ لکھا جاتا ہے جس طرح اصل کتاب میں سہولت کی خاطر نمبر لگا دیئے ہیں۔ اس بطور ترجمہ بھی نمبر واری کیا گیا ہے جس میں جگہ ترجمہ میں ابہام نظر آتا ہے اس کا باعث محض جناب بہاء السد کی فارسی نما عربی ہے یا اس کا موجب ان کی غلط عبارت یا غلط ترکیب ہے۔ ہم نے اصل الفاظ کو مدنظر رکھ کر بہترین یا محاورہ ترجمہ کیا ہے۔

! حاکم ماکان و مایکون خدا کے نام سے تحقیق پہلی چیز جو اس نے اپنے بندوں پر فرض کی ہے۔ وہ اپنی وحی کے اس مشرق اور اپنے امر کے اس مطلع کی معرفت ہے۔ جس کا مقام عالم امر و خلق میں تھا جس کو اس میں کامیابی حاصل ہوئی۔ اسے سب بھلائی مل گئی۔ اور جو اس سے روکا گیا وہ گمراہوں میں سے ہے۔ خواہ کتنے اعمال بجائے۔

! جب تم اس روشن مقام اور افاق بلند کو پا لو، تو چاہئے کہ ہر انسان اس حکم کی پیروی کرے جو اسے مقصود سے ملا ہے۔ کیونکہ وہ دونوں کٹھے ہیں۔ ان میں سے ایک دوسرے کے بغیر قبول نہیں ہو سکتا۔ یہ مطیع الالہام کا حکم ہے۔

! جن لوگوں کو اس کی جانب سے بینائی دی گئی ہے۔ وہ اس کی مقررہ سزاؤں کو نظام عالم اور حقیقت اقوام کا سبب اعظم سمجھتے ہیں۔ جو اس سے غافل ہے وہ احمق اور کمینہ ہے۔ ہم نے تم کو نفس اور خواہش کی حدود توڑنے کا حکم دیا ہے۔ نہ جو کہ قلم اعلیٰ سے لکھا گیا تحقیق وہ تمام مخلوق کے لئے زندگی کی روح ہے۔

! حکمت اور بیان کے تمدن و موزن ہیں بسبب اس کے کہ خدائے رحمن کی روح جو شش میں ہے۔ لے عقلمندانہ فطرت جانو۔ البتہ وہ لوگ جنہوں نے احکام الہی کے بارے میں اس کے عہد کو توڑ دیا اور اپنی ابرائیوں پر پھر گئے۔ وہ غنی اور برتر خدا کے نزدیک گمراہوں میں سے ہیں۔

! اے زمین کے سرور و ارجان لو کہ میرے احکام میرے بندوں کے درمیان میری عنایت کیے چراغ ہیں۔ اور میری مخلوق کے لئے میری رحمت کی

فصل ششم

اسلامی شریعت اور پہلی شریعت میں موازنہ

کیا قرآن مجید سے "اقدس" کا تیسرا صدیاں گزریں کہ خدائے ذوالجلال نے قرآن مجید کو مکمل موازنہ ہو سکتا ہے؟ شریعت، افسح کتاب، اور ساری نسل انسانی کیلئے بہترین دستور العمل کے طور پر نازل فرمایا۔ ساتھ ہی اپنے اس زندہ جاوید کلام کے متعلق اس قادر مطلق نے اعلان کر دیا کہ :-

”قُلْ لِّسِنِ اجْتَمَعَتِ الْاَرْنَاسُ وَالْحِجْتُ عَلٰی اَنْ يَّاتُوْا بِمِثْلٍ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَأْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَاَلَوْ كَانُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظٰهِرًا“

اگر سب انسان، خود و کلام، مشرقی و مغربی ملکر بھی اس کی نظیر بنا سکتے ہیں تو ہرگز نہ بنا سکیں گے۔ اس تحدی اور چیلنج کی وجہ اگلی آیت میں یوں بیان فرمائی :-

”وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ فَاَبٰی اَلْكَفُوْرٰهٗ“

کہ ہم نے اس قرآن میں سب انسانوں کی تمام ضروریات کیلئے اعلیٰ تعلیمات بوضاحت ذکر کر دی ہیں۔ اب اس شریعت سے اعراض یا انکار محض کفرانِ نعمت ہے جس میں بہت سے لوگ مبتلا ہیں۔

قرآن مجید کا یہ چیلنج اسکی بے نظیر فصاحت و بلاغت، اسکے عظیم المثال معارف و حقائق، اسکی لاتانی روحانی، اخلاقی، تمدنی اور سیاسی تعلیمات، اسکے فوق العادیت اثرات و ثمرات، غرض ہر پہلو سے ہر زمانہ میں لاجواب رہا ہے۔ اور رہتی دنیا تک لاجواب رہے گا۔ وہ ایک نڈ قانون اور ہمہ گیر شریعت ہے۔

قرآن مجید کے چیلنج کو باطل ثابت کرنے کے لئے ہر زمانہ میں ناکام کوششیں ہوتی رہی ہیں
 سیکرہ کذا ہے لیکر بہاء اسد تک لوگ اپنے اپنے وقت میں خدا کے چاند پر تھوکنے کا ارادہ
 کرتے رہے ہیں۔ اور آفتاب قرآنی کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھانے کی سعی کرنا ان کا طریق رہا
 ہے۔ مگر خدا کا یہ آفتاب ہمیشہ روشن رہا۔ اور روشن رہیگا۔ اور اس کے دشمن ناکام و نامراد مٹتے
 رہے۔ اور مرتے رہیں گے۔ **يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ
 وَذُكْرِهِ الْمُسْتَكْرُونَ ۝**

بہاء اسد کی خود ساختہ شریعت جسے اس نے اور اسکے اتباع نے بیجا طور پر "اقدس"
 کا نام دے رکھا ہے۔ ہم نے پوری کی پوری فصل چہارم میں درج کر دی ہے۔ بہاء اسد نے
 اسے عربی زبان میں مرتب کیا ہے۔ اور عیسائی مصنف خود ہی ایساں کے قول کے مطابق
 "اراد ان يجعل كتابه سجعاً منافساً للقران الشريف" اس نے نیت کی تھی کہ قرآن مجید
 کے مقابلہ پر اس کتاب کو لکھے۔ اس "اقدس" کی عربی عبارت تہایت پھسپھی ہے۔ اور متعدد
 مقامات پر بالکل غلط ہے۔ اگرچہ بہاء اسد نے قرآن مجید کی نقل کرنیکی کوشش کی ہے۔ مگر
 وہ نقل اتارنے میں بھی سراسر ناکام رہا ہے۔ جہاں بھی اس نے الفاظ میں تبدیلی کی ہے۔
 وہاں ہی اس کی ژولیدگی عریاں ہو گئی ہے۔ بطور نمونہ چند عیارتیں درج ذیل ہیں :-

"انه كان على كل شئ حكيماً (ع۱۴) قل يا قوم ان لن تو منوا به لا تعترضوا
 عليه (ع۱۵) كذلك سمى لدى العرش ان انتم من العارفين (ع۱۶) ان في ذلك
 لحكم ومصالح (ع۱۷) انه كان على ما اقول عليماً (ع۱۸)

اس قسم کی سقیم تراکیب "اقدس" میں بکثرت ہیں۔ سیکرہ کذا ہے جو عربی قرآن مجید کے مقابل
 رکھی تھی۔ بہاء اسد کی عربی سے تو وہ بھی بدرجہا اچھی تھی۔ فصحاء عرب کی عربی سے تو اسکو کچھ نسبت
 ہی نہیں۔

زبان کے علاوہ حقائق و معارف اور اخلاقی و روحانی تعلیمات وغیرہ کے لحاظ سے بھی اس

مجموعہ کو قرآن پاک کے سامنے رکھنا انسانی عقل و فہم کی ہتک ہے۔ پس قرآن مجید اور اقدس میں
 فی الواقع کوئی موازنہ نہیں۔ ”اقدس“ کو خدا کے زندہ کلام سے کوئی نسبت ہی نہیں۔ مگر چونکہ
 بہائیوں کا زعم ہے کہ ان کی شریعت اسلامی شریعت سے بہتر ہے۔ اس لئے محض اتمامِ حجت
 کیلئے ذیل میں مختصر طور پر موازنہ کیا جاتا ہے

بہاءِ اسد کے بیٹوں ہم نے کہا ہے کہ ”اقدس“ کو قرآن مجید سے کوئی نسبت نہیں۔
 کے ضمیر کی آواز! ہماری یہ رائے مبالغہ یا خوش اعتقاد ہی پر مبنی نہیں۔ بلکہ ٹھوس
 تحقیقات کا نتیجہ ہے۔ ہمارا دعوئے ہے کہ بہاءِ اسد کے بیٹے بھی اس حقیقت سے آگاہ تھے۔
 اور وہ اپنے عمل سے اس کا اظہار کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ مرزا محمد علی وغیرہ کے متعلق بہائی تاریخ
 میں لکھا ہے :-

”در میان سائر مطلق چینی شہرت دادند کہ پدر ما داعیہ بالاستقلال اظہارِ نظر نمودہ و تشریح
 شریعتی نمودہ۔ بلکہ یکے از اولیاء و اقطاب بودہ و متابعتِ شرع اسلام نمودہ۔ اما برادر
 عباس افندی فنی تازہ پیش گرفتہ و شرعی جدید تاسیس نمودہ۔“

ترجمہ :- فرزند ان بہاءِ اسد (محمد علی غصن اعظم وغیرہ) نے سب اہل مذاہب کے اندر مشہور کر دیا ہے۔ کہ ہمارے
 باپ نے مستقل مدعی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ ہی اس نے نئی شریعت بنائی ہے۔ بلکہ وہ تو اولیاء
 و اقطاب میں سے تھا۔ اور ہمیشہ اسلامی شریعت کی پیروی کرتا رہا ہے۔ ہاں ہمارے بھائی عباس افندی
 نے تباہ و تگ رچا دیا ہے۔ اور شریعتِ جدیدہ کی بنیاد رکھ دی ہے۔“

اس سے ثابت ہے۔ کہ عباس افندی کے علاوہ باقی سب بیٹے بہاءِ اسد کو شریعتِ اسلامی
 کا تابع ظاہر کرتے تھے۔ اور یہ بھی اعلان کیا کرتے تھے۔ کہ اس شخص کوئی نئی شریعت نہیں بنائی
 جس کا مطلب واضح ہے کہ ان کے نزدیک بھی ”اقدس“ اس قابل نہ تھی کہ اسے قرآن مجید کے
 مقابل رکھا جاسکے۔ مجھے یاد ہے۔ کہ جب میں اخویم السید محی الدین الحضنی اور السید رشیدی

افندی کی محبت میں بھجے میں مرزا محمد علی صاحب سے ملا تھا۔ تو انہوں نے کہا تھا۔ کہ میں تو اسلام کے مطابق پانچ ہی نمازیں پڑھا کرتا ہوں۔

باقی رہے عبدالبہاء عباس افندی رسوا انہوں نے ۱۳۳۸ھ ہجری میں یہ حکم دیکر کہ ”اقدس“ کی اشاعت جائز نہیں بتا دیا کہ ان کا دل بھی مانتا ہے کہ یہ مجموعہ اس قابل نہیں ہے کہ اس قرآن پاک کے مقابل رکھا جاسکے۔ سب بہائی اپنے عمل سے آج بھی یہی ثابت کر رہے ہیں۔ سچ ہے بل الانسان علی نفسه بصيرة ولو لقم معاذیرہ۔ بیشک عبدالبہاء افندی منہ سے کہتا ہے۔

”ان کتابہ الاقدس المرجح الوحید“

”کہ بہاء اسد کی کتاب اقدس ہی مرجح و حید ہے“

مگر اس کا بھی دل جانتا ہے کہ یہ متاع بازار ظم و عمل میں رکھنے کے قابل نہیں۔ اس لئے اپنے اتباع کو حکم دیتا ہے۔ کہ ”اقدس“ کو شایع مت کرو۔ اس کا شایع کرنا جائز ہی نہیں۔

بہائی شریعت بہائی شریعت نین حصوں پر منقسم ہے۔ اول وہ امور جن کا تعلق نین حصے ہیں ابتدائی تہذیب ہے۔ اور جن پر دنیا کا ہر سمجھدار انسان پیشتر ازیں ہی

عمل کر رہا ہے۔ مثلاً یہ کہ ناخن اتارنے چاہئیں یا کرسی و چارپائی پر بیٹھنے سے آرام حاصل ہوتا ہے۔ نہانا چاہئے۔ کپڑے صاف ہونے چاہئیں وغیرہ۔ اس قسم کے امور کی تفصیلاً میں چائیکے چنداں ضرورت نہیں۔ ہاں اتنا ذکر کرنا ضروری ہے۔ کہ اس پہلو سے بھی بہائی شریعت سراسر ناقص ہے۔ اور جو جہت بھی اس لحاظ سے اختیار کی گئی ہے نہایت مکروہ اور بھونڈی ہے۔ دوم۔ وہ باتیں جو بہاء اسد نے لفظاً اور معنی قرآن مجید سے نقل کی ہیں۔

ان میں بہاء اسد نے اپنی عقل سے جو ترمیم یا تبدیلی کی ہے۔ اس نے ان باتوں کی شکل مسخ کر دی ہے۔ ان میں سے ایک اہم بات یہ ہے۔ کہ بہاء اسد نے صفات یاری تعالیٰ کو

یہ موقعہ اور بے طرح استعمال کیا ہے مضمون کلام اور مذکورہ صفت الہی میں بسا اوقات کوئی تناسب موجود نہیں۔ جس کا اندازہ ہر صاحب ذوق انسان خود کر سکتا ہے۔ عبارتیں صاف بتلا رہی ہیں کہ محض اختلاف کی خاطر ان میں تبدیلی کی گئی ہے۔ سوم۔ تیسرا حصہ وہ ہے جو خالص طور پر بہائی شریعت کا اقسیم سازی حصہ ہے۔ اس میں صرف چند احکام شامل ہیں۔ جناب مولوی فضل الدین صاحب وکیل قادیان نے اپنی کتاب ”بہائی مذہب کی حقیقت“ مطبوعہ ۱۹۲۵ء میں اسپر سیر حاصل بحث کی ہے۔

ہر شے حصص میں پھر ایک رنگ بہائیت کا موجود ہے۔ اسلئے میرے نزدیک بہائی شریعت کے موازنہ کا بہترین طریق یہ ہے کہ ذیل میں بہائی شریعت کی ان خصوصیات کو ذکر کر دیا جائے جو ان تینوں اقسام سے متعلق ہیں۔ ان پر سرسری نظر سے ہی اس خود ساختہ شریعت کا حسن و قبح پرکھا جاسکتا ہے۔

بہائی شریعت کی پہلی خصوصیت | لہذا سیاست یا تدبیر ملکی کے متعلق شریعت کوئی قانون بیان نہیں کرتی۔ بہاء اللہ کہتے ہیں۔ "تا الله لا نريد ان نتصرف في مالكم بل جئنا لتصرف القلوب" (۱۷۷) عید الہیاء اسکی تشریح میں بیان کرتے ہیں :-

”دین ابداً در امور سیاسی علاقہ و مدخلے ندارد۔ زیر دین تعلق با روح و وجدان وارد“

کہ دین کا سیاسی امور میں قطعاً دخل نہیں۔ دین کا صرف روح اور وجدان سے واسطہ ہے۔“

بہائی شریعت کی دوسری خصوصیت | اس قانون کی رو سے خنزیر وغیرہ سب چیزیں پاک ہو گئیں۔ اسی لئے بہائی شریعت میں سور کی حرمت کی تصریح نہیں ہے۔ علی محمد بائی نے تمباکو نوشی کو حرام قرار دیا تھا۔ مگر بہاء اللہ نے خود تمباکو نوشی کی ہے۔ غرض بہاء اللہ کے متذکرۃ الصدور

اصل کی بناء پر بہائی شریعت کا علت و حرمت ما کولات میں بھی کوئی دخل نہیں ہے۔
چنانچہ عبدالبہاء کے بیان سے اس کی تصریح ہو گئی ہے لکھا ہے :-

”دوستانِ غرب عرض کردند در خصوص غذا یا حیا و امریکہ دستور العمل عنایت شود۔
فرمودند ما مداخلہ در طعام جسمانی آنہا نمیکنیم مداخلہ ما در طعام روحانی است۔“

تس جلد۔ مغربی دوستوں نے عرض کیا کہ امریکہ کے بہائیوں کو غذا کے بارے میں دستور العمل عنایت
فرمایا جائے۔ عبدالبہاء نے کہا کہ جسمانی کھانے میں ہمارا کوئی دخل نہیں جو چاہو کھاؤ ہم صرف روحانی غذا میں خلعت
کرتے ہیں۔“

بہائی شریعت کی | بہائی شریعت میں منی کے پانی کو پاک قرار دیا گیا ہے۔ (اقدس ع ۱۵۸) گویا اب
تیسری خصوصیت | نہ میاں بیوی پر غسل فرض ہے اور نہ اسکی وضوء ٹوٹے گا اور نہ کپڑوں کو
منی کے قطرات سے پاک کرنا ضروری ہے۔

بہائی شریعت کی | زیب و زینت کے متعلق بہائی شریعت میں مردوں کو حکم دیا گیا ہے کہ
چوتھی خصوصیت | ریشم پہن سکتے ہیں (۲۲) لباس کے بارے میں ان پر کوئی پابندی نہیں (۳۲۲)
واڑھی رکھنے۔ تزشوانے یا کٹوانے کے متعلق سب قیود سے آزاد کیا گیا ہے۔ (۳۲۲) البتہ سر
مندوانے کی کسی حالت میں بھی اجازت نہیں۔ کیونکہ سر کے بال زینت ہیں۔ (۱۷۱) سونے اور
چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے کی اجازت ہے۔ (۱۲۷) لیکن یہ اجازت نہیں ہے کہ
گھر کی زینت کیلئے مکان میں فوٹو رکھ لئے جائیں۔ (۶۲)۔

ریشم و سونے کے استعمال کی مردوں کو تلقین، اور فوٹوؤں کے محض بطور زینت
رکھنے سے اجتناب کا حکم کس حکمت کی بناء پر ہے؟ سر کے لمبے بالوں کو موجب زینت قرار دینا
اور واڑھی کے متعلق کچھ تصریح نہ کرنا کیوں ہے؟

بہائی شریعت کی پانچویں خصوصیت | نظافت اور صفائی کے لحاظ سے ایک طرف تو یہ حکم دیا کہ

عطر خالص اور عرق گلاب چھڑکا کرو۔ اور دوسری طرف یہ کہا ہے۔ کہ ہفتہ میں ایک مرتبہ سارے بدن کا غسل کیا کرو۔ (۲۲۵) اور موسم سرما میں تین دنوں میں صرف ایک دفعہ اور موسم گرما میں ہر روز صرف ایک مرتبہ پاؤں دھونیر کا حکم ہے۔ (۳۳۰)

کجا اسلام کا روزانہ ہر نماز کیلئے وضو کا حکم اور کجا بہائی شریعت کا بیغیر معقول قاعدہ؟
بہائی شریعت کی | بہائی شریعت میں صرف باپ کی بیویوں سے نکاح کرنا حرام ہے۔ باقی
چھٹی خصوصیت | کسی سے نکاح کی حرمت کا ذکر موجود نہیں ہے۔ "اقدس" میں لکھا ہے

قد حرم علیکم ازواج آباؤکم انا نستحی ان نذکر حکم الغلمان (۳۳۵)
 کہ تم پر اپنے باپوں کی بیویاں حرام کی گئی ہیں۔ ہمیں شرم آتی ہے کہ لڑکوں کے بارے میں
 حکم کا ذکر کریں۔ "بہائی شریعت محرمات وغیرہ کے ذکر کے اعتبار سے انسانی دماغ کی بے بسی
 کی منہ بولتی تصویر ہے۔ کیا اس طریق سے بہاء اسد نے ایران کے بعض ان فرقوں کی تعلیم کا
 اجماع تو نہیں کیا۔ جو لڑکی اور بہن تک سے تعلقات زوجیت کے قائل تھے، حکم الغلمان کے
 عدم ذکر کا بھی عجیب عذر بیان کیا ہے۔

بہائی شریعت کی | بہاء اسد نے حکم دیا ہے۔ ایاکم ان تجا وزوا عن الاثنین
ساتویں خصوصیت | (۱۳۱) کہ دو بیویوں سے زیادہ نکاح مت کرو (خود بہاء اسد کی تین

بیویاں تھیں) لیکن عبدالبہار نے مغربی ممالک میں جا کر بہائیت کی تعلیم یہ بیان کی ہے۔ کہ
 صرف ایک بیوی کی اجازت ہے۔ اسی بناء پر عصر جدید میں لکھا ہے :-

"ان البہائیة تنہی عن تعدد الزوجات"

کہ بہائیت تعدد ازواج کو منع قرار دیتی ہے۔

بہائی مورخ لکھتا ہے :-

"باید انست کہ تعدد زوجات در امر بہائی مطلوب نیست۔ و اگر چه تا دو ازواج

برائے ہر مردے در کتاب اقدس تجویز شدہ ولے مقید بعدالت است۔ و حضرت
عبدالہباء کہ مبین کتاب است فرمودہ کہ چون عدالت مرد نسبت بدو زوجہ ام محال
است۔ لہذا اولی قناعت بواحدہ است۔“

ترجمہ۔ - جاننا چاہئے۔ کہ بہائی ازم میں تعدد زوجات مطلوب نہیں، اگرچہ کتاب اقدس میں ہر
مرد کیلئے دو بیویوں تک کی اجازت ہے۔ مگر وہ عدل کیساتھ مقید ہے۔ اور عبدالہباء نے جو کتاب
کی تفسیر کرنے والے ہیں، کہا ہے کہ چونکہ مرد کا دو بیویوں میں عدل کر سکرنا ام محال ہے۔ اسلئے ایک
پر ہی قناعت کرنا درست ہے۔“

اس بیان میں مرزا عبدالحسین نے یہ صریح غلط بیانی کی ہے۔ کہ اقدس میں دو بیویوں کی
اجازت عدل کی شرط سے مشروط ہے۔ اقدس کی عبارت آپ کے سامنے ہے۔ اسمیں کہیں
یہ شرط موجود نہیں۔

عبدالہباء افندی نے یہ کہہ کر، کہ عدالت مرد نسبت بدو زوجہ ام محال است۔ ثابت
کر دیا کہ اگر بہاء اللہ نے عدل کی قید لگائی ہے تو بقول عبد الہباء اس نے بے معنی بات کی ہے۔
کیونکہ عدل کا تو امکان ہی نہیں تھا۔ اور نہ ہے۔

اندریں حالات ہمارا یہ کہنا بالکل درست ہے۔ کہ بہائی شریعت موم کی ناک ہے۔
جسے عبدالہباء اور اسکے ساتھی زمانہ کی روش کی طابق بنانے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔
یہ بات بہائی ازم کی ہی خصوصیت ہے۔ کہ بہاء اللہ کے قوانین کو توڑنے کیلئے اسکا
یٹھا کھڑا ہوا ہے۔ اور اس نے پر ملا اسکے بنائے ہوئے قاعدوں کو رد کیا ہے۔

بہائی شریعت کی | بہائی شریعت میں عفت و عصمت کے بچاؤ کیلئے کوئی معقول
آٹھویں خصوصیت | قواعد موجود نہیں۔ بلکہ برعکس ایسی باتیں پائی جاتی ہیں۔ جن سے ظاہر ہے۔
کہ بہاء اللہ نے انسانیت اور شرافت کے اس سب سے قیمتی موتی کے ساتھ تلاعب اختیار

کیا ہے۔ بائیت اور بہائیت عورتوں کے غیر محرم مردوں سے پردہ کی قائل نہیں لہٰذا قرۃ العین نے خراسان میں جس بے پردگی کا آغاز کیا تھا وہ بانی اور بہائی عورتوں کا طغرائے امتیاز ہے۔ جس طرح قرآن حکیم نے مومنوں اور مومنات کو حکم دیا ہے کہ وہ غیر محرموں کے دیکھنے سے آنکھیں نیچی رکھیں۔ ایسا کوئی حکم بہائی شریعت میں پایا نہیں جاتا۔ بائیت نے حکم دیا تھا کہ صرف نوجوان لڑکے اور لڑکی کی رضامندی سے نکاح ہو جانا چاہئے۔ بہاء اللہ نے اس میں اتنی ترمیم کی ہے۔ کہ جب پہلے لڑکا اور لڑکی آزادانہ طور پر رضامند ہو جائیں تو پھر بعد ازاں نکاح ماں باپ کی اجازت پر موقوف ہے۔ ظاہر ہے کہ اس ترمیم سے بلحاظ آزادی تو بات وہی رہی صرف ماں باپ کی پوزیشن کو نازک بنا دیا گیا ہے۔ کیونکہ اگر لڑکے اور لڑکی کی رضامندی کے بعد اجازت نہ دینا چاہیں تو اور مصیبت پڑے گی۔ علاوہ ازیں بہاء اللہ اس جگہ ایک اور حکم دیا ہے۔ نکاح کے بیان پر لکھتے ہیں :-

”ومن اتخذ بکراً لخدمته لا بأس علیہ“ (غنا ۱۳)

کہ جو کوئی کنواری لڑکی کو اپنی خدمت کیلئے رکھے اس پر کوئی گناہ نہیں۔“

اس حکم کے اپنے موقع کے لحاظ سے تو معنی بالکل واضح ہیں۔ ان کے رو سے بہائیت کی چادر عصمت تارتا رہو چکی ہے لیکن اگر اس کی بی تاویل بھی تسلیم کر لی جائے۔ کہ یہ صرف خاص طور پر کنواری لڑکیوں کے نوکر رکھنے پر حاوی ہے۔ تب بھی بہائی شریعت کا معیارِ عفت عیاں ہے۔ کشف الجمل رسالہ میں اس قاعدہ کے نتائج کو بے نقاب کیا گیا ہے۔

اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ بہاء اللہ نے زنا ایسے سنگین جرم کی سزا صرف یہ تجویز کی ہے کہ زانی نو مشغال سونا بريت العدل کو دیت کے طور پر ادا کرے۔ لطیفہ یہ ہے کہ آج تک بہائیوں کا وہ بیت العدل ہی قائم نہیں ہوا جہاں زنا کے بدلہ روپیہ جمع کرنا لازم قرار دیا گیا ہے۔ گویا عملی طور پر آج تک ایک دن بھی بہائی شریعت نے زنا کی سزا نہیں دی۔ خواہ

وہ روپوں کی صورت میں ہی ہو۔

کس قدر حیرت کا مقام ہے کہ بہاء اللہ نے قتلِ خطا کیلئے تو پورے ایک سو مثقال سونا دیت مقرر کی ہے (غ ۴۰۵) مگر زنا کیلئے صرف نو مثقال پھر اس سے بھی بڑھ کر یہ بات ہے کہ بابائے لکھا ہے کہ :-

”من یجزن احداً فله ان ینفق تسعة عشر مثقالاً من الذہب“ (افس ۳۱۶)

جو شخص کسی دوسرے کو کسی قسم کا رنج پہنچائے۔ تو اس پر فرض ہے کہ انیس^{۱۸} مثقال سونا خرچ کرے۔
افسوس! بہاء اللہ کے نزدیک زنا ایسی بے حیائی کی اتنی سزا بھی نہیں جتنی باب کے نزدیک کسی کو معمولی رنج پہنچانیکی ہے۔

خود بہاء اللہ نے کسی کا گھر جلانے والے کی یہ سزا تجویز کی ہے کہ اس شخص کو جلا دیا جائے (۱۲۹) حالانکہ پرانے دیہاتی گھر ایک سو روپیہ کے لگ بھگ بیچا تے ہیں۔ تو گو یا بہاء اللہ کے نزدیک اس گھر کو جلانے والا تو اس بات کا مستحق ہے کہ اسے جلا دیا جائے لیکن زنا کار کو صرف یہی سزا ہے۔ کہ نو مثقال ذہب بیت العدل کو ادا کرے۔

پس بہائی شریعت کی آٹھویں خصوصیت یہ ہے کہ اس میں عفت و عصمت کی حفاظت کا نہ صرف انتظام نہیں، بلکہ اسکی بربادی کے قواعد موجود ہیں۔ کیا یہ کتاب اسلام کی مطہر شریعت کے سامنے پیش کی جاسکتی ہے؟

بہائی شریعت کی | بہاء اللہ نے باب کی تقلید میں یہ قانون بنایا کہ سال کے انیس^{۱۹} نو^۹ خصوصیت | مہینے ہونگے۔ اور ہر مہینے کے انیس^{۱۹} دن۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے سال کے بارہ مہینے قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے۔

إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ - (سورة توبہ آیت ۳۶)

بہاء اللہ نے اسکی مخالفت کرتے ہوئے لکھا ہے :-

”ان عدة الشهور تسعة عشر شهراً في كتاب الله“ (اقدس ۲۶۹)
 الفاظ میں نقل کے باوجود بارہ مہینوں کے بجائے انیس مہینے محض عداوت اسلام کے
 باعث تجویز کئے گئے ہیں۔ ورنہ اسکی کوئی معقول وجہ نہیں ہے۔ انیس کی تقسیم غیر طبعی ہے نہ
 شمسی حساب کے مطابق ہے نہ قمری حساب کے چنانچہ انیس دن کا مہینہ بنا کر جو پانچ دن بچ گئے
 انہیں بہاء اللہ نے سال اور مہینوں کے حساب سے ہی خارج کر دیا ہے۔ لکھا ہے :-

”ما تحدت بحدود السنة والشهور“ (اقدس ۲۷۰)

کہ یہ دن سال اور مہینوں میں شمار نہ ہوں گے۔

پس بہائی شریعت کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ غیر طبعی امور پر مشتمل ہے۔

بہائی شریعت کی بہاء اللہ نے اپنی شریعت میں ان غلطیوں کی اصلاح کی کوشش کی ہے۔
 دوٹیں خصوصیت جو اس کے زعم میں بائبل سے سرزد ہو گئی تھیں۔ حالانکہ دوسری جگہ خود اپنے
 آپ کو ہی ”منزل البیان“ یعنی بیان کو نازل کرنے والا قرار دیتا ہے۔ ان غلطیوں میں سے چار
 بطور مثال ذکر کی جاتی ہیں۔ (۱) بائبل میں یہ حکم دیا تھا کہ البیان کے علاوہ باقی سب کتب
 کو مٹا دیا جائے۔ بہائیوں کے نزدیک بائبل یہ حکم دنیا میں اختلاف و خصومت کی پہلی بنیاد
 ہے۔ چنانچہ بہاء اللہ اس حکم کو منسوخ کر دیا۔ اور لکھا۔ ”قد عفا الله عنكم ما نزل في البيان
 من محو الكتب“ (اقدس ۲۷۱) کہ خدا نے بیان کے محو کتب والے حکم سے درگزر فرما دیا ہے۔
 (۲) بائبل لکھا تھا کہ اگر کوئی کسی کو رنج پہنچائے۔ تو اسے چاہئے کہ انیس مثقال سونا خرچ
 کرے۔ بہاء اللہ نے لکھا ہے :-

”انه قد عفا ذلك عنكم في هذا الظهور“ (۲۷۲)

کہ میرے وقت میں خدا نے اپنے اس حکم کو معاف کر دیا ہے۔ (۳) بہاء اللہ لکھتے ہیں :-

”حرم عليكم السؤال في البيان عفا الله عن ذلك“ (۲۷۳)

کہ بیان میں کوئی بات دریافت کرنا حرام قرار دیا گیا ہے مگر اب اللہ نے اس حکم کو بدل دیا ہے۔

(۱۲۷) اس سلسلہ میں ایک اور دلچسپ مثال بہاء اللہ کے یہ الفاظ ہیں :-

”قد كتب الله على كل نفس ان يحضر لدى العرش بسا عنده مما لا عدل

له انا عفونا عن ذلك فضلاً من لدنا“ (۱۲۸)

کہ اللہ نے تو یہ فرض کیا ہے کہ ہر جان بارگاہ میں اپنی بہترین چیز لیکر حاضر ہو۔ مگر ہم نے بطور فضل اس

سے عفو کر دیا ہے کہ گویا خدا فرض کرتا ہے۔ اور بہاء اللہ عفو کرتا ہے۔

یہ نمونے بہائی شریعت کی ایک خصوصیت ہیں۔ جن میں بہاء اللہ نے بزرگم تو اپنی چند

سال قبل نازل کردہ شریعت کے احکام کو غلط قرار دیکر بدلا ہے۔ اہل علم اس قسم کی امتداد سے

خدائی قانون کے مقابل انسانی دماغ کی بے بضاعتی کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

بہائی شریعت کی بہاء اللہ نے جو تعزیرات ایجاد کی ہیں۔ ان میں سے زنا کی سزا

گیارہویں خصوصیت ^۹ تو منتقل سونے کا ذکر ہو چکا ہے کسی گھر کو جلانے والے کی دوسرا یہیں

آپنے تجویز کی ہیں یعنی یا تو اسے زندہ جلا دیا جائے یا حبس دوام کی سزا دی جائے۔ (۱۲۹)

چوری کی سزا بہاء اللہ نے ان الفاظ میں ذکر کی ہے :-

”قد كتب على السارق النقي والحبس وفي الثالث فاجعلوا في جبينه

علامة يعرف بها“ (ع۱۰)

کہ اسے پہلی چوری پر جلا وطن کیا جائے۔ دوسری مرتبہ چوری کرنے پر جیل بھیجا جائے۔

تیسرے موقع پر اسکے ماتھے پر داغ دیا جائے جس سے وہ ہر جگہ شناخت ہو جائے زنجیوں

اور ضرب کے متعلق تو اور بھی دلچسپ تعزیر کا ذکر کیا گیا ہے۔ لکھا ہے کہ زخموں اور مار کی

مقدار کے مطابق ان کے مختلف احکام ہیں۔ خدائے حاکم و عزیز بزرگمنیغ نے ہر زخم کیلئے

علیحدہ دیت مقرر کی ہے۔ لو نشاء نقصلها بالحق۔ اگر ہم چاہیں گے تو ان کی تفصیل

بیان کر دیں گے۔ (۱۳۰) بہاء اللہ کا یہ وعدہ دوبارہ بیان تفصیل شرمندہ ایفا نہیں ہوا۔

اور اس نے کبھی تفصیل بیان نہیں کی۔ اسکی ظاہر ہے۔ کہ بہائی تعزیرات ناتمام ہیں۔ ان کی تکمیل کے وعدے ابھی پورے نہیں ہوئے۔

بہائی شریعت کی بہاء اللہ نے احکام کے بدیشتر حصے کو بیت العدل سے وابستہ بارہویں خصوصیت رکھا ہے۔ اس نے کہا ہے۔ کہ لاوارثوں وغیرہ کے اموال بیت العدل

میں آئیں۔ (۵۲ و ۵۳) بیت العدل کو بہاء اللہ غائب و مساکین کی تربیت کا ذمہ وار قرار دیا ہے۔ (۱۹) دیتوں کا ۱/۱۰ بیت العدل کا حق بتلایا ہے۔ (۱۵) زنا کی دیت بیت العدل میں ادا کرنا فرض قرار دیا ہے۔ (۱۱)

واقعہ یہ ہے کہ آج تک بہائیوں کا بیت العدل قائم نہیں ہوا۔ عبدالبہاء افندی لکھتے ہیں :-

”حال چون تشکیل بیت عدل عمومی میسر نہ قرار شد کہ محافل روحانی امریکا را در مدت ہر پنج سال تجدیداً انتخاب نمایند“

کہ چونکہ ابھی تک بیت العدل کا قیام میسر نہیں۔ اسلئے امریکہ کی انجمنیں ہر پانچ سال میں نیا انتخاب کر لیا کریں۔“

جو لوگ نفوذ شریعت کو دلیل صداقت کہا کرتے ہیں۔ وہ اس پر غور کریں۔ کہ بہاء اللہ کی اساسی ایجاد بھی معرض وجود میں نہیں آئی۔ حالانکہ یہ کوئی مشکل امر نہ تھا۔

بہائی شریعت کی مذاہب عالم توحید کے قائم کرنے کیلئے آتے رہے ہیں۔ مگر تیرھویں خصوصیت بہائیت انسان پرستی اور قبر پرستی کی بنیاد پر شروع ہوئی ہے

بہاء اللہ مدعی الوہیت تھے۔ جیسا کہ اپنے مقام پر لائل سے ثابت کیا گیا ہے۔ بہاء اللہ نے بہائیوں کے قبلہ کے متعلق یہ حکم دیا ہے۔ کہ جب تک میں زندہ ہوں میری طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرو۔ جہاں میں جاؤں اُدھر ہی قبلہ ہوگا۔ اور جب میں مرجاؤں تو میرے

قرار گاہ یعنی قبر کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرو۔ (۱۵۱۴ء و ۲۹۲)

اس قانون سے ظاہر ہے کہ بہاء اللہ نماز نہیں پڑھا کرتا تھا کیونکہ وہ تو خود قبلہ ہے
خواہ زندہ ہو۔ خواہ فوت شدہ۔ اگر وہ نماز پڑھے گا تو کس طرف منہ کر کے پڑھے گا؟
بہائی بہاء اللہ کی زندگی میں اسکی طرف، اور اب اسکی قبر کی طرف منہ کر کے نماز
پڑھتے ہیں۔ لکھا ہے :-

”قبائے ماہل بہار و ضئے مبارکہ است در مدینہ عکاکر“

کہ ہم بہائیوں کا قیلہ عکا میں بہاء اللہ کی قبر ہے۔“

بہائی لوگ بہاء اللہ کی قبر کو (جو بھجھ میں عکا سے فاصلہ پر ہے) سجدہ کرتے ہیں۔ یعنی
خود بہائیوں کو اسجگہ سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ مرزا حیدر علی بہائی لکھتے ہیں :-
”زائرین زیارت و طواف و تقبیل و سجدہ غنیہ مقدر سلش نمودہ و نمایندہ اند“

پس بہائی شریعت قبر پرستی اور مردم پرستی کی تلقین کرتی ہے۔ اور بہائیت انسان کو
ترقی کی بجائے پرانے شرک کے گڑھے میں دھکیلتی ہے۔

بہائی شریعت کی بہاء اللہ نے عبادات میں سے نماز کے متعلق جو تبدیلی کرنے کا
چودھویں خصوصیت حکم دیا ہے۔ وہ بھی بہائی تحریک کے مقصد پر روشنی ڈالتا ہے۔ بہاء اللہ

نے زوال صبح اور شام کے وقت نو رکعتوں کا پڑھنا فرض کیا ہے۔ (۱۳) پھر کہا ہے۔
قد فصلنا الصلاة في ورقة اخرى (۱۹) کہ ہم نے نماز کی تفصیل دوسرے کاغذ میں
کی ہے۔ ابھی تک نماز کی تعینیں یعنی اسکے نو رکعت ہونے یا نہ ہونے میں بھی بہائیوں میں اختلاف ہے
بہاء اللہ نے محض اسلام کی مخالفت کے لئے صلوٰۃ کسوف خسوف کو منع کیا ہے (۲۱)

اور نماز جنازہ میں چھ تکبیریں مقرر کی ہیں۔ (۲۲)

اسی سلسلہ میں بہاء اللہ نے لکھا ہے :-

”کتب علیکم الصلوة فرادى قدر فتح حکم الجماعة الا قی صلوة المیت“ (۲۹)
 کہ نماز ہمیشہ الگ الگ پڑھو یا جماعت نماز منسوخ کر دی گئی ہے۔ بجز نماز جنازہ کے۔
 بہاء اسد کا حکم اس ذہنیت کا آئینہ دار ہے۔ جو اسکی کتاب کی محرک ہوئی ہے۔ کیا نماز
 باجماعت مضر ہے؟ اسکو منسوخ کر نیکی کیا وجہ ہے؟ اگر کہو کہ خلوت کی نماز زیادہ سوز و الی
 ہوتی ہے۔ تو کیا اسلام نے تہجد سنن اور نوافل کے علیحدہ علیحدہ ادا کرنے کا طریق بتا کر اس
 ضرورت کو پورا نہ کر دیا تھا۔ بجز عداوت اسلام بہاء اسد کے نماز باجماعت کو منسوخ کر نیکی
 کوئی وجہ نہ تھی۔ دشمنی انسان کو اندھا کر دیتی ہے۔ بہائی کہتے ہیں۔ کہ بہاء اسد الفت مساوات
 پیدا کرنے آیا تھا۔ مگر وہ مساوات کے سب سے بڑے منظر یعنی نماز باجماعت کو منسوخ قرار
 دے رہا ہے۔ اس موقع پر عیسائی مصنف الیاس خدوری کے الفاظ کیا مجل ہیں لکھتے ہیں:-

”برفعه حکم صلاة الجماعة فرق الوحدة الانسانية والروحیة
 من بین الناس“ (مقدمہ اقدس ص ۷)

کہ بہاء اسد نے نماز باجماعت کو منسوخ کر کے انسانی وحدت اور روحانی اتحاد کو تفریق
 سے بدل دیا ہے۔“

نماز باجماعت کی منسوخی کا حکم بہاء اسد نے دانستہ دیا ہے یا نادانستہ۔ بہر حال اس
 اس کی ذہنیت عریاں ہو جاتی ہے۔

بہائی شریعت کی | روزوں کے متعلق بہاء اسد نے یہ جدت اختیار کی ہے۔ کہ قمری
 پندرہویں خصوصیت | حساب کی بجائے جس سے رمضان ہر موسم میں آجاتا ہے، شمسی حساب کے
 مطابق صرف انیس دن کے روزے مقرر کئے ہیں جو ہمیشہ ایک ہی موسم میں آتے ہیں گے۔ پھر
 دوسرا پہلو یہ اختیار کیا کہ مسافر اور مریض سے روزے ایسے معاف کر دیئے کہ انہیں تندرست
 اور مقیم ہو جانے پر بھی رکھنے کی ضرورت ہی نہیں۔ (۲۲۷) اور پھر روزہ کی نوعیت میں بیحدت
 بیان کی۔ کہ صرف کھانے اور پینے سے طلوع آفتاب سے لیکر غروب آفتاب تک کے (۲۱۵)

گو یا سحر کی وقت اٹھنے کی ضرورت نہیں۔ نیز میاں، بیوی کے تعلق سے پرہیز بہائی روزہ کی شرط نہیں۔ شاید یہ اسلئے ہو کہ بہائی شریعت کی خصوصیات میں سے ہے کہ اسمیں لطف کے پانی کو پاک اور مظهر قرار دیا گیا ہے۔ اسلئے مرد و عورت کے تعلقات بہائی شریعت میں ناقص صوم نہیں ہیں۔

بہائی شریعت کی حج ایک اسلامی عبادت ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔
 ﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ لِانَّهُ سَيَسْئَلُكُمْ عَنَّا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَلانْتُمْ اذِنْتُمْ لَهَا﴾
 کہ بیت اللہ الحرام کا حج کرنا ان لوگوں پر فرض ہے جنہیں وہاں پہنچنے کی استطاعت ہو۔ بہاء اللہ نے جب قرآن مجید کی نقل اتاری چاہی تو اس نے حج کے متعلق لکھا ہے۔

”قد حکم اللہ لمن استطاع منکم حج البیت دون النساء عفا اللہ عنہن“ (۱)
 کہ اسے جو طاقت رکھتا ہے تم مردوں میں سے عورتوں کے بغیر اللہ نے حکم دیا ہے حج البیت کا۔
 اللہ نے عورتوں کو معاف فرمایا ہے۔“

معلوم نہیں جب استطاعت کی شرط موجود تھی۔ تو عورتوں کا استثنا کیوں کیا گیا۔ اور انہیں مطلقاً حج سے کیوں محروم رکھا گیا؟
 اس حکم میں بہاء اللہ نے قرآن مجید کے الفاظ کی نقل کی ہے۔ مگر اس کے فقرہ میں ”حج البیت“ سے اس گھر کا حج مراد نہیں جسکے حج کا قرآن مجید میں حکم دیا گیا ہے۔ بہائیوں کے ہاں دو گھروں کا حج کیا جاتا ہے۔ لکھا ہے۔

”و محل طواف و حج اہل بہار یکے بیت نقطہ اولی در شیراز است و ثانی این بیت جمال

اہلی است کہ در بغداد است و بالجملہ طواف این دو بیت منصوص کتاب است۔“

یعنی بہائیوں کے حج اور طواف کیلئے دو گھر مقرر ہیں۔ ایک بایں کا گھر جو شیراز میں

ہے۔ اور دوسرا بہاء اللہ کا گھر جو بغداد میں ہے۔ گویا جس گھر کے حج کا حکم بہاء اللہ نے دیا ہے۔

وہ بغداد میں اس کی رہائش گاہ تھا۔ اور شیراز میں باسکے رہنے کی جگہ تھی۔
اس سے ظاہر ہے کہ بہائی شریعت کے لکھنے والے کا مقصد یہ تھا کہ اپنے گھروں اور
اپنی قبروں کی پرستش کرائے۔ کہاں زیاد نے اور مشرکانہ خیالات اور کہاں سروہ کائنات
حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا توحید کے قیام کیلئے والہانہ جذبہ کہ مرض الموت میں بھی حضور
فداہ ابی و امی دعا فرماتے ہیں :-

”اللهم لا تجعل قبري وثناً يعبد۔“

کہ اے اللہ میری قبر کو بت نہ بننے دینا جبکہ لوگ عبادت کریں۔“

بہائی شریعت کی | زکوٰۃ کے بارے میں بھی بہاء اللہ نے حسب عادت نامناسب حدت
سترہویں خصوصیت۔ | اختیار کرنیکی کوشش کی ہے۔ بہاء اللہ نے حکم دیا ہے کہ جو سو
متقال سونے کا مالک ہو۔ وہ انیس مشقال آسمان وزمین کے خالق خدا کو دیدے۔ (بخاری)
اسجگہ اسد فاطر السماء والارض سے مراد تو بہاء اللہ ہی ہے۔ اس لئے اس حکم کا شرعی زکوٰۃ سے
کوئی تعلق نہیں۔ ہاں ایک دوسرے موقع پر بہاء اللہ نے لکھا ہے :-

”قد كتب عليكم تزكيت الاقوات ومادونها بالزكاة هذا ما
حكم به منزل الايات في هذا الرق المنيع سوف نفصل لكم
نصابها اذا شاء الله و اراد“ (ع ۳۱۴)

ترجمہ:- تم پر قلوں اور باقی سب چیزوں کی زکوٰۃ فرض ہے۔ یہ اس نے حکم دیا ہے جس نے اس مضبوط
چمٹے میں آیات نازل کیں عنقریب اگر خدا نے چاہا اور ارادہ کیا تو ہم زکوٰۃ کا نصاب بالتفصیل ذکر کریں گے۔
بہاء اللہ کا انتقال ہو گیا۔ مگر اس نے زکوٰۃ الاقوات وغیرہا کے متعلق کوئی تفصیل بیان کی
انجگہ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ بہاء اللہ نے اوقاف میں تصرف کا حق اپنی زندگی میں
صرف اپنے لئے مخصوص کیا ہے اور اپنے بعد اپنے بیٹوں کیلئے قرار دیا ہے۔ اس کے بعد

لہذا الفاظ اس امر پر مزید دلیل ہیں کہ کتاب اقدس بہاء اللہ کی اپنی تصنیف ہے۔ خدا کی وحی نہیں۔ ابو العطار

اسے بیت العدل کا حق بتایا ہے۔ (دیکھو اقدس، گویا اس نے ان اموال کو ایک خاندانی جائداد کے طور پر بنایا ہے۔

زکاۃ ایک قومی مال ہوتا ہے۔ اسکے علاوہ افراد اپنے طور پر بھی نیک جذبات کے ماتحت غرباء کی امداد کیا کرتے ہیں۔ اسلام نے مانگنے کو تو ناپسند کیا ہے لیکن اگر کوئی محتاج مانگ لے تو اس وجہ سے اسکو دینا حرام قرار نہیں دیا۔ بلکہ فرمایا ہے۔ وَرَفِيَ أَمْوَالِهِمْ حَقًّا لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ (الذاریات) کہ مسلمانوں کے مالوں میں سائل اور نہ مانگنے والے سب کا حق ہے۔ مگر بہاء اسد نے جہاں اوقاف پر اپنا اور اپنے خاندان کا تصرف جمایا ہے۔ وہاں محتاج کو دینا اسلئے حرام کر دیا ہے کہ اس نے مانگا کیوں تھا۔ لکھا ہے۔ وَمَنْ سَأَلَ حَرَمَ عَلَيْهِ الْعَطَاءُ (۳۱۵) کہ جس سے کوئی ضرور تمند مانگے اس پر دینا حرام ہے۔

مخارجوں کی محرومی کا حکم دینے والا بہاء اسد اپنے مریدوں کو یہ حکم دیتا ہے۔ کہ مردوں کو بلور اور قیمتی لکڑیوں میں نیز نشیمی کپڑوں میں دفن کرو۔ (۲۷۰ و ۲۷۹)

ان احکام پر بیجانی نظر ڈالنے سے بہائی شریعت کی خصوصی روح کا پتہ لگ جاتا ہے۔

بہائی شریعت کی | بہاء اسد نے شراب کی حرمت کا ذکر نہیں کیا۔ سور کی حرمت کی اٹھارہویں خصوصیت | تصریح نہیں کی لیکن دو جگہ لکھا ہے۔ کہ اقیون کا پینا حرام ہے۔ (۳۳۳)

و ۱۲۹) نہایت اہم امور کہ متعلق خاموشی اختیار کر کے اذنی باسے بات مثلاً یہ کہ منبر پر چڑھ کر آیات نہ پڑھا کرو۔ بلکہ چار پائی وغیرہ پر کرسی رکھ کر پڑھا کرو۔ (۳۳۱) کا ذکر کرنا بہائی شریعت کی خصوصیت ہے۔ ہاتھی کو نکل جانا اور مچھر کو چھاننا اسی کا نام ہے۔

بہائی شریعت کی | بہاء اسد نے حکم دیا ہے۔ کہ ہر بہائی کافر من ہے۔ کہ اپنے مکان کو انیسویں خصوصیت | خوب آراستہ و پیراستہ کرے۔ (۲۷۰) اور پھر دوسرا حکم یہ ہے

کہ انیس سال پورے ہو جانے پر وہ گھر کا سب سامان تبدیل کرے۔ (۳۳۲) کیا بہائی اس پر عمل کرتے ہیں یا کریں گے؟ بہاء اسد نے اس جگہ یہ نہیں بتایا کہ پرانے سامان کو کیا کیا جائے

ہاں انہوں نے یہ محسوس کیا تھا کہ غالباً بہائی بھی اسکو معقول حکم قرار نہ دینگے۔ اسلئے مجھٹ کہہ دیا کہ بہت اچھا اگر کوئی اپنا سامان تبدیل نہ کر سکے۔ تو اسنے اسے معاف کر دیا ہے۔ (دعۃ ۳۲۹)

حکم و پیکر دوسرے ہی سانس میں اس پر خط تہ تیغ کھینچنا بہاء امد کا ہی طریق عمل ہے۔

بہائی شریعت کی | شادی کیلئے بہاء امد کے ہر کی حد بندی کرتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ شہر
۱۹ نیسوں خصوصیت والوں کیلئے انیس^{۱۹} منقال خالص سونا۔ اور دیہات والوں کے لئے

انیس^{۱۹} منقال چاندی مقرر ہے۔ اگر کوئی زیادہ کرنا چاہے۔ تو پچانوے منقال سے زیادہ نہیں
رکھ سکتا۔ (دعۃ ۱۳۵) شہر اور دیہات کی تقسیم نہ معقول ہے اور نہ ہی اتحاد و اتفاق کے لئے

مفید ہے۔ بلکہ سخت مضر ہے (۱)۔ اول تو دیہات میں بہت سے امرا اور صاحب املاک
ہوتے ہیں۔ اور شہروں میں بہت سے غریب ہوتے ہیں محض شہر اور گاؤں کا معیار بالکل
غیر موزوں ہے (۲)۔ یہ طریق دیہاتیوں اور شہریوں میں تفریق کو اور بھی مضبوط کر دینگا۔ اب گویا
دیہاتیوں اور شہریوں میں آیس میں رشتے کرنے اور زیادہ مشکل کر دیئے گئے۔ ہر کی حد بندی
کا یہ طریقہ ہرگز معقول نہیں۔ انیس^{۱۹} منقال سونے سے کم کی اجازت نہ دینا بہت سے
شہریوں پر ظلم ہے۔

بہائی شریعت کی | بہاء امد نے سمجھا کہ اگر نینے میراث کے متعلق قواعد مرتب نہ کئے
۲۱ اکیسوں خصوصیت تو میری ایجاد کردہ شریعت نام تمام رستہ کی۔ اسلئے اس نے آقاؑ

کے ۲۹ و ۵۰ میں وراثت کے نام لیکر حساب حمل کیطابق ان کے حصوں کا ذکر کیا ہے۔ اس
موقعہ پر حساب حمل کے طریق کو اختیار کرنیکی حکمت بھی جناب بہاء امد ہی جانتے تھے۔

بہائی شریعت میں علی الترتیب سات قسم کے وراثت جو بزرگئے گئے ہیں۔ (۱) اولاد۔ (۲)
ازواج۔ (۳) آباء۔ (۴) امھات۔ (۵) اخوان۔ (۶) اخوات۔ (۷) معلمین۔ ان میں سے

ہر قسم کیلئے حد و المقت یعنی ۵۳ میں سے ۶۰۔ ۶۰ دیئے جائیں گے۔ بہاء امد کہتے
ہیں کہ چونکہ ہم نے اولاد کا پالوں کی پیشوں میں ہی شوق رسن لیا ہے۔ اسلئے ہم نے انکا حصہ

اور بھی دو چند کر دیا ہے۔ (عنه) گویا اولاد کے لئے پہلے ۵۴۰ میں سے ۶۰ مقرر تھے۔ اب ۱۲۰ اور دیئے جائیں گے۔ یعنی چھ اقسام کو ساٹھ، ساٹھ کے حساب سے ۶۰ ملینگے اور ۵۴۰ میں سے باقی ۱۸۰ سارے کے سارے اولاد کو دیئے جائینگے۔

حیرت ہے۔ کہ اس حسابی رقم کو پورا کرنے کے لئے جناب بہاء اللہ نے صرف ذریت کے شور کو سنا ہے۔ بیویوں، ماؤں اور بہنوں کے شور کو بالکل نہیں سنا۔ بہاء اللہ نے وراثت میں معلمین کا نام رکھ کر بھی اپنی جدت پر طبیعت کا ثبوت دیا ہے۔ مگر یہ نہیں بتایا کہ کون سے معلم وراثت ہوں گے۔ اور کون سے نہیں۔ کیونکہ موجودہ طریقہ تعلیم میں تو سینکڑوں استاد ہو جاتے ہیں۔ اور یہ بھی نہیں بتایا، کہ کس زمانہ تک کے معلم ہوں گے۔ کیونکہ انسان حقیقت ساری عمر ہی سیکھتا رہتا ہے۔ پھر یہ بھی ذکر نہیں کیا کہ معلم سے مراد بہائی کتابیں پڑھانے والے ہیں یا ہر علم کا معلم مراد ہے۔ اور صنعت و حرفت سکھانے والے بھی ان میں شامل ہیں یا نہیں۔ شرفیہ حکم بھی نہایت مبہم ہے۔

جناب ابوالفضل بہائی نے تقسیم میراث بہائی کی گفتی کو ان الفاظ میں سلجھانے کی کوشش کی ہے۔ لکھتے ہیں :-

”مقسم ارث را اقل عدد سے کہ جامع کسو تسعیر و وجہ صحیح است۔ یعنی عدد (۲۵۲۰) مقرر کردہ و طبقات سبعة وراثتہ عبارتند از ذریات و ازواج و آباء و امہات و اخوان و اخوات و معلمین الاقرب فالاقرب مترتب و فریضہ ہر طبقہ ای از طبقات مذکورہ را بعدد (۶۰) علی التساوی متنازل و امشئتہ اسریت۔“

بہائی شریعت کی | آپ ابھی پڑھ چکے ہیں کہ بہاء اللہ نے ساتھیوں کے وراثتہ تجویز بائیسویں خصوصیت کے ہیں۔ لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ ان وراثتہ کو حصہ نقد روپیہ یا زرعی زمینوں وغیرہ سے ملے گا۔ اگر متوفی کا توکہ صرف اسکی پچاس ساٹھ ہزار روپیہ کی کوٹھی اور کیٹھن

ہی ہوں، تو ماں، باپ، بیوی، بھائیوں، بہنوں اور معلموں کو کچھ نہ ملیگا۔ بلکہ متوفی کی لڑکیوں کو بھی محروم کر دیا جائیگا۔ ایسی صورت میں بہائی شریعت کا یہ حکم ہے۔ کہ رہائشی مکانات اور کپڑے صرف لڑکوں کو ملیں گے۔ متوفی کی لڑکیوں کو بھی کچھ نہ ملے گا۔ (۵۵ء) اس حکم کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ عورت کبھی بھی خواہ اسے بیٹی کی حیثیت سے دیکھا جائے یا بیوی کی حیثیت سے دیکھا جائے یا ماں کی حیثیت سے دیکھا جائے اپنے یا پ یا خاوند یا بیٹے کے مکانات کی وارث نہیں بن سکتی۔ رہائشی مکانات خواہ کتنے ہوں۔ عورت بہر حال محروم الارث ہوگی۔

کیا یہ ایک ہی مسئلہ اس بات کا کافی ثبوت نہیں۔ کہ خداوندی قانون کی مقابلہ پر قانون تجویز کرتے وقت بہاء اللہ نے کس قدر ٹھوکریں کھائی ہیں؟

بہائی شریعت کی | بہاء اللہ نے وراثت کے نام اور ان کے حصوں کی جو تقسیم کی ہے

تیسویں خصوصیت | بہائی مذہب کے مطابق وہ اسی صورت میں نافذ ہوگی۔ جبکہ متوفی نے خود وصیت کے ذریعہ اسکو منسوخ نہ کر دیا ہو۔ ورنہ ہر بہائی کو یہ اختیار حاصل ہے۔ کہ وصیت کر کے ان حصوں کو باطل کر دے۔ اور جس طرح چاہے اپنی جائداد کی تقسیم کی متعلق ہدایت دے جاوے۔ جناب عبدالبہار افندی لکھتے ہیں :-

”انا مسئلہ میراث این تقسیم در صورتی است کہ شخص متوفی وصیت نہ نماید۔ آن وقت این تقسیم جاری گردد۔“

یہ بھی ایک ایسی خصوصیت ہے۔ جو صرف بہائی ازم میں پائی جاتی ہے۔ کہ مرنے والے اپنی وصیت کے ذریعہ اپنے اصحاب الفرائض کو ان کے مقررہ حقوق سے محروم کر سکتا ہے۔ جب یہ صورت تھی تو حصے مقرر کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ صرف یہ حکم دیدیا جاتا۔ کہ ہر شخص اپنی مرضی کے مطابق وراثت کی تقسیم کا حکم دے جاوے۔

بہائی شریعت کی بہاء اللہ نے ایک حکم دیا ہے۔ "قد حرم علیکم بیع الاماء و
 جو بیسیویں خصوصیت الغلمان لیس لعبد ان یشتتری عیداً" (عہدہ کہ لوٹوں)

اور غلاموں کا بیچنا حرام ہے کسی غلام کا حق نہیں کہ غلام کو خریدے۔
 اسلام نے غلامی کے انسداد کے لئے جو اصول و قواعد مقرر کئے ہیں ان کیساتھ
 بہاء اللہ کا یہ حکم کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ اسلام نے صرف جنگ کی صورت میں مذہب کو
 مٹانے اور مسلمانوں کی حریت کو تباہ کر نیوالوں کو قیدی بنانے کا حکم دیا ہے۔ (سورہ توبہ
 آیت ۶۷) اور ان قیدیوں کی اقسام کے لحاظ سے فرمایا ہے: "فَاِمَّا مَّا بَعْدُ وَاِمَّا
 فِدَاءً" (سورہ محمد آیت ۴) کہ پھر ان میں سے بعض کو بطور احسان چھوڑ دو اور بعض سے
 ضرور فدیہ وصول کرو۔ مؤخر الذکر قسم کے قیدی ہی تا ادائیگی زیر فدیہ غلام ہوتے ہیں۔ ایسے
 غلاموں کو خرید کر آزاد کرنا اسلام کے احکام میں سے ہے۔

بہاء اللہ نے یہ کہا کہ غلاموں کا بیچنا حرام ہے۔ ان غلاموں کی غلامی کو ختم کر دیا۔ جو
 اس وقت غلام ہیں۔ کیونکہ اب ان کو خرید کر آزاد نہیں کرایا جاسکتا۔ ایسا ہی اسے صرف
 یہ کہا ہے۔ کہ کسی غلام کو خریدنا جائز نہیں۔ یہ نہیں کہا کہ بہر صورت غلام بنانا منع ہے۔
 بہت سے لوگ دوسروں کو زبردستی پکڑ کر غلام بنا لیا کرتے تھے۔ اس کے خلاف بہاء اللہ
 نے کوئی حکم نہیں دیا۔

بہائی سمجھتے ہوں گے۔ کہ بہاء اللہ نے دنیا کی رو کو دیکھ کر غلامی کے انسداد کا معقول انتظام
 کر دیا ہے۔ مگر یہ درست نہیں۔ کیونکہ یہ حکم کوئی ٹھوس قانون نہیں۔ اس سے زیادہ سے
 زیادہ غلاموں کی فروخت منع ثابت ہوگی۔ نیز بہاء اللہ نے دوسری طرف "سو و ثوری" کو
 جائز قرار دیکر لاکھوں غرباء کیلئے غلاموں سے بدتر زندگی بسر کرنے کا قاعدہ بھی مقرر کر دیا ہے
 بہاء اللہ لکھتے ہیں :-

"فضلاً علی العباد رہبارا منہل معاملات دیگر کہ ما بین ناس متد اول است اقرار فرمودیم" (اشرفیات)

یعنی سو و نوزوں پر مہربانی کر کے ہم نے سو و کو بھی حلال کر دیا ہے۔

سو و کے چھ اذکی صورت میں غلامی کے انسداد کا دعویٰ فریبِ نفس سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا۔ سو و دینے والے مقروض غلاموں سے بدتر ہوتے ہیں۔ پھر سو و خوری جنگوں کے پیدا کرنے اور لمبا کرنے کا باعث ہے۔ پس سو و نہ صرف افراد کی غلامی کا موجب ہے، بلکہ قوموں کی غلامی اور تباہی کا موجب ہے۔ اسے خائن کہہ کر غلاموں کے بیچنے کو حرام کہنا کیا اثر پیدا کر سکتا ہے۔

بہائی شریعت کی | بہاء اللہ کی خود ساختہ شریعت کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ عملی پچیسویں خصوصیت نہیں۔ اسی لئے بہائی اسے پر وہ افتخار میں رکھتے ہیں۔ بہار اللہ نے حکم دیا ہے کہ اہل مجالس کو چاہئے کہ مختلف زبانوں میں سے ایک زبان اور ایک رسم الخط انتخاب کر لیں۔ (۲۰۶ء) سچکے اول تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ زبان جناب بہاء اللہ نے خود ہی کیوں تجویز نہ کر دی؟ دو سہرے اگر بالفرض لوگ انگریزی زبان کو انتخاب کر لیں، تو کیا "اقدس" کی عربی کو مٹا دیا جائیگا۔ اور کوئی بہائی "اقدس" کو اصل زبان میں لکھ اور پڑھ نہ سکیگا؟ تیسرے عجیب بات ہے کہ بہار اللہ نے خود ایک زبان اختیار نہیں کی کبھی فارسی میں لکھے ہیں اور کبھی عربی میں۔ خواہ عربی کس درجہ کی ہو۔ اور کبھی عربی اور فارسی سے مخلوط زبان میں۔ کیا اس عمل والے انسان کا یہ حق ہے کہ لوگوں کو ایک زبان کے بولنے اور لکھنے کے لئے انتخاب کا حکم دے؟ اگر یہ حکم اتحاد کا ایسا ہی ذریعہ تھا، تو بہاء اللہ کو عملاً اسے اختیار کرنا چاہئے تھا۔ اس نے تو خود مختلف زبانوں کے سیکھنے کی اجازت دی ہے۔ (۲۵۳ء) اندر میں حالات یہ حکم بھی محض زمانہ کی رو کا تابع ہے۔

اسلام کہتا ہے کہ زبانوں اور رنگتوں کا اختلاف خدا کا ایک نشان ہے۔ (الروم آیت ۲۲) اس لئے اپنے دائرہ کے اندر یہ مضر نہیں۔ ہاں قسطنطنیہ نے عربی زبان کو ام اللہ قرار دیا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ عربی زبان مذہبی طور پر سب قوموں اور ملکوں کی زبان ہونی چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ نے عربی کے ام اللہ ہونے پر اپنی کتاب "میتن اللہ" میں مبسوطاً بحث فرمائی ہے۔

خلاصہ بیان ہم نے ان پچیس خصوصیات کے ضمن میں بہائی شریعت کا لب لباب بیان کر دیا ہے۔ اس پر نظر تدریج ڈالنے سے معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ یہ صرف سسطی اور ناقابل عمل باتوں کا مجموعہ ہے۔ قرآن مجید اور اسلام کی حکم شریعت سے بہائیوں کے ان احکام کو کوئی نسبت نہیں ہے۔ بہر حال "اقدس" سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے۔ کہ انسان ضد میں اگر کہہ لے کہ یہاں تک ٹھوکریں کھاتا ہوں اچھا بہتتا ہے۔

کھلا چیلنج میرے نزدیک بہائی شریعت کا ایک حکم بھی ایسا نہیں جو روحانی، اخلاقی اور تمدنی لحاظ سے اسلامی تعلیم سے بہتر ہو۔ مجھے آج تک کسی بہائی نے اپنی کتاب سے ایک بھی ایسی تعلیم نہیں دکھائی۔ جو اپنی ذات میں اچھی ہو اور اسلام میں موجود نہ ہو۔ یا کم از کم اسے بہائی شریعت میں قرآن مجید کی نسبت بہتر اسلوب اور حسن پیرایہ میں بیان کیا گیا ہو۔ اب بھی میں اہل نبیاء کو اس بارے میں کھلا چیلنج کرتا ہوں۔ کیا کوئی بہائی اقدس میں سے ایک بھی ایسی تعلیم دکھا سکتا ہے۔ جو روحانی یا اخلاقی پہلو سے مفید ہو اور وہ قرآن کریم میں احسن ترین انداز میں موجود نہ ہو، جب ایسا نہیں ہے تو نبیاء اللہ کے اس مجوعہ سے قرآن حکیم کو منسوخ کہنا سراسر

غلط اور گناہ ہے۔ فَمَا ذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ ﴿۱۰﴾

ملا، حسین الدین

دلوزی

بتاؤ

فصل ہفتم

قرآن مجید زندہ اور غیر منسوخ بشریعت ہے!

بہائیت کی بنیاد نسخ بشریعتِ الہامیہ ہے۔ باہت اور بہائیت کی بنیاد اس عقیدہ پر ہے کہ قرآن مجید اب زندہ کتاب نہیں رہی۔ وہ

داعی بشریعت نہیں، بلکہ ایک منسوخ شدہ کتاب ہے۔ بہائی یا العموم اس عقیدہ کا کھلا اظہار نہیں کرتے۔ تا مسلمان ناراض نہ ہوں۔ مگر اعتقاد سب کا یہی ہے۔ بہائیوں نے اس باطل عقیدہ کیلئے ایک وہی سہارا بنا رکھا ہے وہ کہتے ہیں کہ مسلمان کہلا نیوالے فرقے یہ مانتے ہیں کہ قرآن پاک کی آیات میں سے بہت سی آیات منسوخ ہیں منسوخ آیات کی تعداد میں اور تعبیر میں شدید اختلاف ہے۔ جب اصولی طور پر قرآنی آیات میں نسخ تسلیم کر لیا گیا۔ تو سو آیات کا منسوخ ہونا یا سارے قرآن مجید کا منسوخ ہونا بہائی نقطہ نظر سے یکساں ہے

یہ جون ۱۹۳۳ء کو میں حیفافلسطین میں بہائیوں کے موجودہ زعم جناب شوقی افندی سے ملا تھا تو انہوں نے کہا کہ آپ لوگوں یعنی جماعت احمدیہ کے سوا سارے فرقے نسخ فی القرآن کے قائل ہیں۔ اس لئے اگر ہم نے قرآن مجید کو منسوخ کہ دیا۔ تو کونسی نئی بات کی ہے۔ بلاشبہ اہل بہار کا یہ استدلال درست نہیں۔ کیونکہ اگر مسلمان کہلا نیوالے قرآن مجید کی تعلیم کے خلاف آیات قرآنیہ کے نسخ کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ تو بہائیوں کا یہ حق نہیں کہ وہ اس غلط عقیدہ کو مستند بنا لیں۔ قابل غور امر تو یہ ہے کہ آیا از روئے قرآن مجید عقل تعالیم اسلام منسوخ ہو سکتی ہیں۔ اور فی الواقع منسوخ ہو گئی ہیں یا نہیں؟

آیت مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ كَمَا يَحْكُمُ مَفْهُوم | قرآن مجید کی بعض آیات کو منسوخ قرار دینے

والے غیر احمدی اور ساسے قرآن پاک کو منسوخ سمجھنے والے بہائی غلط فہمی سے قرآن مجید کی ایک آیت سے استدلال کرتے ہیں اور وہ یہ ہے۔

”مَا تَنْسَخُ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنسِئُهَا نَاتٍ يَخِيَّرُ مَن هَا أَوْ مِثْلَهَا لِكُمْ تَعْلَمَ
أَنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ“ (بقرہ آیت ۱۰۶)

وہ کہتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم اگر قرآن مجید کو منسوخ کریں گے تو اسکی مانند یا اس سے بہتر کتاب لائیں گے۔

قابلین نسخ کا یہ استدلال تاریخ کیسوت بھی کمزور ہے۔ آیت قرآنی اور اس کے سیاق و سباق پر تدبر کرنے سے یہ خیال بالبداهت باطل ثابت ہوتا ہے۔ اول تو آیت زیر نظر میں جملہ شرطیہ ہے۔ ما شرطیہ ہے۔ اسی لئے تَنْسَخُ پر جزم آئی ہے۔ علامہ ابن ہشام نے ما شرطیہ غیر زمانہ کی مثال میں یہ آیت پیش کی ہے۔ آیت کے معنی یوں ہونگے۔

”اگر ہم کسی آیت کو منسوخ کر دیں یا اسے بھلا دیں تو اسکی بہتر یا اسکی مانند لاتے ہیں۔ کیا

تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔“

تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔“

اس شرطیہ جملہ سے یہ استدلال کرنا کہ فی الواقع قرآن مجید کی بعض آیات یا سارا قرآن مجید منسوخ ہو گیا ہے۔ انصاف کا خون کرتا ہے۔ اس سے دل بشرطیکہ لفظ آیت سے مراد قرآن کریم کی آیت ہو (زیادہ سے زیادہ یہ ثابت ہوگا کہ اگر خدا تعالیٰ قرآن کو کسی حصے کو منسوخ کرے تو اس سے بہتر لائے گا۔ یہ ہرگز ثابت نہ ہوگا کہ فی الواقع اللہ تعالیٰ نے قرآن کے کسی حصہ کو منسوخ کر دیا ہے۔ دوم۔ اس آیت میں لفظ ”آیۃ“ سے مراد قرآن مجید کی آیات نہیں۔ بلکہ شرایع سابقہ کی تعلیمات ہیں۔ از روئے لغت یہ لفظ اس معنی کا تحمل ہے۔ اور ما قبل آیت صاف طور پر اس کی تعیین کر رہی ہے۔ پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

”مَا يُوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَلَا الْمُشْرِكِينَ أَنْ يُنَزَّلَ عَلَيْكُمْ

مِنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاللَّهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ (بقدرہ آیت ۱۰۵)

ترجمہ کہ اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ اور مشرکین کو یہ پسند نہیں۔ کہ اسے مسلمانوں یا تم پر تمہارے رب کی طرف سے خیر یعنی قرآن کریم کا نزول ہو۔ مگر اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کیلئے مخصوص کر لیتا ہے۔ اللہ بڑے فضل والا ہے۔

یہ آیت صاف طور پر بتا رہی ہے کہ مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ مِنْ اٰیٰتِہٖۤ اِنْ اٰہلِ الْکِتٰبِ اَعْتٰرٰضُ کٰجَوٰبِ دِیٰگیا ہے جو کہتے تھے کہ قرآن کے نزول سے تورات و انجیل کو منسوخ ماننا پڑیگا۔ اور یہ فتاویٰ اعتراض یا بحث ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کا جواب وَاللّٰهُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖۤ مِّنْ یَّشَآءُ میں دیا ہے۔ اور اہل کتاب کو مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ مِنْ اٰیٰتِہٖۤ میں اس طرف توجہ دلائی ہے۔ کہ تم اعتراض کر نہیں سکتے۔ یہ دیکھو۔ کہ آیا قرآن مجید تمہاری کتب سے اعلیٰ تعلیم پر مشتمل ہے یا نہیں؟ اگر اسکی تعلیم کتب سابقہ سے اکمل و جامع ہے۔ تو تمہارا اعتراض بے محل ہے۔ پس آیت مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ کٰسِی صَوْرٰتِہٖۤ مِیْنِ بَہِی قُرْآنِ مٰجِیْدِکِیٰ آیٰتِہٖۤ کِیٰ مَنَسُوخِ ہونے پر دلالت نہیں کرتی۔ اسکا مفہوم تو صرف یہ ہے کہ قرآن مجید نے تورات انجیل وغیرہ کتب سابقہ کو منسوخ کر دیا ہے۔ کیونکہ یہ ان سے اعلیٰ اور دائمی تعلیمات لیکر آیا ہے۔

نئی شریعت کی آتی ہے | آیت مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ اَوْ نُنسِیْہَا سے صولی طور پر یہ واضح ہو جاتا ہے کہ نئی شریعت صرف مندرجہ ذیل صورتوں میں آتی ہے۔ اول سابقہ شریعت مختص القوم یا مختص الزمان ہونیکے باعث وسیع دائرہ کے لئے غیر مکتفی ہو جائے۔ اسکے قوانین اپنی ذات میں تبدیلی کے مقتضی ہوں۔ دوم سابقہ شریعت محفوظ نہ رہے بلکہ اس میں تحریک و تغیر واقع ہو چکا ہو۔ سوم پہلی شریعت کے احکام زبان وغیرہ کی محدودیت کے باعث زمانہ کی رفتار کے مطابق نئی صورتوں کو پورا نہ کر سکتے ہوں۔ وہ پیچھے رہ گئے ہوں۔ اور زمانہ آگے نکل چکا ہو۔ ان تین صورتوں میں ہی پہلی شریعت کو منسوخ کر کے نئی شریعت لائی جاتی ہے۔ اور لازماً نئی شریعت سابقہ شریعت سے تفصیلات میں اعلیٰ ہوگی۔ اور

اصول میں کم از کم اس کے برابر ہوگی۔

اس قاعدہ کی روشنی میں بھی اگر غور کیا جائے تو ماننا پڑے گا۔ کہ نسخِ قرآن کا ادعا محض ہم ہے۔
 باپنی اور بہائی زعماء کا اقرار کہ قرآن مجید عالمگیر۔ اکمل اور جامع شریعت ہے۔ اور واقعات سے یہ ثابت ہے کہ قرآن مجید اعلیٰ ترین تعلیمات اور ہمہ گیر ہدایات پر مشتمل کتاب ہے۔ بلکہ خود باپنی اور بہائی لیڈروں کو بھی اسکے اقرار کے بغیر چارہ نہیں رہا۔

۱) علی محمد باب نے لکھا ہے :-

”در زمان نزول قرآن افتخار کل بفصاحت کلام بود۔ ازین جهت خداوند قرآن را با علی علو فصاحت نازل فرمود و اور اس معجزہ رسول اللہ قرار داد و در قرآن خداوند اثبات حقیت رسول اللہ و دین اسلام فرمودہ الا آیات کہ اعظم بیانات است۔“
 اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ چونکہ نزول قرآن کے وقت فصحاء کو اپنی فصاحت پر ناز تھا۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو ایسی اعلیٰ درجہ کی فصاحت میں نازل کیا۔ کہ اس سے زیادہ تصور نہیں ہو سکتی۔ اور اس میں آنحضرت اور اسلام کی صداقت کا اثبات اعظم بیانات سے کیا گیا ہے۔

(۲) عید البہار افندی تخریر کرتے ہیں :-

”یک معجزہ از معجزات قرآن این است کہ قرآن حکمت بالغہ است بشریعتی در نہایت اتقان کہ روح آن عصر بود تا سبب سے فرماید۔ و از این گزشتہ مسائل تا بحقیقہ و مسائل ریاضیہ بیان سے نماید کہ مخالف قواعد فلکیہ آن زمان بود بعد ثابت شد کہ منطوق قرآن حق بود۔“
 ترجمہ :- قرآن مجید کے معجزات میں سے ایک معجزہ یہ ہے کہ قرآن حکمت بالغہ ہے۔ اس نے نہایت اتقان و احکام سے ایک ایسی شریعت کی بنیاد قائم کی ہے۔ جو اس زمانہ کے لوگوں کے لئے

لہ البیان قلمی ص ۳۱۔ سہ خطابات عبد البہار جلد ۱ ص ۵۵

زندگی کی روح ثابت ہوئی۔ قرآن علاوہ شریعت کے تاریخی اور ریاضی کے ایسے مسائل بھی بیان کرتا ہے جو اس زمانہ کے قواعد فلکیہ کے خلاف تھے۔ اور بعد ازاں یہ ثابت ہو گیا کہ قرآن مجید کا بیان ہی درست ہے۔
(۳) جناب بہاء اللہ لکھتے ہیں :-

”عقل جزئی کے تو اندگشت برتدراں محیط
عنکبوتے کے تو اند کرد سیمرغے شکار لہ“

یعنی جس طرح مکڑی سیمرغ کا شکار نہیں کر سکتی۔ اسی طرح انسانوں کی عقل قرآن مجید کے بجز بیکراں
اور غیر محدود معارف و حقائق کا احاطہ نہیں کر سکتی۔

(۴) ایواضل بہائی مبلغ لکھتے ہیں :-

”وہذہ الآیات صریحۃ فی ان اللہ تعالیٰ ماترک شیئاً یتعلق
بالذیانۃ الالہیۃ و الشریعۃ النبویۃ اصولاً و فروعاً و حجۃ
و برہاناً و مصدرآء مآلاً الا و فصلہ و بینہ و اظہر
واعلنہ فی ہذا السفر المجید و الکتاب العزیز الحمید لہ“

ترجمہ: یہ آیات صریحاً بیان کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانی مذہبوں
نبیوں کی شریعت کے اصول، فروع، دلائل و براہین، مصدر اور نتیجہ۔ غرض ہر امر کو اس قرآن مجید اور کتاب
عزیز میں نہایت تفصیل اور کھول کر بیان کر دیا ہے۔ کوئی پہلو تشنہ منکبیل نہیں چھوڑا۔
(۵) جناب بہاء اللہ عکاکی زندگی میں لکھتے ہیں :-

”اگر اہل توحید در اعمار اخیرہ بشریعت غرار بعد از حضرت خاتم روح ۷۲ سواہ فداہ عمل
سے نمودند و بدیش تشبث۔ بنیان حصن امرتزرع کے نشد و مدائنہ مجموعہ خراب نے
گشت۔ بلکہ مدن و قرعے بطراز امن و امان دین و فائز۔ از غفلت و اختلاف امت مرحومہ
و دخان النفس شریہ ملت بیضاء تیرہ و ضعیف مشاہدہ سے نمود۔“

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت غرار تو کامل و مکمل ہے صرف مسلمانوں کا قصو ہے۔ کہ وہ اس پر عمل نہیں کرتے۔ اگر عمل کریں۔ تو دنیا بھر میں امن و امان قائم ہو جائے۔ ان حوالجات سے ظاہر ہے۔ کہ بہائی و یابی زعماء کے نزدیک بھی اسلامی شریعت فصیح ترین۔ اکل ترین۔ غیر محدود معارف پر مشتمل، عالمگیر اور زندہ کتاب ہے۔ ایسی تعلیم کے ذریعہ دنیا میں امن قائم ہوگا۔ پس اندر میں حالات نسخ قرآن کا اداء خود بخود غلط ہو جاتا ہے۔

قرآن مجید محفوظ اور تحریف سے جب قرآن مجید کامل شریعت ہے۔ ہر زمانہ کی ضرورت کیلئے

میراث شریعت ہے اس میں احکام موجود ہیں۔ تو اب اسکے منسوخ ہونے کی ایک ہی صورت ہو سکتی تھی۔ اور وہ یہ کہ قرآن مجید میں لغو یا سد تحریف ہو جائے۔ اور وہ محفوظ کتاب نہ رہے۔ واقعہ یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے نازل کرنے کے ساتھ ہی وعدہ فرمایا تھا۔

کہ *إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ* (الحجرات) کہ ہم نے ہی اس قرآن کو نازل کیا ہے۔ اور ہم ہی اسکی حفاظت کریں گے۔

اسلام کی تاریخ گواہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس وعدہ کو ہر زمانہ میں پورا کیا قرآن مجید کا محفوظ کتاب ہونا دشمنان اسلام کو بھی مسلم ہے۔ (۱) جرمن مستشرق ٹولڈیک لکھتا ہے:-

"Efforts of European scholars to prove the existence of later interpolations in the Quran have failed"

ترجمہ:- یورپین علماء کی یہ کوششیں کہ وہ ثابت کریں کہ قرآن میں بعد کے زمانہ میں بھی کوئی تبدیلی ہوئی ہے۔ بالکل ناکام ثابت ہوئی ہیں۔

سر ولیم میور نے لکھا ہے:-

"There is otherwise every security internal"

and external that we possess that text which Mohammad himself gave forth and used^۱

ترجمہ: اس کے علاوہ ہمارے پاس ہر ایک قسم کی ضمانت موجود ہے۔ اندرونی شہادت کی بھی اور بیرونی کی بھی کہ یہ کتاب جو ہمارے پاس ہے وہی ہے جو خود محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے دنیا کے سامنے پیش کی تھی۔ اور اسے استعمال کیا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا کہ میں قرآن مجید کی حفاظت کروں گا۔ اور ہر قسم کی تحریف سے اسے محفوظ رکھوں گا۔ تاریخی واقعات شاہد ہیں۔ کہ قرآن کریم ایک محفوظ شریعت اور ہر قسم کی تحریف سے میرا ہے۔ پس نسخ قرآن کا خیال محض معاندانہ خیال ہے۔ ورنہ اندرین حالات نئی شریعت کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔

قرآن مجید کے منسوخ | بہائی کہتے ہیں کہ ان کے نزدیک قرآن مجید خدا تعالیٰ کا کلام نہ ہونے پر دلائل | ہے لیکن اب وہ منسوخ ہے۔ پس ذیل میں قرآن مجید کی وہ آیات درج کرتا ہوں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن مجید غیر منسوخ شریعت ہے۔ دنیا کے اخیر تک اب یہی قانون ربانی نجات کا ذریعہ ہے۔ قرآن مجید کی یہ آیات اہل بہاء اور ان غیر احمدیوں کے خلاف حجت ہیں۔ جو قرآن مجید کو خدائی کلام مان کر اس کے منسوخ ہونے کے متائل ہیں۔

پہلی آیت - الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيْتُ لَكُمْ الْإِسْلَامَ دِينًا - ترجمہ: اس وقت (نزول قرآن کیساتھ) میں نے تمہارے دین کو کامل کر دیا۔ اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی ہے۔ اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند کیا ہے۔
دوسری آیت - إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ - ترجمہ: کامل مذہب اللہ کے نزدیک

۱۰ لَافَتْ آفَ مُحَمَّدٍ - ۱۱ المائدہ آیت - ۱۲ آل عمران آیت ۱۹ -

اسلام ہی ہے۔“

تیسری آیت۔ وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ

مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝ ترجمہ۔ جو شخص اسلام کے سوا کسی اور مذہب کو بطور دین اختیار کریگا، اس سے قبول نہ کیا جائیگا اور وہ آئندہ زندگی میں ناکام لوگوں میں سے ہوگا۔“

چوتھی آیت۔ اَفَغَيْرَ اللَّهِ ابْتِغَىٰ حَكَمًا وَهُوَ الَّذِي أَنْزَلَ إِلَيْكُمُ الْكِتَابَ

مُفَصَّلًا وَالَّذِينَ اتَّبَعَتْهُمْ أَتَّبَعْتُمْ يَكْفُرُونَ ۚ إِنَّهُ مَنَّكَ مِنْ رَبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ ۚ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ ترجمہ۔ کیا اللہ کے سوا میں کسی اور

حکم کو مان لوں۔ حالانکہ وہی ہے جس نے تمہاری طرف یہ کتاب تمام تفصیلات پر مشتمل بنا کر نازل کی ہے جنکو ہم نے اس کتاب کا حکم عطا کیا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ تیرے رب کی طرف سے اٹل قانون کے ساتھ انری ہے۔ تو شک کرنیوالوں میں سے مت بنو۔ اس کتاب پر صدق و عدل کے لحاظ سے تیرے رب کی

شریعت مکمل ہو گئی۔ اسکے کلمات کو کوئی تبدیل کرنیوالا نہیں۔ وہ سُننے اور جاننے والا ہے۔“

نوٹ۔ ان آیات میں اسلام کے کامل اور دائمی قانون ہونیکا ذکر کر کے بتایا گیا ہے۔

کہ آئندہ کوئی اور دین بارگاہ ایزدی میں مقبول نہ ہوگا۔ نیز قرآن مجید کے مفصل و مکمل اور غیر منسوخ شریعت ہونے کا بھی بیان ہے۔

پانچویں آیت۔ وَهَذَا ذِكْرٌ مُّبَارَكٌ أَنْزَلْنَاهُ ۚ أَفَأَنْتُمْ لَهُ مُنْكَرُونَ ۝

ترجمہ۔ یہ نصیحت نامہ تمام خوبیوں کا جامع ہے۔ ہم نے اسے تمہارا ہے کیا تم اسکے منکر ہو؟

چھٹی آیت۔ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ وَلِتَعْلَمَ نَبَأَهُ بَعْدَ حِينٍ ۝

ترجمہ۔ یہ قرآن سب جہانوں اور زمانوں کیلئے ذکر ہے۔ تمہیں اسکی اس پیشگوئی کی حقیقت کچھ عرصہ بعد معلوم ہوگی۔“

سَاتُوْنَ آيَاتٍ - وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ
مِنَ الْكِتَابِ وَ مُهَيِّمًا عَلَيْهِ ۗ ترجمہ - ہم نے فتاویٰ رہنے والی تعلیم پر مشتمل کتاب تم پر نازل
کی ہے۔ اس حال میں کہ وہ کتاب کتب سابقہ کی مصدق ہے۔ اور ان پر نگران ہے۔

نوٹ ۱۔ ان آیات سے ظاہر ہے کہ قرآن مجید تمام برکات پر حاوی ہے۔ اور وہ مہین
ہے۔ یعنی دوسری کتب کی صحت و عدم صحت کا معیار ہے۔

أَمْ تُحْشَوْنَ آيَاتٍ - وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تَبْيَانًا لِّلْكُلِّ شَيْءٍ ۚ وَ
هُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِّلْمُسْلِمِينَ ۗ ترجمہ - ہم نے تجھ پر شریعت
پر ضروری علم کو بیان کرنے کیلئے اور ہدایت و رحمت تیرے مسلمانوں کیلئے بشارت کے ساتھ نازل کی ہے۔

نُوْنِ آيَاتٍ - وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ لِّلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ
وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ۗ ترجمہ - ہم نے اس قرآن میں تمام لوگوں کے
لئے ہر ضروری تعلیم بوضاحت بیان کر دی ہے لیکن بعض انسان بہت جھگڑتے ہیں۔

وَسُوْنِ آيَاتٍ - وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِّلنَّاسِ فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ
لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۗ قُرْآنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِي عِوَجٍ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ۗ
ترجمہ - ہم نے اس قرآن میں ہر قسم کی عمدہ تعلیم اور سب دلائل بیان کر دیئے ہیں۔ تا لوگ نصیحت
حاصل کریں۔ ہم نے اس قرآن کو فصیح زبان والا اور ایسا بنایا ہے۔ کہ اس میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں
ہے۔ تا لوگ تقویٰ حاصل کریں۔

نوٹ ۲۔ ان آیات میں قرآن مجید کی شریعت کو جامع، ہر کجی سے میرا اور ہر ضروری
تعلیم پر مشتمل قرار دیا گیا ہے۔ عربی زبان میں آملشکل کے کسی معنی میں جن میں سے الحجۃ
دلیل۔ الحدیث۔ عمدہ بات۔ الآیۃ۔ نشان صداقت۔ العبرة۔ نصیحت کی بات۔

کے بھی ہیں - (اقرب الموارد)

گیا رُھویں آیت - قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاَرْضُ نَسْ وَالْجِبْنَ عَلٰی اَنْ يَّاتُوْا
بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَأْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَكُوْنَكَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ
ظٰهِيْرًا وَّلَقَدْ صَدَقْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ قَابِلٍ
اَكْثَرَ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ۗ ترجمہ - اعلان کر دے کہ اگر افس و جن ملکر بھی اس
قرآن کی مثل بنا نیکا ارادہ کریں۔ تب بھی باوجود ایک دو سکر کی مدد کر نیے وہ ایسا ہرگز نہ کر سکیں گے۔

اس قرآن میں ہمنے ہر پہلو سے دلائل کو ذکر کر دیا ہے مگر بہت لوگ پھر بھی ناشکری پر مصر رہتے ہیں۔

بارُھویں آیت - اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرَاہُ قُلْ قَاتُوْا عَشْرَ سُوْرٍ مِّثْلِهٖ
مُقْتَرٰتٍ يَّاتِ وَاذْعُوْا مِنْ اَسْتَطَعْتُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۗ
فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِیْبُوْا لَكُمْ فَاعْلَمُوْا اَنْمَ اُنزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَاَنْ لَا
اِلٰهَ اِلَّا هُوَ قَوْلُ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۗ ترجمہ - کیا یہ کہتے ہیں کہ رسول نے یہ کلام خود
گھڑ لیا ہے۔ تو کہہ دے کہ تم بھی گھڑ کر اس کی مانند دس سورتیں ہی پیش کرو۔ اور اگر تم سچے ہو تو اپنے
معبودانِ باطلہ سے دعائیں بھی کرو۔ ان کو بھی بلا لوی لیکن لے مرشر کو! اگر وہ معبودانِ باطلہ تمہاری
درتجو است کو نہ قبول کریں۔ یا اے مسلمانو! اگر یہ معنی الفین اس جیلنج کو قبول نہ کر سکیں تو جان لو کہ
قرآن مجید اللہ کے علم پر مشتمل ہے اور اسکے سوا کوئی معبود نہیں۔ پس کیا تم مسلمان بنتے ہو؟

تیسرے آیت - اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ كَلَّمًا جَاءَهُمْ وَرَاٰہُ
لِكِتٰبٍ عَزِیْزٍ لَا یَاْتِیْہِ الْبٰطِلُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْہِ وَّلَا مِنْ خَلْفِہٖ تَنْزِیْلٌ
مِّنْ حٰكِمٍ حَمِیْدٍ ۗ ترجمہ - جن لوگوں نے اس ذکر کا انکار کر دیا۔ جب وہ ان کے پاس آیا
دوہ سخت گمراہی میں ہیں تحقیق قرآن وہ غالب کتاب ہے۔ کہ باطل اسمیں نہ آگے سے نہ پیچھے سے
راہ پاسکتا ہے۔ وہ حکیم و حمید کا نازل کردہ کلام ہے یعنی نہ گذشتہ علوم و واقعات قرآن کو غلط ثابت

۱۵ بنی اسرائیل آیت - ۸۹-۸۸ ۱۶ ہود آیت - ۱۳۱-۱۳۰ ۱۷ فصلت آیت - ۴۲-۴۱

کر سکتے ہیں۔ اور نہ ہی آئندہ کوئی تعلیم قرآن کو باطل اور منسوخ ثابت کر سکتی ہے۔

نوٹ۔ ان آیات میں قرآن مجید کو سبب التعلیل۔ عدیم المثال اور ہمیشہ غالب و حق ثابت

ہونے والی کتاب قرار دیا ہے۔

چودھویں آیت۔ ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَىٰ شَيْءٍ يَّعْتَقُونَ مِنَ الْأَمْوَاطِ مِمَّا
وَلَا يَتَّبِعُ أَهْوَاءَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۗ تَرْجُمَةُ موسوی دور کے بعد پھر ہے تجھ کو
امردین کی کامل شریعت پر قائم کیا ہے۔ تو اسکی پیروی کرتا رہ۔ اور ان لوگوں کی خواہشات کی
پیروی نہ کر۔ جو حقیقت سے آگاہ نہیں۔

پندرھویں آیت۔ اِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ لِمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ
اَنْ يَّسْتَقِيمَ ۗ تَرْجُمَةُ۔ یہ قرآن سب لوگوں کیلئے باعث عزت ہے۔ ہاں ان کے لئے
راہ استقامت ہے جو استقامت اختیار کرنا چاہیں۔

سولھویں آیت۔ اِنَّهٗ لَقَوْلُ فَضْلٍ ۗ وَمَا هُوَ اِلَّا نَزْلٌ ۗ تَرْجُمَةُ۔ یہ منسوخ
ہونے والا کلام ہے۔ اس میں کسی قسم کی غیر سنجیدگی یا بے اصولی نہیں۔

نوٹ۔ ان آیات میں قرآن مجید کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے۔ اور اس پیروی کو ترک
کرنا یا کرنا ناجائز نہیں قرار دیا گیا ہے۔ قرآن کو استقامت کا ذریعہ بتایا گیا ہے۔
ہاں اسے قول فضل کہہ کر منسوخ ہونی والا قانون کہا گیا ہے۔ کیونکہ لغت کی کتاب میں
لکھا ہے۔ "امرهم بامر فصل اى لا رجعة فيه ولا مرد له" کہ فصل اسبات کو
کہتے ہیں جس میں رجوع کرنے یا اسے منسوخ کرنے کی گنجائش نہ ہو۔

سترھویں آیت۔ اَللّٰهُ يَرْسُوْلُ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتَابًا مُّتَشٰهَرًا
مَشٰوِيْرًا تَقْسَعُ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدَهُمْ
وَقَلُوْبُهُمْ اِلَىٰ ذِكْرِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُدًى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَاءُ ۗ

نہ الحاشیہ آیت۔ ۱۴۱۳۔ ۲۸، ۲۷۔ تہ الطارق آیت ۱۳، ۱۴۔

مَنْ تُضَلِّلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ۖ ترجمہ - اللہ ہی نے بہترین تعلیم ایسی کتاب کی صورت میں نازل فرمائی ہے جو انسانی فطرت کیلئے عین موزوں ہے۔ چنانچہ خشیت اللہ رکھنے والوں کے جسم اسکو سن یا پڑھ کر کپکپا اٹھتے ہیں۔ اور ان کا ظاہر و باطن ذکر الہی میں مشغول ہو جاتا ہے۔ یہ اللہ کی ہدایت ہے جسے چاہتا ہے اسکے ذریعہ کامیاب بناتا ہے۔ اور جسکو اللہ تعالیٰ گمراہ قرار دے۔ پھر اسے کون رہنمائی کرے والا ہوگا۔

اٹھارھویں آیت راتہ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ ۗ فِيْ كِتَابٍ مَّكْنُوْنٍ لَا يَمَسُّهُ
اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۗ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعَالَمِيْنَ ۗ ترجمہ - یہ ہمیشہ پڑھی جانے والی معزز کتاب ہے۔ یہ دنیا کے آخر تک کتاب مکنون کی صورت میں رہے گی۔ اسکے معارف صرف پاکباز و مطہر لوگ ہی معلوم کر سکیں گے۔ یہ رب العالمین کی نازل کردہ ہے۔

انیسویں آیت اِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ
الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنْ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ۗ ترجمہ - یقیناً یہ قرآن ان طریقوں کی رہنمائی کرتا ہے۔ اور وہ تعلیمات پیش کرتا ہے جو ہر زمانہ میں صحیح اور قائم رہنے والی ہیں۔ پھر وہ نیک اعمال بجا لانے والوں کو بشارت دیتا ہے۔ کہ ان کو بہت اجر ملے گا۔

نوٹ - ان آیات میں قرآن مجید کو فطرت انسانی کیلئے بہترین شریعت قرار دیا گیا ہے۔ اسکے حقائق و معارف کو نہ ختم ہونیوالا خزانہ بتایا ہے۔ اور ہر زمانہ میں اس کی ہدایات کو آفسر کہا گیا ہے۔ کیا ایسی تعلیم کو منسوخ کہا جاسکتا ہے؟

بیسویں آیت وَقَالَ الرَّسُوْلُ يَا رَبِّ اِنِّىْ اَتَّخِذُ وَ اِهٰذَا الْقُرْآنَ
فَهُوَ جُودًا ۗ ترجمہ - رسول کریم کہیں گے کہ اے میرے رب میری قوم نے اس بے مثال قرآن کو چھوئی ہوئی کتاب کی طرح بنا دیا ہے۔

نوٹ - یہ آیت ماسبق کیسایتہ ملکہ بتا رہی ہے۔ کہ قیامت کے دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تعالیٰ کے سامنے شکایت کریں گے۔ کہ میری قوم نے اس قرآن کو ترک کر دیا تھا۔ اس جگہ قومی سر
 مراد امریت، اجابت یعنی مسلمان کہلاسنے واسطے ہیں۔ جیسا کہ مہجور کا کہنے سے بھی ظاہر ہے۔
 قابل غور امر ہے۔ کہ اگر قرآن مجید نے منسوخ ہو جانا تھا تو قیامت کے دن اس شکوہ کے کیا سنبھال
 سکتے ہیں۔ کیا جواب میں یہ نہ کہا جائیگا کہ مہجور کا سوال نہیں۔ وہ تو منسوخ ہی ہو چکا تھا۔ بہائی
 کہتے ہیں۔ کہ بہاء اللہ کا دعویٰ ہی قیامت ہے۔ میں کہتا ہوں کہ پھر یہ آیت بہائیت کے بطلان
 پر نص قاطع ہے۔ گویا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہاء اللہ کے دعوے کے وقت
 اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی۔ کہ اے خدا! اب بہاء اللہ اور یہاٹیوں نے اس قرآن کو منسوخ
 و متروک کر نیکی تجویز کی ہے۔ تو اپنے وعدہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَكَا فِظْوٰنُ کے
 مطابق اسکی حفاظت فرما۔ اہل ایمان کو مبارک ہو۔ کہ اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 کی دعا کو قبول فرمایا اور حضرت احمد جری اللہ کو باغ محمدی کا نگہبان بنا کر بھیج دیا جس نے
 فرمایا:-

”قرآن شریف کو ہجو کی طرح نہ چھوڑو۔ کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزت دینگے وہ آسمان پر
 عزت پائیں گے جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے۔ انکو آسمان پر مقدم رکھا جائیگا۔
 نوع انسان کیلئے نر و نئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں۔ مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کیلئے اب کوئی رسول اور
 شفیع نہیں۔ مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم“

اٰیٰتِ سُوْرٰتِ اَلْحٰجِّ مٰا اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنْ کِتٰبِ رَبِّکَ لَا مَبْدِیْنَ
 لَکِلٰمٰتِہٖمْ وَ لٰکنْ یُحْمَدُ مِنْ دُوْنِہٖ مُلٰتِحِدًا ۝ ترجمہ تو اپنے رب کی اس کتاب کی تلاوت کیا کر
 جو تجھ پر وحی ہوتی ہے۔ اسکے کلمات و احکام کو کوئی تبدیل کرنے والا نہیں۔ اور تجھ اس کے سوا کوئی جہت پناہ نہ ملے گی۔
 نوٹ۔ اس آیت میں صریح طور پر بتایا گیا ہے کہ دنیا ٹھوکر میں کھانیسکے بعد آخر کار خدا تعالیٰ
 کی شہادت قرآن مجید کی طرف ہی رجوع کرے گی۔ اور اسکے منسوخ قرار دینے کی کوششیں

نا کام ثابت ہوں گی۔

بِأَيُّسُوَيْبِ آيَاتٍ - جَعَلَ اللَّهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامًا لِلنَّاسِ
وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَائِدَ ذَلِكَ لَتَعْلَمُوَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي
السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَنَّ اللَّهَ يَكِلُ شَيْئًا عَلَيْهِ

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو لوگوں کیلئے عزت والا ٹھکانہ اور ہمیشہ قائم رہنے والا قیام بنا دیا ہے۔ ایسا ہی اس
نے عزت والے مہینے، قربانیاں اور ان کے گلے کے ہار ہمیشہ کیلئے جاری کر دیئے ہیں۔ تم کو معلوم ہوتا ہے کہ
اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کی سب باتوں کو بخوبی جانتا ہے۔ اور کوئی چیز اس کے علم سے باہر نہیں۔

نوٹ۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے رہتی دنیا تک کعبہ کو حج کا مقام مقرر فرمایا ہے اور
اس امر کو اپنی ہستی اور اپنے علم کی دلیل بتلایا ہے۔ گویا بیت اللہ الحرام کا حج ایسی وقت منسوخ قرار
دیا جاسکتا ہے۔ جبکہ دنیا باقی نہ رہے۔ اسلامی حج کے غیر منسوخ ہونے کا مطلب یہ ہوگا۔ کہ
دین اسلام بھی کبھی منسوخ نہ ہوگا۔

تَيْسُوَيْبِ آيَاتٍ مَا تَعَدُّ الشُّهُورَ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي
كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرْمٌ ذَلِكَ
الْيَوْمِ الْقَيِّمِ

ترجمہ۔ اللہ کی طرف سے شہریت میں مہینوں کا شمار بارہ مہینے مقرر ہے۔ جبکہ اس
آسمان و زمین کو پیدا کیا۔ ان بارہ مہینوں سے چار حرمت والے مہینے ہیں۔ یہ ہمیشہ قائم رہنے والا قانون ہے۔
نوٹ۔ اس آیت میں سال کے بارہ مہینوں کو ابتداء دنیا سے شروع ہونی والا اور
دنیا کے آخر تک قائم رہنے والا قانون بتایا ہے۔ بہاء اللہ اور بابا نے بارہ کی بجائے
انیس مہینے مقرر کر نیکی نا کام کوشش کی ہے۔

چَوْبِسُوَيْبِ آيَاتٍ - دَسُؤُلُ مِنَ اللَّهِ يَسْأَلُوا جُحْفًا مَطَهَّرَةً فِيهَا كُتِبَ
قِيَمَةٌ

ترجمہ۔ یہ اللہ کا رسول ہے۔ جو پاکیزہ صیغہ (قرآن مجید) پر حکم سناتا ہے۔ ان حضروں نے قرآن مجید

میں تمام وہ کتابیں اور احکام موجود ہیں۔ جو ہمیشہ قائم رہیں گے۔“

نوٹ۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ سابقہ کتب کے بھی وہ احکام جو قائم رکھے جانے کے قابل تھے قرآن مجید میں جمع کر دیئے گئے ہیں۔

پچیسویں آیت (الف) الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْنَا الْكِتَابَ وَ
لَمْ يَجْعَلْ لَهُ عِوَجًا قَيِّمًا لِيُنْزِلَ بَأْسًا شَدِيدًا مِمَّنْ لَدُنْهُ وَ يُبَشِّرَ
الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا حَسَنًا (ب) فَأَقِم
وَجْهَكَ لِلدِّينِ الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا مَرَدَّ لَهُ مِنَ اللَّهِ

يَوْمَئِذٍ يَصُدُّ عُنُقَهُ ۝ ترجمہ (الف) سب تعریف اللہ کا حق ہے جس نے اپنے بندے پر کتاب

(قرآن مجید) نازل کی ہے۔ اور اس کتاب میں کسی قسم کی کجی نہیں رہنے دی۔ اس کتاب کو ہمیشہ رہنے والی اور

کبھی منسوخ نہ ہونیوالی کتاب بنایا ہے۔ تا وہ اس شدید جنگ اور عذاب کے ذرائع جو اللہ کی طرف سے آنیوالا

ہے۔ اور ان مومنوں کو بشارت دے جو نیک اعمال بجالاتے ہیں۔ کہ ان کیلئے بہترین بدلہ مقدر ہے۔ (ب)

تو اپنی ساری توجہ اس منسوخ ہونیوالے دین کیلئے صرف کر۔ پیشتر اسکے کہ اللہ کی طرف سے وہ عذاب

کا دن آئے جو دور نہ کیا جاسکے۔ اور لوگ اس دن پر آگندہ ہوں گے۔“

نوٹ۔ پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے متعلق دو باتیں بیان فرمائی ہیں۔

۱۔ لَمْ يَجْعَلْ لَهُ عِوَجًا۔ اس میں کوئی کمی نہیں۔ اس کے بیان میں کوئی اعوجاج

نہیں۔ (۲) قَيِّمًا۔ وہ ان اعلیٰ و قائم رہنے والی تعلیمات پر مشتمل ہے۔ جو کبھی منسوخ

نہ ہوں گی۔ یہ آیت بھی قرآن پاک کے جزئی یا کلی طور پر منسوخ نہ ہونے پر صریح نص ہے

دوسری آیت میں اسلام کو الدِّينُ الْقَيِّمُ قرار دیا گیا ہے۔

الْقَيِّمُ کی لغوی تحقیق | مندرجہ بالا آیات میں سے آیت ۲۲ میں کعبہ کیلئے قَيِّمًا

لِلنَّاسِ کا لفظ وارد ہوا ہے۔ آیت ۲۳ میں بارہ مہینوں کے قاعدہ کے متعلق ”الدِّينُ

الْقِيَمِ آیات ۲۴ میں قرآنی احکام کو خواہ وہ سابقہ کتب میں بھی مذکور تھے خواہ
 صرف قرآن نے ذکر کئے ہیں۔ "كُتِبَ قِيَمَةٌ" قرار دیا گیا ہے۔ آیت ۲۵ الف میں
 قرآن مجید کیلئے "قِيَمًا" کی صفت مذکور ہوئی ہے۔ اور آیت ۲۵ ب میں اسلام کیلئے
 الدِّينِ الْقِيَمِ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ آئیے اب ہم اس لفظ کی لغوی تحقیق کریں
 الْقِيَمُ کا لفظ قِيَامٌ اور قَوْمٌ مصدر سے مبالغہ کا صیغہ ہے۔ قیام کے معنی کھڑے
 ہونے اور دائم رہنے کے ہیں۔ قام علی الامر: دام و ثابت۔ وہ ہمیشہ ثابت ہے۔ (اقریب الہادی)
 قام عندہم الحق: اسی ثابت ولم یبرح ومنہ قولہم اقام بالمكان ہو بمعنی الثبات۔ حق
 کے قائم ہونے کا مطلب یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنی جگہ پر ہمیشہ کیلئے راسخ ہو گیا۔ اور وہاں سے
 نہ ہلا۔ (لسان العرب) القیم: المستقیم الذی لا زیغ فیہ ولا میل عن الحق۔ کہ قیم کے ایک
 معنی یہ ہوتے ہیں۔ کہ وہ ایسا کلام ہے جس میں کوئی کمی یا انحراف نہیں ہے بلکہ وہ کامل ہے۔ (طیبات العرب)
 وَقِيَمًا ابلغ من القائم والمستقیم باعتبار الزنة۔ قییم کا لفظ اپنے وزن کے لحاظ سے قائم
 اور قییم سے زیادہ زور دار ہے۔ (طیبات ابی البقاء) جار اسد ز مخشری لکھتے ہیں۔ قام علی الامر: دام
 و ثابت۔ کہ قام علی الامر کے معنی ہوتے ہیں۔ وہ امر دائمی ہے اور ثابت رہنے والا ہے۔ (اقام الشیء:
 ادامہ اور اقام الشیء کے معنی ہونگے اس چیز کو ہمیشہ ثابت رہنے والا بنا دیا۔ پھر کہتے ہیں۔ ما
 لفلان قیمة: ثبات و دوام علی الامر۔ کہ فلاں شخص کیلئے قیمت نہیں یعنی اسے استقلال اور دوام
 حاصل نہیں۔ (اساس البلاغۃ) امام راجب لکھتے ہیں۔ وقولہ دینا قیما ای ثابتاً مقوماً لامور معاشہم
 ومعادہم۔ کہ دیناً قیماً کے معنی ہیں ایسا دین جو ہمیشہ ثابت رہے والا ہے اور انسانوں کے دنیوی
 اور اخروی امور کو ٹھیک طور پر قائم کرے۔ (اسی)۔ القیام والقوام اسم لما یقوم بہ الشیء۔ ای
 یثبت كالعماد والنسناد۔ کہ قیام اور قوام اس چیز کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ سے دوسری چیزیں
 ثابت رہ سکیں۔ وقولہ۔ جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام قیاماً للناس: ای قواماً انہم یقوم
 بہ معاشہم ومعادہم قال الامم قائماً لا ینسخ۔ آیت قرآنی جعل اللہ الکعبۃ البیت

الْحَرَامَ قِيَامًا لِلنَّاسِ میں قیام سے مراد وہ تون ہے۔ جس پر ہر انسان کے ذہنی اور اخروی امور کا انحصار ہو لغت کے تحقق الائم کہتے ہیں۔ کہ اسکے معنی قائم رہنے والے کے ہیں یعنی لایتنسخ وہ جو کبھی منسوخ نہ ہوگا مفرقا حضرت امام بخاری نے القیم کے معنی قائم کئے ہیں۔ (بخاری کتاب التفسیر) مندرجہ بالا تحقیق سے ثابت ہے کہ القیم کا لفظ از روئے لغت ثابت و دائمی قانون، اعلیٰ و عمدہ باقی رہنے والی تعلیم و شریعت کے لئے بولا جاتا ہے مفرقا اس کے حوالہ میں لایتنسخ کا لفظ بالکل صریح ہے۔ دوسری قوائیس کے الفاظ میں بھی القیم کے معنی رائل نہ ہونیوالا اور ہمیشہ ثابت رہنے والا بتایا ہے جس کا مدعا یہ ہے کہ جب کسی عقیدہ، دین یا شریعت کیلئے القیم کا لفظ استعمال ہو تو اس سے مراد وہ اس عقیدہ، دین اور شریعت کی عمدگی اور خوبی پر دلالت کر نیکی یہ بتانا بھی مدنظر ہوتا ہے۔ کہ وہ کبھی زائل نہ ہوگا۔ کبھی منسوخ نہ ہوگا۔ قرآن مجید کے دوسرے مقامات پر بھی یہ لفظ اسی مفہوم میں مستعمل ہوا ہے عقیدہ توحید کو الدین القیم کہا گیا ہے۔ (سورۃ یوسف آیت ۱) ایسا ہی دین فطرت کو ذلک الدین القیم بتایا گیا ہے اور ساتھ ہی فرمایا ہے۔ لا تبدل الخلق اللہ (الروم آیت ۳۰) حذلئے واحد کی عبادت کو ناقابل نسخ حکم قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے۔ وذلک دین القیمۃ (البینہ آیت ۱) پس القیم وہ دین ہے جو اپنی جگہ سے تبدیل نہ ہو کبھی منسوخ نہ ہو سکے۔ اس تحقیق کی روشنی میں اسلام کو ناقابل نسخ مذہب، اور قرآن مجید کو زندہ کتاب اور غیر منسوخ شریعت ماننا ہر منصف مزاج انسان کا فرض ہے۔

ایک اٹھلک کرین یا بتا مندرجہ بالا دلائل کے علاوہ ایک اور قبیلہ کن بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے متعلق فرمایا ہے۔ وَاَنْتُمْ تَرْكَبُونَ صُرَبَ اللّٰهِ مِمَّا كَلِمَاتٍ طَيِّبَةٍ كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ تُؤْتِي اُكْلَهَا كُلَّ حَبِيْنٍ يٰۤاٰدِ اِنْ يَسْاَدَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝ (براہیم آیت ۲۴، ۲۵) کہ اکی مثال اس پاکیزہ درخت کی ہے جسکی جڑیں ثابت ہوں اور جسکی شاخیں آسمان تک پہنچتی ہوں اور وہ ہر وقت اپنا پھل دے رہا ہو یعنی قرآن مجید کے ہول و احکام مضبوط چٹان کی طرح ثابت اور دائمی ہیں۔ اسکے حقائق و معارف آسمانوں کی طرح بلند ہیں۔ صرف روحانی پیراز رکھنے والے ہی انکو

پا سکتے ہیں۔ تُوَقِيْ اَکْثَرًا کُلَّ حَیْنٍ بِاِذْنِ رَبِّہَا سَکَے شَبِیْہِیْنَ اِثْمَارِ عِیْنِ قُرْآنِ مَجِیْدِ کَے سَچے خَادِمِ اور رُوْحَانِی

پہلو ان ہر زمانہ میں دنیا میں پیدا ہوتے رہینگے۔ جو کہہ کریں گے

کرامت گر چہ بے نام و نشان است

بیا بنگر ز غلمانِ محمد

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: لَنْ یَخْلُقَ اللّٰهُ بَعْدَ هَذِهِ الْاٰمَةِ عَلَمًا مِّنْ سِوٰی مَا تَمَّ

سنة من بعد ہذا بینہا (ابوداؤد) کہ میری امر کے بعد دین یعنی اسلام کی تجدید کیلئے اللہ تعالیٰ ہر صدی

کے سر پر مجدد مبعوث فرماتا رہیگا۔ یہ مجددین گزشتہ صدیوں میں آتے رہے ہیں۔ اس صدی کے

سر پر بھی جبکہ بابت اور بہت کہہ رہے تھے کہ اسلام منسوخ ہو چکا ہے قرآنی شریعت ناقابل عمل

ہو چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے باغ کی حفاظت کیلئے حضرت مرزا غلام احمد صاحب

علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ کو مبعوث فرمادیا ہے۔

اگر اسلام کے پھل بند ہو جاتے۔ اور قرآن مجید کے ان اعلیٰ روحانی خادموں کا سلسلہ

منقطع ہو جانا۔ تو شاید بہا ثبت کی چال چل جاتی۔ مگر اب تو ناممکن ہے اللہ تعالیٰ

کا اسلام اور قرآن سے یہ سلوک ایک فیصلہ کن امر ہے۔ اس سے ثابت ہے۔ کہ قرآن مجید

منسوخ نہیں۔ بلکہ وہ ایک زندہ کتاب ہے۔ اور نجات پانے اور خدا تک پہنچنے کا وہی کمال

راستہ ہے۔ مبارک وے جو اس راستہ پر گامزن ہیں۔

بہارِ جاوداں پیدا ہے اسکی ہر عبارتیں

نہ وہ خوبی تمہیں میں ہے نہ اس سا کوئی بُستاں ہے



فصل ششم

بہاء اللہ الوہیت کا دعویٰ کیا ہے!

نبوت اور الوہیت کے تاریخی عالم سے ثابت ہے کہ انسانوں میں دو قوم کے مدعی ہوتے رہے ہیں! مدعی اپنے دعویٰ پر ایمان کو فرض اور اپنی اطاعت کو واجب

قرار دیتے رہے ہیں۔ (۱) نبوت و رسالت کے مدعی۔ (۲) الوہیت و ربوبیت کے مدعی۔

قرآن مجید فرماتا ہے۔ کہ جب اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی نجات کیلئے اپنے بندے حضرت موسیٰ کو نبی بنا کر بھیجا تھا۔ تو اس وقت ملک مصر کا فرعون ع اَنَا رَبُّكُمْ الْأَعْلٰی کا ادعا کر رہا تھا۔ چنانچہ اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دھکی دیتے ہوئے کہا۔ لَئِن اَتَّخَذَتِ الْهٰٓءِ غَیْرِیْ لَآ جَعَلْتُكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِیْنَ کہ اگر تو نے میرے سوا کسی اور ہستی کو خدا قرار دیا۔ تو میں تجھے قید کر دوں گا۔

نبوت کے مقام پر خدا تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں کو گھڑا کرتا اور ان کی سچائی کو اپنے زبردست نشانات سے ثابت کرتا رہا ہے۔ ان کی قبولیت کو دیکھ کر کچھ لوگ نبوت کے جھوٹے مدعی بنا رہے ہوئے ہیں۔ صادق اور کاذب انبیاء اپنی اپنی پھلوں سے شناخت کئے جاتے ہیں۔ الوہیت خاصہ خداوندی ہے۔ اسلئے الوہیت کا مدعی انسان یقیناً کاذب ہوگا۔ غرض مدعی نبوت کے بارے میں تو اسکاں ہے۔ کہ وہ صادق ہے یا کاذب۔ لیکن الوہیت کا مدعی بہر حال کاذب ہوگا۔ کسی انسان کا دعویٰ الوہیت و ربوبیت کرنا ہی اسکے جھوٹا ہونے پر کافی دلیل ہے۔ ہاں آسمان شبہ نہیں۔ کہ نبوت کا مدعی ہو یا الوہیت

کا وہ لوگوں کو اپنے دعویٰ پر ایمان لانے کیلئے دعوت دیگا۔ اور اپنی اطاعت کو فرض قرار دیگا۔
 بہاء اللہ کے دعویٰ میں | بہاء اللہ کے دعویٰ کے متعلق غلط فہمی یا اختلاف رائے دو
 غلط فہمی کی وجوہات | وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔ اول بہاء اللہ نے اپنے دعویٰ کو

مامورانِ الہی کی سنت پر علی الاعلان بیان نہیں کیا بلکہ اگر ایک حصہ کو اپنے چند احباب
 میں ذکر کیا۔ تو باقی دعویٰ کو تقیہ کی صورت میں مخفی رکھا۔ اس نے اپنے اتباع کو بھی یہ
 ہدایت دی ہے :- "استر ذہبک و ذہابک و مذہبک" ^۱

کہ اپنے مال، آذوقہ اور مذہب کو مخفی رکھو۔"

دوم۔ بہاء اللہ کی کتب یا مخصوص "اقدس" کو بہائیوں نے آج تک شائع نہیں
 کیا۔ تا موقعہ کے مناسب جہت سب چاہیں اختیار کر لیں۔ اس عدم اشاعت کتب سے
 دعویٰ کے متعلق غلط فہمی کا پیدا ہونا لازمی تھا۔ بہائیوں کو بھی اس کا اعتراف ہو لکھا ہے۔
 "عام طور پر حضرت باب۔ حضرت بہاء اللہ اور حضرت عبد البہاء کی کتابوں کے کیا باب

ہونیکے وجہ سے بعض تاریخی اور تعلیمی غلط فہمیاں پھیل گئی ہیں" ^۲

علاوہ ازیں عبد البہاء افندی کی روشنی بھی اس غلط فہمی کے بڑھانیکا موجب ہوئی
 ہے۔ باوجودیکہ بہائی شریعت میں باجماعت نماز منسوخ ہے۔ اسلامی نماز منسوخ قرار دی
 گئی ہے۔ مگر عبد البہاء اپنی زندگی کے آخر تک مسلمانوں کی مساجد میں ان کی اقتداء میں
 باجماعت نماز ادا کرتے رہے ہیں۔ پس ان وجوہات کے باعث بہاء اللہ کے دعویٰ کے
 سمجھنے میں غلط فہمی پیدا ہوئی ہے۔

بہاء اللہ نے اپنے دعویٰ پر ایمان | بیشک عبد البہاء نے یورپ میں جا کر کہہ دیا
 لانا فرض قرار دیا ہے۔ - ہے :-

"یصح ان یتکون الانسان ہائئیا ولولم یسمع باسم ہماء اللہ" ^۳

۱۔ بیعتہ الصدور۔ ۲۔ رسالہ بہاء اللہ کی تعلیمات۔ ۳۔ عصر جدید (پری۔ ۱۹۰۷ء)۔ ۴۔ عصر جدید (پری۔ ۱۹۰۷ء)۔ ۵۔ (اردو) عصر جدید (پری۔ ۱۹۰۷ء)۔ ۶۔ (اردو) عصر جدید (پری۔ ۱۹۰۷ء)۔

ترجمہ۔ انسان بہائی ہو سکتا ہے۔ خواہ اس نے بہاءِ امد کا نام بھی نہ سنا ہو۔
 لیکن بہاءِ امد کی تحریر اس کے اس نظریہ کی تائید نہیں ہوتی۔ "اقدس" کو چھپا کر اس قسم
 کی بات کہی جاسکتی تھی۔ مگر اس پر ممکن نہیں۔ بہاءِ امد کے دعویٰ کی نوعیت کچھ ہو۔ مگر یہ
 یقینی امر ہے۔ کہ انہوں نے اپنے دعویٰ کا ماننا فرض قرار دیا ہے۔ بہاءِ امد نے اپنے نہ
 ماننے والے کو مشرک قرار دیا ہے۔ اپنے دعویٰ کے منکر کو گمراہ کہا ہے۔ (اقدس ص ۲۹۴) ہر عبادت
 شریعت کے علاوہ سب شراعیع کو ناقابلِ تمسک قرار دیا ہے۔ (اقدس ص ۲۹۴) ہر عبادت
 ہر نیکی اور ہر عمل خیر کو اپنی رضاء قبولیت اور خوشنودی پر موقوف قرار دیا ہے۔ (اقدس
 نمبر ۶ تا ۷) پس یہ تو قطعی بات ہے کہ بہاءِ امد نے اپنے دعویٰ پر ایمان لانا فرض قرار
 دیا ہے۔ اور اپنے انکار کو موجبِ سزا کہا ہے۔ بلکہ اپنے دعویٰ سے اعراض کر نوالے کو جہنمی قرار دیا ہے۔
 بہاءِ امد کی طرف دعویٰ نبوت منسوب کرنا ہرگز درست نہیں۔
 نبوت نہیں کیا۔ اس نے کبھی بھی نبی ہونیکا دعویٰ نہیں کیا۔ وہ آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کو اسی معنی میں خاتم النبیین ماننا ہے جس معنی میں عام غیر احمدی مانتے ہیں۔ یعنی
 آپ پر نبوت بند ہے۔ بہاءِ امد نے لکھا ہے :-

"وزینتہ بطراز الختم وانقطعت یہ نفحات الوسی"

یعنی آنحضرت صلعم خاتم النبیین ہیں۔ آپ پر وحی کا خاتمہ ہو چکا ہے۔

ابو الفضل بہائی لکھتے ہیں :-

"اینکہ جناب شیخ گمان فرمودہ اندکہ شاید ادعائے ایشان ادعائے نبوت باشد محض

وہم و گمان خود جناب شیخ است و ہر کس باہل بہاء معاشرہ و یا از کتیب این طائفہ مطلع

باشد۔ میدانکہ نہ در الواح مقدسہ ادعائے نبوت وارد شد و نہ براسنہ اہل بہاء

لفظ نبی بہاؤ وجود اقدس اطلاق گشتہ"

لہ اشراقات۔ ۳۵۔ مجلہ اقدس۔ ۳۵۔ الواح مبارکہ مشرق۔ ۳۵۔ الفرائد ص ۲۶۵

ترجمہ۔ شیخ (عبدالسلام) کا یہ خیال کہ باب اور بہاء نے دعویٰ نبوت کیا ہے۔ سراسر وہم و گمان ہے۔ ہر شخص جو بہائیوں سے واقف ہے یا ان کی کتابوں پر اطلاع رکھتا ہے۔ خوب جانتا ہے۔ کہ نہ الواح میں دعویٰ نبوت پایا جاتا ہے اور نہ اہل بہاء نے کبھی باب یا بہاء امد کیلئے لفظ نبی کا استعمال کیا ہے۔

مصر کے مشایخ مشہور کتاب "البہائیۃ" میں لکھا ہے :-
 "ان حضرة البہاء و حضرت عبد البہاء و حضرت الیاب لم يدع احد
 منهم النبوة لہ

ترجمہ۔ بہاء امد، عبد البہاء یا باب میں سے کسی نے بھی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔
 بہائیوں کے رسالہ کو کتب ہندی میں لکھا ہے :-

"نہ تو ایڈیٹار کے میں نبی کا لفظ ہے۔ نہ فرقان کے موعود کو نبی کہا گیا۔ نہ اہل بہاء حضرت بہاء امد جبل ذکرہ الاظم کو نبی مانتے ہیں۔ اور کو کتب ہندی میں بارہا اس کا اعلان کیا جا چکا ہے۔"

ان اقتباسات سے روز روشن کی طرح ثابت ہے۔ کہ بہاء امد دعویٰ نبوت نہ تھا اور نہ ہی بہائی لوگ بہاء امد کو نبی مانتے ہیں۔

بہاء امد دعویٰ الوہیت تھا | اب یہ بات واضح ہے۔ کہ بہاء امد کا دعویٰ یقیناً دعویٰ الوہیت و ربوبیت تھا۔ نبوت تو اہل بہاء کے نزدیک بند ہے۔ وہ بہاء امد کو نبی نہیں کہتے۔ اگر یہ سوال ہو کہ پھر بہائی بہاء امد کو کیا مانتے ہیں؟ اس کا جواب بہائی رسالہ کو کتب ہندیوں دیتا ہے کہ :-

"اہل بہاء دور نبوت کو ختم جانتے ہیں۔ امت محمدیہ میں بھی نبوت جاری نہیں سمجھتے۔ ہاں خدا کی قدرت کو ختم نہیں جانتے۔ اسلئے خدا کی قدرت کے نئے ظہور کو تسلیم کرتے ہیں جو نبوت سے آگے ایک نئی شان رکھتا ہے۔ اور یہ دور نبوت کے ختم ہونے کا اعلان ہے۔ اسی

لیئے اہل بہاء نے کبھی نہیں کہا کہ نبوت تم نہیں ہوئی اور دعوت کل ادیان ہی یا رسول ہے۔

بلکہ اس کا ٹھہور مستقل خدائی ظہور ہے۔

اس اقتباس سے ظاہر ہے کہ بہائیوں کے نزدیک بہاء امد کا دعویٰ نبوت یا رسالت

کا نہ تھا۔ بلکہ ”مستقل خدائی ظہور“ تھا۔

عقلی طور پر بھی نبوت کے دعویٰ سے انکار اور نبوت بالامتقام کے ادعاء کے صرف

یہی معنی ہیں۔ کہ بہاء امد الوہیت و ربوبیت کا مدعی تھا۔

دعویٰ الوہیت بھی اور | توحید پرست حلقوں میں گفتگو کرتے وقت ہوشیار بہائی

اقرار بشریت بھی ایسے سوالے پیش کیا کرتے ہیں۔ جن میں بہاء امد نے اپنی بشریت

کا اقرار کیا ہے۔ ان کی غرض یہ ہوتی ہے کہ چونکہ بہاء امد بشر ہونیکا اقرار ہی ہے لہذا

اسے مدعی الوہیت کہنا صحیح نہیں۔ مگر یہ استدلال محض سطحی ہے۔ کیونکہ ادعا الوہیت

کیلئے انکار بشریت لازم نہیں۔ بلکہ آج تک جن لوگوں نے بھی الوہیت کا دعویٰ

کیا ہے۔ ان میں سے کسی نے نہیں کہا کہ میں بشر نہیں ہوں۔ اور جن مقدسوں کو لوگوں نے

خدا قرار دیا۔ ان کی بشریت کا بھی انہوں نے انکار نہیں کیا۔ فرعون دعویٰ الوہیت کے

باوجود اپنے بشر ہونے سے منکر نہ تھا۔ عیسائیوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کو الہ قرار دیا

مگر ان کی بشریت کے منکر نہیں ہوئے۔ وہ آپ کو کامل انسان اور کامل خدا کہتے ہیں۔

پس اسی طرح بہاء امد کے دعویٰ الوہیت کے باوجود اگر بہاء امد خود یا بہائی اسکی بشریت

کا ذکر کرتے ہیں۔ تو یہ عجیب نہیں۔ کونسا مدعی الوہیت ہے جس نے اپنی بشریت کا انکار

کر کے اپنے دعویٰ کو منوایا ہے؟ کیا ایک کھاتے پیتے انسان کو یہ سزاوار ہے کہ وہ اپنی

انسانیت کا منکر ہو جائے؟ صحیح یہ ہے کہ جس طریق پر مدعیان الوہیت دنیا میں دعویٰ

کرتے رہے ہیں۔ یا جس طرح مسیحی لوگ حضرت مسیح کو خدا مانتے ہیں۔ بالکل اسی طرح بہاء امد

تھے دعویٰ کیا ہے۔ اور بالکل اسی طرح بہائی لوگ بہاء اسد کو خدا مانتے ہیں۔
بہاء اسد کے دعویٰ | بہاء اسد کے دعویٰ الوہیت کی نوعیت بیان کرنے کیلئے میں ذیل
الوہیت کی نوعیت میں اہل بہاء کی دو عبارتیں پیش کرتا ہوں لکھا ہے :-

(الف) حضرت بہاء اسد کی کتابوں میں یہ کلام وقوعاً ایک مقام سے دوسرے مقام میں تبدیل
 ہو جاتا ہے۔ ابھی تو ایک انسان کلام کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ اور ابھی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ
 خدا خود کلام کر رہا ہے۔ مقام بشریت سے کلام فرماتے ہوئے بھی بہاء اسد اس طرح کلام فرماتے
 ہیں جس طرح خدا کافرتانہ کلام کرے۔ اور لوگوں کو رضاء الہی کیساتھ ملے کا تسلیم کا زندہ نمونہ
 بن کر دکھائے۔ آپ کی تمام زندگی روح القدس سے بھر پور تھی۔ اسلئے آپ کی زندگی اور تعلیمات
 میں بشری اور الہی عناصر کے درمیان کوئی صاف خط نہیں کھینچا جاسکتا۔

(ب) عیسائیوں نے آپ کو کفر قرار دیا ہے۔ سورہ المائدہ آیت ۷۲۔ ناقل، آپ کے چہرہ میں
 قرآن مجید نے نصاریٰ کے اس رویہ کو کفر قرار دیا ہے۔ سورہ المائدہ آیت ۷۲۔ ناقل، آپ کے چہرہ میں
 انہوں نے خدا کے چہرہ کو دیکھا۔ اور آپ کے لبوں سے انہوں نے خدا کی آواز کو سنا۔ حضرت
 بہاء اسد فرماتے ہیں کہ رب اللہ ارج ابیدی باپ دنیا کے بننے اور بچانے والے کی آمد جو تمام انبیاء
 کے بیانات کے مطابق آخری ایام میں واقع ہونیوالی ہے۔ اس سے سوائے اسکے اور کچھ مراد نہیں۔
 کہ خدا انسانی شکل میں منصوبہ شہود پر نظر ہر ہوگا۔ جس طرح اس نے اپنے آپ کو
 یسوع نامری کی ہیکل (جسم) کے ذریعہ ظاہر کیا تھا۔ اب وہ اس کھل تراور روشن تر ظہور
 کے ساتھ آیا ہے۔

ان عبارات سے ظاہر ہے کہ بہاء اسد کے ظہور کی وہی نوعیت قرار دی گئی ہے جو کہ عیسائیوں
 کے نزدیک یسوع نامری کے ظہور کی ہے۔ اس سے بہاء اسد کے دعویٰ الوہیت کی نوعیت واضح
 اور عیاں ہے۔

بہاء اسد کے اوعاء الوہیت پر بعض نادان خیال کرتے ہیں کہ جماعت احمدیہ بہائیانہ

ایڈیٹر المنار وغیرہ کا بیان کو اسلئے مدعی الوہیت قرار دیتی ہے۔ تا اسے مدعیان

نبوت کے زمرہ سے نکال کر باقی سلسلہ احمدیہ کی صداقت ثابت کر سکے۔ ان کے نزدیک

جماعت احمدیہ کا یہ اعلان ذاتی فائدہ کی خاطر ہے۔ یہ خیال سراسر باطل ہے۔ اس

خیال کا باعث صرف یہ ہے کہ ایسے لوگوں نے بہائی لٹریچر کا مطالعہ نہیں کیا۔ ورنہ وہ

ایسی بات نہ کہتے۔ ذیل میں میں اپنی تحقیق کی تائید کے لئے شیخ رشید رضا ایڈیٹر رسالہ المنار

مصر اور پادری الیاس غدوری کی شہادت پیش کرتا ہوں۔ اول الذکر آخر عمر تک سلسلہ

احمدیہ کے سخت مخالف تھے۔ شیخ رشید رضا لکھتے ہیں :-

”البہائیة هم آخر طوائف الباطنية يعبدون البهاء

عبادة حقيقية ويدعون بالوہیتہ و ربوبیتہ ولهم

شريعة خاصة بهم“

ترجمہ۔ بہائی لوگ باطنی فرقہ کا آخری گروہ ہیں جو بہاء اسد کی حقیقی عبادت کرتے ہیں۔ اور اس کی

الوہیت و ربوبیت کا اعتقاد رکھتے ہیں۔ بہائیوں کی اپنی علیحدہ شریعت ہے۔

پادری الیاس غدوری لکھتے ہیں :-

”قد ادعی بالالوہیة فی کتابہ مرات متعددة رمزاً وعلناً“

ترجمہ۔ بہاء اسد نے اپنی کتاب میں متعدد مرتبہ اشارتاً اور علانیہ دعویٰ الوہیت کیا ہے۔

ان اقتباسات سے واضح ہے کہ بہائی کتابوں کا مطالعہ کرنے والے دوسرے لوگ بھی

بہاء اسد کو مدعی الوہیت ہی کہتے ہیں۔ مدعی نبوت نہیں کہتے۔ پختہ بہائی بھی اس عقیدہ

کا اعتراف کرتے ہیں۔ مرزا حسین علی بہائی مبلغ نے لکھا ہے :-

”یا الوہیت، حتی لا يزال یہ مثال جمال قدم مذعن و مطمئن گشتیم“

لہ المنار جلد ۱۳، عدد ۳، شوال ۱۳۲۲ھ، ص ۱۳۱، مقدمہ اقدس - ۱۳۱۲ھ، بیچہ الصدور ص ۱۳۶

کہ ہم اہل بہاء جمال قدم یعنی بہاء اسد کی الوہیت کے عقیدہ پر پیش ہو چکے ہیں۔
بہاء اسد کے دعویٰ الوہیت پر | اب میں ذیل میں اختصاراً وہ حوالجات درج کرتا ہوں
تیس واضح حوالجات جن سے بالبداہت ثابت ہے۔ کہ بہاء اسد مدعی

الوہیت تھا۔

پہلا حوالہ۔ بہاء اسد کہتے ہیں :- "اسمعوا نداء مالک الاسماء انه
 ینادیکم من شطر سجنه الاعظم انه لا اله الا انا المقتدم
 للمتکبر المتسخر المتعالی العلیم الحکیم"

کہ میں قیدخانہ میں ہوں۔ میں مالک الاسماء ہوں۔ میرے بغیر کوئی خدا نہیں۔
 نوٹ۔ اقدس کے حوالجات کا ترجمہ فصل پنجم میں دیکھا جائے۔

دوسرا حوالہ۔ بہاء اسد کہتا ہے :- "والذی ینطق فی السجن الاعظم
 انه الخالق الاشیاء و موجد الاسماء قد حمل البلیا لاجیاء العالم
 کہ جو اس وقت قیدخانہ میں بول رہا ہے۔ وہی سب اشیاء کا خالق ہے۔ اور تمام ناموں کا موجد ہے

اس نے دنیا کو زندہ کر نیکی لئے مصائب برداشت کئے ہیں۔"

تیسرا حوالہ۔ بہاء اسد نے کہا ہے :- "لا اله الا انا المسجون الفیء"

ترجمہ۔ سو اسے میرے جو تنہا قیدی ہوں اور کوئی خدا نہیں ہے۔"

استدلال۔ ان حوالجات سے واضح ہے۔ کہ بہاء اسد اپنے مسجون ہونے کے اقرار

کیساتھ اپنی الوہیت اور خالقیت کا بھی اعلان کرتے ہیں۔

چوتھا حوالہ۔ بہاء اسد نے لکھا ہے :- یا اهل الارض اذا غربت شمس

جمالی و سترت سماء هی کلی لا تضطر بوا قوموا علی نصرة

امرہ و ارتقاع کلمتی بین العالمین۔ انا معکم فی کل الاحوال

و ننصرکم بالحق انا كنا قادرین ۱۱

اس عبارت میں بہاء اسد نے یہ دعویٰ کیا ہے۔ کہ مرنے کے بعد بھی میں مدد کرتا ہوں گا
ہر حال میں میں تمہارے ساتھ ہوں گا۔

پانچواں حوالہ۔ لکھا ہے:۔ ”قد كان المظلوم معكم يسوع ویرا
وهو السميع البصير ۱۲

ترجمہ۔ مظلوم (بہاء اسد) ہر وقت تمہارے ساتھ رہتا اور دیکھتا ہے۔ اور وہ سمیع و بصیر ہے۔
چھٹا حوالہ۔ عبدالبہاء افندی لکھتے ہیں:۔ ”جمال مبارک نص صریح در کتابتہ
فرمودند و نہ کم من افق الا بھی و ننصر من قام علی نصرة امری بمنق
من الملائ الا علی و قبیل من الملائكة المقر بین ۱۳

ترجمہ۔ بہاء اسد نے کتاب کی نص صریح میں وعدہ کیا ہے۔ کہ میں تمکو ہمیشہ افق ابہی سے دیکھتا ہوں گا
اور جو میرے امر کی تائید کریں گے۔ میں ملا علی اور فرشتوں کی جماعتوں کیساتھ ان کی مدد کروں گا۔

اسی بناء پر عبدالبہاء نے کہا ہے:۔ ”من عبد البہاء مستتم۔ منقرنت بہاء اسد بمثل
ونظیر است۔ کل بائد توجہ بہاء اسد تاج بند در دعا این اسد نہ ہب عبدالبہاء ۱۴

کہ میرا مذہب یہ ہے۔ کہ سب لوگوں کو دعا کی وقت بہاء اسد کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔

استدلال۔ ان عبارتوں سے واضح ہے۔ کہ بہاء اسد نے حاضر ناظر ہونے اور ہر وقت
نصرت کرینکا دعویٰ کیا ہے۔ اور بہائی اسکو ایسا ہی مانتے ہیں۔ دعائیں اسی سے کرتے
ہیں۔ اور اسے سمیع و علیم جانتے ہیں۔

ساتواں حوالہ۔ بہاء اسد اپنا مقام ان الفاظ میں ذکر کرتے ہیں:۔

”اذا يراه احد في الظاهر يجده على هيكل الانسان بسين
ايدي اهل الطغيان و اذا يتفكر في الباطن يراه مهيمنا

علی من فی السموات والارضین ۱۰

ترجمہ جب کوئی شخص بہاء اللہ کے ظاہر میں دیکھتا ہے۔ تو اسے اہل طغیان کے درمیان ایک انسان کو
ہیکل پر دیکھتا ہے۔ اور جب یا لمن میں نور کرتا ہے تو اسے آسمانوں اور زمینوں کا ہیمن ونگمان پاتا ہے۔
آٹھواں حوالہ۔ ”جمال غیبی اور ہیکل ظہور میفرماید ای احمد نقیہ از عرف گلستان قدس روحانیم بر
عالم ہستی وزیدہ و جمیع موجودات را بطراز قدس صمدانی مزین فرمودہ ۱۱“

ترجمہ جمال غیب نے ہیکل ظہور میں (یعنی بہاء اللہ نے ایک مرید سے) فرمایا کہ اسے احمد امیری روحانیت
کے مقدس بارے سے دنیا پر ہوا اہل سب سے اور سب موجودات کو قدسیت سے مزین کر دیا ہے۔

اس عبارت میں بہاء اللہ کے اپنے آپ کو ”جمال غیبی اور ہیکل ظہور“ قرار دیا ہے۔

نواں حوالہ۔ ”عبدالہاء افندی نے بہاء اللہ اور یسوع کو باہم کامل مشابہ قرار دیا ہے لکھتے
ہیں: ”کلمۃ اللہ السکیری حضرت مسیح و اتم عظم جمال مبارک را ظہور و بروز نے فوق تصور
زیادار و جمیع کمالات منظر ہر اولیہ بودہ و ما فوق آن بجلاستہ متحقق کہ مظاہر سائرہ حکم
تبعیت داشتند ۱۲“

گویا مسیح اور بہاء اللہ سب انبیاء و رسل سے افضل ہیں۔ اس فضیلت اور مشابہت کو
عبدالہاء نے یوں واضح کیا ہے۔

”حقیقت مسیحیہ کہ کلمۃ اللہ است البتہ من حیث الذات والصفات والشرف مقدم بر کائنات

است رکلمۃ اللہ پیش از ظہور در ہیکل بشری در نہایت عزت و تقدس بود و در کمال

جلال و جمال و راجع عنہما خویش بر قرار ۱۳“

استدلال۔ گویا جس طرح مسیحی حضرت مسیح کو کلمۃ اللہ کا ظہور در ہیکل بشری مانتے ہیں۔ بعینہ اس طرح

یہائی بہاء اللہ کو کلمۃ اللہ کا ظہور در ہیکل بشری مانتے ہیں۔ بسو فرق نہیں۔ اسی بناء پر عبدالہاء
نے بہاء اللہ کو مسیح سے مشابہ قرار دیا ہے۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ عبدالہاء نے حقیقت حضرت مسیح

کو ابن اسد کا ظہور مانتے ہیں نہ تیری؟

وسوال حوالہ بہاء اسد لکھتے ہیں: - ایسے مطلع الامر شریک فی العصمة

الکبریٰ انه لمظهر يفعل ما يشاء في ملكوت الانشاء، قد خص

الله هذا المقام لنفسه و ما قدر لاحد نصيب من هذا الشان

العظيم المنيع لہ

اس میں بہاء اسد نے اپنے آپ کو مطلع الامر قرار دیکر "عصمت کبریٰ" کا ادعاء کیا ہے۔

اور اس مقام کو اسد تعالیٰ سے خاص بنا یا ہے۔

گیارہواں حوالہ "الحمد لله الذي جعل العصمة الكبرى درعاً لهيكل

امرہ في ملكوت الانشاء و ما قدر لاحد نصيباً من هذه

الرتبة العليا و المقام الاعلى لہ

ترجمہ: سب تعریف اسد کیلئے ہے جس نے ملکوت انشاء میں اپنے امر کی میکل کیلئے عصمت کبریٰ

کو تمیص بنایا۔ اور اس بلند مرتبہ میں سے کسی اور کے لئے اس میں حصہ مقدر نہیں کیا۔

بارہواں حوالہ "عصمت کبریٰ کے مقام کی تشریح کرتے ہوئے جناب بہاء اسد نے لکھا ہے۔

"لو يحكم على الماء حكم الخمر و على السماء حكم الارض و على

النور حكم النار حق لا ريب فيه و ليس لأحد ان يعترض

عليه او يقول لم و بسم انه لو يحكم على الصواب حكم

الخطأ و على الكفر حكم الايمان حق من عتده انه لو

يحكم على اليمين حكم اليسار او على الجنوب حكم الشمال

حق لا ريب فيه لہ

ترجمہ: کہ عصمت کبریٰ کا مالک اگر پانی کو شراب، آسمان کو زمین، نور کو آگ قرار دے گا تو اس میں

شک نہ ہوگا۔ اور کسی کو اس پر اعتراض کرنے یا نہ کیوں اور کس لئے کہنے کا حق نہ ہوگا۔ وہ اگر درست بات کو غلط
 کفر کو ایمان قرار دے تب بھی سچ ہوگا۔ اس بطرح وہ اگر وہ ایموں کو یا یاں اور جنوب کو شمال قرار دیتا تو بھی درست ہوگا۔
 استدلال۔ ان جو الحجات سے ظاہر ہے۔ کہ بہاء اسد نے جس عصمت کبریٰ کو خاصہ خداوندی قرار
 دیا ہے۔ اسکو اپنے لئے مخصوص بتایا ہے۔ قطع نظر اس امر کے کہ یہ معقول ہے یا نہیں۔ کہ کفر
 کو ایمان قرار دیا جائے۔ یہ تو ثابت ہو گیا کہ بہاء اسد اپنے لئے مقام الوہیت کو ہی خاص بتانا
 ہے۔

تیسرے سوال حوالہ۔ ”یا قوم طہروا قلوبکم ثم ایضارکم لعلکم تعرفون یارکم
 فی هذا القميص المقدس من اللہ“

ترجمہ۔ اے میری قوم! اپنے دلوں اور اپنی آنکھوں کو پاک کرو۔ تا تم اس مقدس اور چمکدار قمیص میں اپنے
 پیدا کرنے والے خدا کو پہچان سکو۔

چودھواں سوال حوالہ۔ انالو نخرج من القميص الذي لبسناه لضعفكم
 ليقدر ينسخي من في السموات والارض بانفسهم و ربك
 يشهد بذلك ولا يسمع الا الذين انقطعوا عن كل الوجود
 حياً لله العزيز القدير

ترجمہ۔ اگر ہم اس قمیص سے باہر نکل آئیں جو ہم نے محض تمہارے اعتقادی ضعف کیوجہ سے پہن
 رکھی ہے۔ تو مجھ پر آسمانوں اور زمین والے سب لوگ قربان ہو جائیں۔ تیرا رب اسکی گواہی دیتا ہے۔ مگر
 اس گواہی کو صرف وہی لوگ سنتے ہیں۔ جو اسکی محبت کے باعث سبکدوشی سے منقطع ہو چکے ہیں۔

پندرہواں سوال حوالہ۔ بہاء اسد اپنے ایک مرید نصیر نامی کو دعا سکھاتے ہیں۔ کہ یوں کہا کرو کہ۔
 ”اسئلت بجمالک الاعلیٰ فی هذا القميص الدرعی المبارک الالہی

بأن تقطعني عن عکلی ذکک دون ذکک لک

ترجمہ۔ اے اسد! میں تجھے اس جمالِ اعلیٰ کے واسطے سے جو اس روشن اور مبارک قمیص میں سے نکلتا کرتا ہوں۔ کہ تو مجھے اپنے ذکر کے سوا ہر ذکر سے منقطع کر دے۔“

استدلال۔ بہاء اسد کی ان عبارتوں سے ظاہر ہے۔ کہ وہ اپنے آپ کو انسانی جامہ میں خدا قرار دیتا ہے۔ اپنے خالق البشر ہونیکا بھی مدعی ہے۔ اور اپنے سے دعائیں کرنے کی بھی ہدایت کرتا ہے۔

سولہواں حوالہ۔ ”قد فرض لكل نفس كتاب الوصية وله ان يزين
باسم الاكبر اعظم ويعترف فيه بوحدا نية
الله في مظهر ظهوره“

اس میں بہاء اسد نے ہر بہائی کو اس اقرار کی وصیت کی ہے۔ کہ وہ ”وحدانیتہ اللہ فی مظهر ظہورہ“ یعنی خدا کے مظهر ظہور (بہاء اسد) میں اسکی توحید کا اعتراف کرے۔
سترھواں حوالہ۔ ”الحمد لنفسی المہیمن المقتدر العزیز القديم
تالله هذه الكلمة في آخر القول لسيف الله على المشركين
ورحمته على الموحدين“

ترجمہ۔ سب تعریف میری اپنی ذات کیلئے ہے۔ جو مہیمن، مقتدر، عزیز اور قدیم ہے۔ بخدا کلام کے آخر میں یہ فقرہ مشرکوں پر تلاو رہے۔ اور موحدین کے لئے رحمت ہے۔“
استدلال۔ یاد رہے کہ بہاء اسد نے اپنے ایک خط کے آخر میں یہ عبارت لکھی ہے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ جو بہاء اسد کو ان صفاتِ خداوندی سے منصف مانیں وہ اسکے نزدیک موحد ہیں۔ باقی سب مشرک۔ گویا بہائیت نے توحید کی تعریف ہی تبدیل کر لی جس طرح عیسائی تثلیث کو توحید کہتے ہیں۔ اسی طرح بہائی بہاء اسد کو صفاتِ باری سے منصف ماننے کا نام توحید رکھتے ہیں۔ یہ امر بہاء اسد کی ان دونوں تحریروں سے یوضاحت ثابت ہے۔

اٹھارہواں حوالہ۔ اذا اختلفتم فی امر فارجعوه الی اللہ ما دامت الشمس مشرقۃ من افق هذا السماء واذ اغربت ارجعوا الی ما نزل من عنده انه لیکفی العالمین^{۱۸}ؕ

یعنی جب تک میں زندہ ہوں مجھ سے اپنے اختلافات کا فیصلہ کرایا کرو۔ اور جب میں مر جاؤں گا تو میرے نازل کردہ کیمطابق فیصلہ کیا کرو۔ اس جگہ بھی صاف طور پر بہاء اقدس نے اپنے آپ کو خدا قرار دیا ہے۔ اسی بناء پر بہاء اقدس نے اقدس^{۱۹} میں اس سے کئے گئے سوالات کو ”رب ما یرى و ما لا یرى رب العالمین“ سے کئے گئے سوالات لکھا ہے۔

انیسواں حوالہ۔ بہاء اقدس لکھتے ہیں:۔ ”هذا یوم لو ادرکہ محمد رسول اللہ لنقال قد عرفناک یا مقصود المرسلین۔ ولو ادرکہ الخلیل لیضع وجهه علی التراب خاضعاً للہ ربک ویقول قد اطمأن قلبی یا الہ من فی ملکوت السموات والارضین“^{۱۹}

ترجمہ۔ یہ وہ دن ہے کہ اگر محمد رسول اقدس پاتے تو پیکار اٹھتے۔ کہ ہم نے تجھے پہچان لیا۔ اے مرسلین کے مقصود۔ اور اگر اے حضرت ابراہیم پاتے تو اقدس کے حضور عاجزی کرتے ہوئے سجدہ میں گر پڑتے اور کہتے کہ ای میرا دل مطمئن ہو گیا ہے اے آسمانوں اور زمینوں کے یا مشدوں کے خدا!

استدلال۔ یہ عبارت اپنے مضمون کے بنانے میں نہایت واضح ہے۔ اس میں بہاء اقدس نے اپنے آپ کو مقصود المرسلین اور الہ قرار دیا ہے۔ ظاہر ہے کہ مقصود المرسلین خدا ہی ہوگا۔ بیسواں حوالہ۔ ”هو الذی ارسل المرسل و انزل الکتب الانہ لا الہ الا انا العزیز الحکیم“^{۲۰}

ترجمہ۔ وہی ہے جس نے رسولوں کو بھیجا اور کتابوں کو نازل کیا۔ کوئی خدا نہیں، پیکر میرے جو عزیز و حکیم ہوں۔ اکیسواں حوالہ۔ ”قل یا مسلاً البیان تا اللہ قد اتی منزلہ و مرسلہ“^{۲۱}

اتقوا الرحمن ولا تكونوا من الظالمين ۱۰

ترجمہ۔ اللہ سے ڈرو۔ اور ظالموں میں سے مت بنو۔
 ہے تم رُحْمٰن سے ڈرو۔ اور ظالموں میں سے مت بنو۔

بایسوا الحوالہ۔ قال وقولہ الحق لا یمنعہ ذکر النبی عن
 الذی بقولہ یخلق النبیین والمرسلین ۱۱

ترجمہ۔ اس نے کہا اور اس کا قول درست ہے۔ کہ اسے آنحضرت کا ذکر اس کی نذر روکے گا۔
 جو اپنے قول سے نبیوں اور رسولوں کو پیدا کرتا ہے۔

بہائیوں کو مسلم ہے۔ کہ الذی بقولہ یخلق النبیین والمرسلین سے
 مراد بہاء اللہ ہے۔

تیسویں حوالہ۔ مرزا حیدر علی بہائی لکھتے ہیں:-

”حضرت بہاء اللہ آسمانی است کہ اذا فاقش شمس انبیاء ورسولین اشراق
 نمودہ مرسل رسل و منزل کتب و رب الارباب و سلطان مبدع و آب است ۱۲“

ترجمہ۔ حضرت بہاء اللہ وہ آسمان ہے جس کے افق سے انبیاء و رسولین کے سورج چمکے۔ بہاء اللہ
 رسولوں کا بھیجنے والا، کتابوں کا نازل کرنے والا، رب الارباب، اور ابداء اور انتہاء کا بادشاہ ہے۔
 عبدالبہاء قندی نے بہاء اللہ کو واضح کتاب کہا ہے۔ عصر جدید عربی میں ”منزلہ الکتب“ لکھا گیا ہے۔

۱۳ استدلال۔ ان چاروں اقتباسات سے عیاں ہے کہ بہاء اللہ کا دعویٰ ہے کہ وہ ہی
 رسولوں کا مرسل (بھیجنے والا) اور کتابوں کا منزل (نازل کرنے والا) ہے۔ اسی نے بیان
 کو نازل کیا ہے۔ وہی نبیوں کا خالق اور پیدا کنندہ ہے۔ بہاء اللہ کے متعلق بہائیوں کا
 عقیدہ بھی یہی ہے۔ پس ثابت ہے کہ بہاء اللہ کا دعویٰ الوہیت کا دعویٰ تھا۔

چوبیسواں حوالہ۔ عبدالبہاء اقدسی لکھتے ہیں:-

۱۴ مجموعہ اقدس۔ جلد اول۔ صفحہ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔

”جمع ایامیکہ آمدہ و رفتہ است۔ ایام موسیٰ بودہ، ایام مسیح بودہ۔ ایام ابراہیم بودہ۔ و
بچنین ایام سائر انبیاء بودہ۔ اماں یوم یوم احد است“^۱

یعنی سب نبیوں کا زمانہ تو ”ایام الانبیاء“ تھا۔ اور آج کا زمانہ ”یوم احد“ ہے۔
بہائیوں کی تعلیمی کتاب میں لکھا ہے :-

”در آن یوم جمال اقدس ابہی بر عرش ربوبیت کبریٰ مستوی و بکل اسماء حسنیٰ و صفات
علیٰ بر اہل ارض و سما تجلی فرمود“^۲

اسی عقیدہ کی تائید ابو الفضل بہائی نے بھی کی ہے۔ لکھتے ہیں :-

”این چنین ظہور عظیمی مقام او مقام نیابت و خلافت و امامت نیست۔ بل ظہور کی الہی
است۔ و مقام شاریعت و سلطنت الہیہ“^۳

استدلال۔ ان بیانات سے ثابت ہے۔ کہ بہائیوں کے نزدیک بہاء احد عرش ربوبیت
کا مالک ہے۔ یعنی خدا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ بہائی بہاء احد کیلئے دعائیہ کلمہ ”علی الصلوٰۃ والسلام“
وغیرہ استعمال نہیں کرتے۔ بلکہ جن طرح نصاریٰ مسیح کیلئے ”لہ المجد“ کہتے ہیں۔ بہائی بہاء احد
کیلئے ”جل ذکرہ“ اور ”عز شانہ“ استعمال کرتے ہیں۔ جو ذات باری کیلئے مخصوص ہیں۔
پچیسواں سوال حوالہ۔ بہاء احد کے بیٹوں، عبدالبہا اور محمد علی وغیرہ میں سے بہائی لوگ
اول الذکر کو حقیقت الہیہ سے پیدا شدہ قرار دیتے ہیں۔ اور ثانی الذکر بیٹوں کو حقیقت
ناسوتیہ سے لکھا ہے۔

”مقصود از اصل قیوم و یا اصل قویم یا بحر محیط یا کو ان حقیقت نورانیہ الہیہ است۔

کہ مؤثر در وجود و محیط بر عوالم غیب و شہود است و حضرت من ارادہ اللہ روح

ما سواہ فداه از آن اصل روئید و از آن بر منشعب شدہ اند و دیگر ازل اصل

حادث کہ مقام ظاہری جسمانی است و روئیدہ و از جنبہ ناسوتی خلق شدہ اند“^۴

ترجمہ۔ اصل قدیم یا اصل تویم یا بحر محیط یا کو ان سے مراد وہ حقیقت نورانیہ الہیہ ہے۔ کہ جس سے موجودات پیدا ہوئے۔ اور وہ غیب و شہود کے عوالم پر احاطہ کئے ہوئے ہے۔ حضرت من ارادہ اللہ یعنی عبد البہاء افندی تو اس اصل قدیم سے پیدا ہوا ہے۔ اور اسی بحر محیط یا کو ان کی شاخ ہے۔ باقی نیچے بہاء اللہ کے وہ اصل حادث سے پیدا ہوئے ہیں یعنی ظاہری جسمانی اور ناسوتی مقام سے پیدا ہوئے ہیں۔

استدلال۔ یہ وہ عقیدہ ہے جو بہائی اپنی تسلوں کو ”دروس الدیانتہ“ کے ذریعہ یاد کرتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ یہ لوگ نہ صرف بہاء اللہ کو ازلی خدا مانتے ہیں۔ بلکہ عبد البہاء کو اس ازلی خدا کا فرزند قرار دیتے ہیں۔ تا کسی طرح اقاہم ثلاثہ بنانے میں بیسیائیوں سے پیچھے نہ رہ جائیں۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

چھبیسواں سوال^{۲۴}۔ کذلک ورد علینا من الذین ہم خلقوا یا
من عندنا وانا کنا قادرین^{۲۵}۔

ترجمہ۔ ہم صائب ہم پر ان لوگوں کی طرف سے وارد ہوئے جو ہمارے حکم سے پیدا ہوئے تھے اور ہم قادر ہیں۔
ستائیسواں سوال^{۲۶}۔ ”وما دوفی قد خلق یا امری ان انت من العارفین^{۲۷}۔“

ترجمہ۔ میرے سوا جس قدر موجودات ہیں سب میرے امر سے پیدا ہوئی ہیں یا اگر تو جانتے والوں میں سے ہے۔
اٹھائیسواں سوال^{۲۸}۔ بہاء اللہ ایک شخص کو لکھتے ہیں۔ کہ چونکہ میں نے تجھے یاد کیا ہے۔ تو مجھے اس طرح مخاطب کر۔

”لک الحمد یا مبدع الاکوان بما ذکر تنخی فی السجن اذ کنت
بین ایدی الفجار^{۲۹}۔“

ترجمہ۔ کہ سب تعریف تجھ کو ہے۔ اے کائنات کے پیدا کرنے والے کیونکہ تو نے مجھے قید خانہ میں یاد کیا۔ جبکہ تو بدکاروں کے سامنے تھا۔

استدلال۔ ان تینوں حوالجات سے ظاہر ہے کہ بہاء اللہ اس بات کا مدعی تھا۔ کہ

سب لوگ اس کے حکم سے پیدا ہوئے ہیں۔ اور وہ ”مبدع الاکوان“ ہے۔
 ایتیسواں حوالہ۔ مغربی ممالک میں بہائی بننے والے لڑکوں سے ایک فارم پُر کرایا
 جاتا ہے جس میں عبدالبہاء کی زندگی تک اسے مخاطب کیا جاتا تھا۔ (عبدالبہاء کی وفات
 ۲۸ نومبر ۱۹۲۱ء کو ہوئی ہے)۔ پروفیسر براؤن نے اس فارم کی (True Copy) اپنی
 کتاب میں نقل کی ہے جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:-

”اے غصنِ عظیم (عبدالبہاء) میں عاجزی سے اقرار کرتا ہوں۔ خدائے قادر مطلق کے ایک ہونیکا
 جو میرا پیدا کرنے والا ہے۔ میں ایمان لاتا ہوں کہ وہ انسانی شکل میں ظاہر ہوا۔ اور میں یقین
 رکھتا ہوں کہ اس شخص اپنا ایک کنبہ قائم کیا۔ اور پھر یقین رکھتا ہوں اسکے اس دنیا سے شخصیت
 ہو جانے پر اور ایمان لاتا ہوں اس بات پر کہ اس نے اپنی بادشاہت تجھ کو دیدی ہے
 اے غصنِ عظیم! جو اس کا سب سے پیارا بیٹا اور راز ہے۔“

ایتیسواں حوالہ۔ بہاء اللہ اپنے اتباع کو دعا سکھاتے ہیں کہ یوں کہا کرو:-

”اسئلک یا الہ الوجود و مالک الغیب و الشہود بسجنک
 و مظلومیتک و ماورد علیک من مخلقک بان لا تخیبنی
 عما عندک ولا تمنعنی عما احییت بہ من فی القبور انک
 انت مالک الظہور و المستوی علی العرش فی یوم التشور
 لا الہ الا انت العلیم الحکیم۔“

ترجمہ۔ کہ اے کائنات کے ال۔ اغیب و شہود کے مالک! میں تجھ سے تیری قید، تیری مظلومیت اور
 ان مصائب کا واسطہ دیکر جو تجھ پر تیری مخلوق کی طرف سے وارد ہوئے، یہ درخواست کرتا ہوں کہ تو مجھے
 ان انعامات سے محروم نہ کر جو تیرے پاس ہیں۔ اور اس برکت سے نروک جس کے ذریعہ تو نے قبروں والوں
 کو زندہ کروایا۔ تو ہی ظہور کا مالک اور آج یوم النشور میں عرش پر تشریف فرما ہے۔ کوئی خدا نہیں، بجز

تیرے رتوعلیم و حکیم ہے۔“

استدلال - بہاء اسد کا بہائیوں کو یہ دعویٰ عا سکھانا صاف بتا رہا ہے۔ کہ وہ ان سے اپنی الوہیت منواتا ہے۔ اور بہائیوں کا یہ دعا کرنا ثابت کرتا ہے۔ کہ وہ فی الواقع بہاء اسد کو خدا مانتے ہیں۔

ان تین حوالہ جات سے ثابت ہے۔ کہ بہاء اسد کا دعویٰ الوہیت کا تھا۔ ان حوالہ جات کی موجودگی میں یہ کہنا کہ بہاء اسد مدعی نبوت تھا اور مدعی الوہیت نہ تھا، صریح فلتطبیانی ہے۔ جو زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکتی۔

مولوی ثناء اسد صاحب امرتسری کا | مولوی ثناء اسد صاحب امرتسری سلسلہ احمدیہ اقرار کہ بہاء اسد مدعی نبوت نہ تھا کے سخت معاند ہیں۔ انہوں نے لمبے عرصہ تک

اس بات پر ضد کی، کہ بہاء اسد مدعی نبوت ہے۔ مدعی الوہیت نہیں لیکن آخر انکو اپنے قلم لکھنا پڑا کہ ”ہم تو یہی سمجھتے تھے۔ کہ کسی انسان کیلئے سب سے بڑا دعویٰ نبوت اور رسالت ہے۔ اسلئے ہم آج تک کہتے رہے کہ شیخ بہاء اسد نبوت کے مدعی تھے۔ مگر آج ان کی جماعت کے آرگن ”گوکب ہند“ نے ہمارے اس خیال کی بڑی سختی سے تردید کی۔“

پھر بہائی رسالہ کا حوالہ درج کر کے لکھا ہے :-

”ہمیں کیا ضرورت کہ ہم ان کی نبوت پر اصرار کریں۔ اور ہمارے فاضل نامہ نگار مولوی محمد حسین صابری بریلوی کو کیا مطلب کہ وہ قادیانیوں کے حملے سے ان کی مدافعت کریں۔ کہ شیخ بہاء اسد نے خدائی کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔ یس صابری صاحب ان دونوں (قادیانیوں اور بہائیوں) کو چھوڑ دیں کہ باہمی ٹٹ لیں۔ ہم کا ہے کو کسی کا مسلمہ عقیدہ تبدیل کریں یا تبدیل کرنے پر زور دیں۔ بلکہ ہم وہی کہیں گے جو خود بہائی اپنا عقیدہ ظاہر کریں گے۔“

مولوی صاحب کے اس اعلان میں ان لوگوں کیلئے سبق ہے جو اب بھی دانستہ یا نادانستہ

بہاءِ اسد کو مدعی نبوت قرار دیتے اور اسکے مدعی الوہیت ہونے سے انکار کرتے ہیں۔

اہل بہاء کی سلسلے میں اب بھی اگر بہائی لوگ بہاءِ اسد کے مدعی الوہیت ہونے کے

فیصلہ کی راہ - انکار ہی ہوں، تو میں ان کی سلسلے فیصلہ کی ایک راہ پیش کرتا ہوں۔

اور وہ یہ کہ وہ بتائیں کہ حضرت مسیحؑ کو جس رنگ میں عیسائی خدا مانتے ہیں۔ اس میں اور

بہائیوں کے بہاءِ اسد کو خدا مانتے ہیں کیا فرق ہے۔ عیسائی مسیحؑ کو دنیا کا خالق کہتے ہیں۔ بہاءِ اسد

نے یہی ادعا کیا ہے۔ عیسائی مسیحؑ کے کلام کو ہی وحی اور الہام کہتے ہیں۔ بہائیوں کا بھی یہی

عقیدہ ہے۔ بہاءِ اسد کی تحریرات میں ہرگز یہ امتیاز نہیں۔ کہ یہ الہامی ہے اور یہ غیر الہامی

بہاءِ اسد نے کبھی اس امتیاز کو ذکر نہیں کیا۔ عیسائی مسیحؑ کو حاضر و ناظر مانتے ہیں۔ بہائی بہاءِ اسد

کو حاضر و ناظر مانتے ہیں۔ عیسائی مسیحؑ سے دعائیں کرتے ہیں۔ بہائی بہاءِ اسد سے دعائیں مانگتے

ہیں۔ عیسائی مسیحؑ کی قبر کی پرستش کرتے ہیں۔ بہائی بہاءِ اسد کی قبر کو سجدہ کرتے ہیں۔ اسے

نماز میں قبلہ قرار دیتے ہیں۔ غرض کوئی ایک بات بھی ایسی نہیں جو عیسائی کہتے یا کرتے ہوں،

اور بہائی نہ کہتے یا نہ کرتے ہوں۔

پس اس سے ثابت ہے۔ کہ بہائی یقیناً بہاءِ اسد کو اسید طرح خدا مانتے ہیں۔ جس طرح

عیسائی حضرت مسیحؑ کو خدا مانتے ہیں۔ بہائی اس زمانہ میں تثلیث پرستوں کے نقش قدم پر چل رہے

ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ دنیا کو پھر توحید حقیقی کی بجائے شرک میں مبتلا کر دیں اور توحید کو مٹا دیں۔

مگر خدا کا مسیحؑ فرماتا ہے۔

ایک مدت سے کفر اسلام کو تھا کھا رہا

اب یقین سمجھو کہ آئے کفر کو کھانیکے دن

بہائیت تا کام رہی اور تا کام رہے گی۔ اَلَا اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْمُفْسِدُونَ



فصل ہم

بہائی تحریک متعلق بعض سوالات اور ان کے جوابات

(۱) بابیوں اور بہائیوں کی | سوال - اس وقت بابیوں اور بہائیوں کی تعداد کتنی ہے؟
موجودہ تعداد! | جواب - بابی (صرف باب کو ماننے والے) اور بہائی

(بہار کے ماننے والے) اپنی تعداد بتانے میں بہت مبالغہ سے کام لیتے ہیں۔ ان کا بالعموم طریق یہ ہے کہ ہندوستان میں کہیں گے کہ دوسرے ممالک میں لاکھوں بہائی ہیں۔ اور دوسرے ملکوں میں یہ اعلان کریں گے کہ ہندوستان میں ہزار ہا لوگ بہائی بن چکے ہیں۔ اس بارے میں بہائیوں کو خوب مہارت حاصل ہے۔ بابیوں کی تعداد کے متعلق لارڈ کرزن کا ایک بیان بہائی لٹریچر میں نقل کیا گیا ہے کہ :-

”ایران میں بابیوں کا جو کم از کم اندازہ کیا گیا ہے۔ وہ اس وقت پانچ لاکھ ہے۔“

اس جگہ ہمارے قارئین کو بہائی تحریف کا طریقہ بھی سمجھ لینا چاہئے۔ عصر جدید انگریزی کے حاشیہ میں لارڈ کرزن کی عبارت میں ”ذکر زین“ کا لفظ صاف ہے۔ اردو ترجمہ میں بھی ”بابیوں“ کا لفظ موجود ہے۔ مگر عربی ترجمہ میں اس جگہ لارڈ کرزن کی عبارت میں ”البابیتین“ کی جگہ ”البہائیتین“ رو دیا گیا ہے۔ (عربی ترجمہ ص ۲۴۴) تا پڑھنے والے پر یہ اثر ہو۔ کہ ۱۸۹۲ء تک ایران میں پانچ لاکھ بابی بن چکے تھے۔ چنانچہ اصل انگریزی متن میں کسی قسم کا ذکر نہ ہونیکے باوجود عربی متن ص ۲۴۴ میں لکھ دیا گیا ہے :-

”كان عدد البہائیتین عند صعود بہاء اللہ اقل من ملیون“

لہ عصر جدید اردو ص ۳۰۶ حاشیہ جو ال کتاب دی پر مشتمل ایڈیڈی پرشین کوپن مطبوعہ ۱۸۹۲ء۔

کہ بہاء اسد کی وفات کے وقت بہائیوں کی تعداد قریباً ۵ لاکھ تھی۔

دیکھئے! یہاں لارڈ کرزن کے فقرہ میں تحریف کی ہے۔ تاہم دیکھنے والوں پر یہ اثر پڑے کہ بہائی بہت زیادہ ہیں۔ حالانکہ اصل انگریزی میں یا اردو ترجمہ میں قطعاً یہ ذکر موجود نہیں اور واقعات کے لحاظ سے بھی یہ کھلا جھوٹ ہے۔ ناظرین خود سوچ لیں۔ کہ جو قوم تحریرات میں اس قدر غلط بیانی کر سکتی ہے۔ اسکے افراد زبانی کہاں تک واقعات میں تحریف کرتے ہونگے۔ لارڈ کرزن نے باہیوں (یعنی ان لوگوں کی جو باب کو ہی مانتے تھے۔ بہاء اسد یا صبح ازل کو نہ مانتے تھے) کی تعداد لکھی ہے۔ اس میں بھی شدید مبالغہ ہے۔ انہوں نے تعداد کسی بابی سے منکر لکھی ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ اگر ہم اس بیان کو درست بھی تسلیم کر لیں۔ تب بھی بہائیوں کیلئے مفید نہیں۔ کیونکہ اول تو یہ بابی گروہ وہ ہے، جس کے متعلق عبدالبہاء لکھ چکے ہیں :-

”اين قوم محبت ترين طوائف عالم اند..... و در ظلمت او ہام مستغرق اند۔ تباً

لہم و سحتاً لہم و احسرتاً علیہم لہ

دوم۔ اگر باہیوں کی تعداد ۱۸۹۲ء میں بقول لارڈ کرزن پانچ لاکھ تھی تو دیکھنا چاہئے کہ آج ان کی تعداد کیا ہے۔ یورپ میں عبدالبہاء افندی سے باہیوں کے متعلق سوال ہوا تو انہوں نے کہا ”اصبح الیابیون معاندین لجميع الادیان الاخری“ کہ بابی دوسرے تمام مذاہب کے دشمن ہیں اور تعداد کے متعلق اسی جگہ لکھا ہے :-

”تقریباً ۲۰۰ او ۳۰۰ فی ایران“

کہ ایران میں باہیوں کی تعداد دو سو یا تین سو ہے۔

پس اگر بابی ایران میں ۱۸۹۲ء میں پانچ لاکھ تھے۔ تو آج دو سو، تین سو رہ گئے ہیں یعنی باقی تعداد یا بیت سے رجوع کر چکی ہے۔

بہائیوں کی تعداد کے متعلق بھی کوئی مستند بیان موجود نہیں۔ بابی اپنی تعداد کے متعلق

بہت مبلغ لکھا کرتے ہیں۔ ان کی تعداد بقول عبدالبہاء دو، تین سو ہے۔ اس سے زیادہ نہیں
اسی سے بہائیوں کی تعداد کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ عصر جدید اردو و انگریزی میں بہائیوں کی
معین تعداد درج کرنے کی بجائے یہ لکھا ہے :-

”تحریک کی سچی کامیابی کو جانچنے کیلئے صرف ایک ہی طریقہ ہے۔ اور وہ اسکے ماننے والوں
کی تعداد پر نہیں، بلکہ اس نفوذ پر ہے جو اسکے اصول دنیا میں پیدا کر کے روز بروز
اسے بدل رہے ہیں۔“

پھر قدرے وضاحت سے کہا ہے :-

”ترکستان، امریکہ، ہندوستان اور برما میں اہل بہا، کی تعداد ہزاروں تک پہنچ گئی ہے
جرمنی، اٹلی، سوئٹزرلینڈ اور فرانس میں بہائی مجالس و مجلسوں سے مرکب ہو سکتی
ہے۔ ناقل، قائم ہو گئی ہیں۔“

پھر عام دعویٰ کیا ہے۔ کہ :-

”مشرق مغرب کے تقریباً سب ممالک میں اہل بہاء پائے جاتے ہیں اور اگرچہ اس وقت وہ خال
خال ہیں۔ مگر وہ اپنی تعداد سے کہیں بڑھ کر اثر انداز ہو رہے ہیں۔“

بہائیوں کے ان حوالجات کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ بہائیوں کی تعداد ہنوز ہزاروں سے متجاوز
نہیں ہوئی۔ وہ ان ممالک میں بھی بہائیت کو قائم شدہ سمجھتے ہیں جن میں وہ خال خال ہیں۔
سابق بہائی مبلغ جناب آوارہ نے ”کشف الحیل“ میں سید ہدایت اللہ شہاب قارابی
بہائی کا ایک خط شایع کیا ہے۔ جس میں وہ دوسرے بہائی کے سامنے بہائیوں کی بد عملیوں
کا شکوہ کرتے ہوئے بہائیوں کی تعداد کے متعلق لکھتے ہیں :-

”گمانِ شما این است کہ دنیا پنج کروڑ بہائی وارد۔ و حالانکہ در ہم جا بیست ہزار نمے رسد“

۔ کہ تمہارا گمان ہے کہ بہائی دنیا میں پانچ لاکھ ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ ساری دنیا میں بیس ہزار بھی نہیں ہیں۔“

السید عبدالرزاق الحسنی لکھتے ہیں۔ کہ تحقیقات کے بعد بابیوں اور بہائیوں کی تعداد ان کے سارے فرقوں کو جمع کر کے بھی دنیا بھر میں تیس ہزار سے کسی صورت میں زیادہ نہیں۔

آوارہ افندی تے باقاعدہ مردم شماری کے بعد فارابی کے مندرجہ بالا خط پر لکھا ہے۔ کہ :-

”مطابق احصائی صحیح فقط یک ربع آچہ شتا تصور فرمودہ ابیعنی (۵۱۸۹) نفر است نہ بیست ہزار نفر“

کہ ٹھیک مردم شماری کے مطابق بہائیوں کی تعداد صرف پانچ ہزار ایک سو امانو کے نفوس ہے نہ کہ بیس ہزار۔

ان بیانات سے بہائیوں کی تعداد کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ میں سارے چار برس

بنگ فلسطین و مصر میں رہا ہوں۔ وہاں خاص حیفا میں بھی ان کی تعداد بہت محدود ہے میرے

اندازہ میں اس وقت بہائیوں کی کل تعداد بیشن پچیس ہزار سے کسی صورت میں زیادہ نہیں۔

اور اس میں بھی بیشتر حصہ ان لوگوں کا ہے جنکے متعلق عبدالہباء افندی کہتے ہیں :-

”یمنکنک ان تکون بہائیاً مسیحیاً و بہائیاً ماسونیاً و

بہائیاً یہودیاً و بہائیاً مسلماً“

ترجمہ۔ ہو سکتا ہے کہ تو مسیحی بہائی ہو یا فریمیسن بہائی ہو یا یہودی بہائی ہو یا مسلمان بہائی ہو۔

گویا بہائی کیا ہے۔ عیسائیوں میں عیسائی، یہودیوں میں یہودی، لائڈھب فریمیسنوں

میں لائڈھب فریمیسن اور مسلمانوں میں مسلمان۔

(۲) کیا بہائی خلفاء ثلاثہ کی | سوال۔ بانی تو خلافت کے مسئلہ میں شیعوں کی طرح ہیں۔

خلافت کے واثیل ہیں؟ وہ حضرت علیؑ کو خلیفہ بلا فصل مانتے ہیں اور خلفاء ثلاثہ

کو ”حروف نفی“ قرار دیکر نعوذ بالہد جنھی جانتے ہیں۔ اس بارے میں بہائیوں کا کیا مذہب ہے؟

جواب۔ بہائی عقیدہ اس بارے میں بعینہ وہی ہے۔ جو باب اور بابیوں کا عقیدہ ہے۔

بانی اور بہائی تحریک جیسا کہ ہم گذشتہ فصول میں ثابت کر آئے ہیں شیعیت سے پیدا

ہوئی ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کیلئے خلافت بلا فصل کا عقیدہ فرقہ شیعہ میں بھی موجود

تھا۔ بائیس کا بھی یہی عقیدہ رہے۔ اور بہائی بھی یہی اعتقاد رکھتے ہیں۔ بہائیوں کے عقائد کی کتاب میں صاف لکھا ہے :-

”حضرت رسول محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عقل کل و ختمِ رسلِ مبینہ و منظرِ ولایتِ کبریٰ امیر المؤمنین علی بن ابی طالب را وہی مطلق و خلیفہ برحق آنحضرت قائم و یازده تن از ذریۃ طیبہ آنحضرت ہر یک بعد دیگر بسمت و صابیت منصوصہ قائم بودند“

ترجمہ :- ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عقل کل اور خاتم المرسلین جانتے ہیں۔ اور ولایتِ کبریٰ کے منظرِ امیر المؤمنین علی بن ابی طالب کو وہی مطلق اور خلیفہ برحق مانتے ہیں۔ اور آپ کی ذریتِ طیبہ میں سے گیارہ اماموں کو یکے بعد دیگرے وہی منصوص یقین کرتے ہیں۔“

یہ عقیدہ بھی نہ شیعہ عقیدہ ہے۔ جو شیعہ اور اہلسنت و الجماعت میں ماہہ النزاع ہے۔ بائیت اور بہائیت نے حضرت علیؑ کو خلیفہ بلا فصل قرار دیکر شیعیت کی تائید کی ہے۔ اور خلفائے ثلاثہ حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کبخلاف وہ تمام مطاعن تسلیم کر لئے ہیں، جو شیعہ صاحبان کی طرف سے ان پر لگائے جاتے ہیں۔ باب یا بہاء نے کسی ایک جگہ بھی حضرت ابو بکر صدیقؓ، یا حضرت عمر فاروقؓ یا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم کی خلافت کو تسلیم نہیں کیا۔ اس سے بھی ظاہر ہے۔ کہ بہائیت بگڑھی ہوئی شیعیت ہے۔

اہل بہاء کا غیر بہائیوں کے متعلق فتوے ! سوال :- بہائی لوگوں کا فتویٰ غیر بہائیوں کے متعلق کیا ہے ؟ جواب :- (الف) اہل بہاء کے نزدیک سب غیر بہائی

کافر ہیں۔ بہاء اللہ لکھتے ہیں :-

”یظلمون دن رات قل یا یہا الکافرون پکار رہا ہے کہ شاید تمہیں ہو“

(ب) بہاء اللہ ہر غیر بہائی کو مشرک قرار دیتے ہیں۔ (ج) بہاء اللہ کے نزدیک ہر

غیر بہائی جہنمی ہے۔ لکھتا ہے :- ”والذی اعرض عن هذا الامر انه من

لہ دروس الدیانہ ص ۱۱۰۔ لہ لوج ابن ذئب ص ۱۰۰۔ تہ تہذیب من تعالیم الہاء ص ۱۰۰۔

اصحاب السعیرؓ

کہ جو شخص بہائیت سے اعراض کرتا ہے وہ دوزخی ہے۔ (د) بہائیت کو ترک کر دینے والے کو بہاء اللہ "لعون" قرار دیتا ہے۔ اور لکھتا ہے :-

"انہ لویاً مرکم بالمدروف یا مرکم بالمنکر لوانتم من العارفتینؓ"
کہ اگر وہ تم کو نیکی کا بھی حکم دے تو فی الحقیقت وہ بدی کا حکم دے رہا ہے۔ اگر تم معرفت رکھتے ہو۔ (د) غیر بہائیوں بالخصوص مسلمانوں کے متعلق بہاء اللہ نے لکھا ہے :-

"ایاک ان لا تجتمع مع اعداء اللہ فی مقعد ولا تسمع منہ شیئاً ولو یتلی علیک من آیات اللہ العزیز الکریم لان الشیطان قد ضل اکثر العباد بما وافقہم فی ذکر بارہم باعلی ما عندہم کما تجدون ذلک فی ملا المسلمین بحیث یذکرون اللہ بقلوبہم ولسنتہم و یعملون کل ما امروا بہ و بذلک ضلوا و اضلوا الذاس ان انتم من العالمین"

ترجمہ: خبردار! تو اللہ کے دشمنوں کیساتھ اکٹھا مت بیٹھ۔ اور نہ ان کی بات سن خواہ وہ تجھ پر خدا کے عزیز و کریم کی آیات ہی پڑھیں۔ کیونکہ شیطان نے اکثر لوگوں کو خدا کے اچھے ذکر میں موافقت کر کے ہی گمراہ کیا ہے۔ جیسا کہ تم مسلمانوں کے بڑے لوگوں کو پاتے ہو۔ کہ وہ اللہ کو دلوں اور زبانوں کیساتھ یاد کرتے ہیں۔ اور تین باتوں کا ان کو حکم دیا گیا ہے ان پر عمل کرتے ہیں۔ اور اسی سے وہ خود گمراہ ہوئے ہیں۔ اور انہوں نے لوگوں کو بھی گمراہ کیا ہے۔ اگر تم جاننے والوں میں سے ہو۔"

ان حوالہ جات سے ظاہر ہے کہ بہائیوں کا غیر بہائیوں کے متعلق کیا فتویٰ ہے۔ اور عملاً

کیسے رویہ کی ان کو تاکید ہے۔

ہم آیت یٰحٰجُّ الیٰکَ فِی یَومِ کَانَ مَقْدَارُ الْفَسَنَةِ کَایَمِّ مَفْہُومِ | سوال کیا

قرآن مجید میں یہ نہیں لکھا کہ اسلامی شریعت ہزار سال کے بعد منسوخ ہو جائے گی؟
 جواب۔ قرآن مجید میں ایسا کوئی ذکر موجود نہیں، بلکہ اسکے برخلاف یہ بتایا گیا ہے۔
 کہ قرآن مجید کبھی منسوخ نہ ہوگا۔ جیسا کہ ہم پچیس دلائل و آیات سے ثابت کر چکے ہیں۔ بہائی
 لوگ اپنے اس زعم کی تائید میں قرآن مجید سے ایک آیت پیش کیا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا
 ہے۔ **يُدْرِكُ الْأَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ**
مِقْدَارُهُ أَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ (السجدة آیت ۵)

اہل بہاء کا اس آیت سے استدلال درست نہیں۔ اس آیت میں دو لفظ قابل غور ہیں۔
 (۱) یدبر الامر۔ عربی زبان میں دبر الامر کے معنی ہوتے ہیں۔ تفکر فیہ و نظر فرما لینا
 اعتنی بہ و نظّمہ۔ کہ اس امر کے متعلق سوچا اور اسکے انجام میں غور کیا۔ اس کی طرف توجہ
 کی اور اسے ایک نظام سے قائم کیا۔ (المنجد، ۲) یعرج الیہ۔ عروج کے معنی ذہاب فی
 صعود کے ہیں یعنی بلندی کی طرف جانیکے (سفرات)

اب آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ شریعت اسلام اور اس روحانی بادشاہت
 کو دنیا میں آسمانی تدابیر اور سماوی نشانات سے مستحکم طور پر قائم کر دیگا۔ پھر ایک عرصہ کے بعد
 اسکا اللہ تعالیٰ کی طرف عروج ہوگا۔ جو ایک ہزار انسانی سال میں تکمیل کو پہنچے گا۔ بعد ازاں اسلام
 کی عالمگیر اشاعت کا دور شروع ہوگا۔

اس آیت سے نسخ قرآن پر استدلال کرنا سراسر باطل ہے کیونکہ (۱) یعرج الیہ
 کے معنی از روئے لغت منسوخ ہونیکے نہیں ہوتے۔ اور نہ اسجگہ کسی صورت میں بن سکتے ہیں۔
 خدا کی طرف عروج تو ہمیشہ اچھی باتوں اور پاکیزہ اعمال کا ہوتا ہے۔ فرمایا **مَنْ كَانَ يُبِيدُ**
الْعِرْزَةَ فَلَئِنَّ الْعِرْزَةَ جَمِيعًا إِلَىٰ يَصْعَدُ الْكَلِمَ الطَّيِّبَةِ وَالرَّوْحَ الطَّيِّبَةَ
يَرْفَعُهُ (سورہ فاطر آیت ۱۰) کہ جو عزت چاہتا ہے، تو سب عزت اس کے اختیار میں ہے۔
 اسی کی طرف پاک کلام عروج کرتا ہے۔ اور نیک عمل اسے بلند کرتا ہے۔ کیا کوئی شخص **إِلَيْهِ**

يَصْعَدُ الْكَلِمَ الطَّيِّبُ کے یہ معنی کرے گا۔ کہ پاک کلام منسوخ ہو جاتے ہیں۔ کیا سیاق و سباق اس قسم کے معنی کرنے کی اجازت دے گا؟ اگر نہیں تو یعدج الیہ کے معنی منسوخ ہونیکے کیونکر جائز ہیں۔ (۲) سورہ سجدہ بھی اس معنی کو غلط قرار دے رہی ہے کیونکہ وہاں اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے بعد تجدید دین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے وَقَالُوا إِذَا هَلَّلْنَا فِي الْأَرْضِ وَإِنَّا لَنَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ ہ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو منیل موسیٰ قرار دیکر فرمایا ہے۔ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أَشْتَمًا يَهْدُونَ يَا مِرْنَا لَسَمَا صَبْرًا وَادَّكَانُوا يَا أَيَّتِنَا يُوقِنُونَ ہ کہ بنی اسرائیل کے انبیاء موسیٰ امرو کو بحکم الہی قائم کیا کرتے تھے جس میں یہ بتایا کہ آئندہ زمانہ میں اسلام کی تائید کے لئے بھی مامور ربانی مبعوث ہوں گے۔ اور اسلام کو ضعف کے بعد معنوی اور مادی غلبہ پایا گیا۔ اس پر کفار کہتے ہیں۔ مَسْحَىٰ هَذَا الْفَقْهُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ہ (آیت ۲۸) کہ یہ فتح تام کب آئے گی؟

پس اس سورۃ کے مضامین بتا رہے ہیں۔ کہ آیت زیر بحث میں اسلام کے منسوخ ہونے کی نہیں، بلکہ ہمیشہ قائم رہنے کی پیش گوئی کی گئی ہے۔ عرب کے کفار نے یَعْدُجُ الْبَيْتِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ أَلْفَ سَنَةٍ مِمَّا تَعْدُونَ سنکر یہ نہیں کہا کہ چلو ہزار سال کے بعد تو یہ دین منسوخ ہو ہی جائیگا۔ بلکہ انہوں نے یہ کہا۔ مَسْحَىٰ هَذَا الْفَقْهُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ہ کہ یہ فتح مسین کب حاصل ہوگی؟ گویا پہاڑی وہ کہہ رہے ہیں۔ جو بدترین معاندین اسلام نے بھی نہ کہا تھا۔ اسکی وجہ صرف یہ ہے۔ کہ وہ دشمن تھے مگر اہل زبان تھے۔ یعدج الیہ کے معنی جانتے تھے۔ اور یہ زبان عربی سے ناواقف بھی ہیں اور دشمن بھی۔ (۳) خود آیت زیر نظر کے الفاظ بھی بہائیوں کے معنوں کو رد کر رہے ہیں۔ کیونکہ اس میں یَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ أَلْفَ سَنَةٍ مِمَّا تَعْدُونَ فعل یعدج الیہ کا ظرف ہے۔ یعنی عروج ہزار سال میں ہوگا۔ اگر اس کے معنی منسوخ ہونیکے ہیں تو منسوخ کر نیکیے لئے ہزار سال کی کیا

ضرورت ہے۔ وہ تو ایک منٹ میں ہو سکتا ہے۔ اگر بہائیوں کا ترجمہ درست ہوتا تو ”فی یوم“ کی بجائے ”بعد یوم“ ہوتا جو موجود نہیں۔ پس از روئے لغت، از روئے سیاق و سباق اور از روئے الفاظ آیت بہائیوں کے معنی سراسر باطل ہیں۔

اس آیت کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔ اول۔ اللہ تعالیٰ شریعت اسلام اور قرآن مجید کو زمین میں عملاً بھی قائم کر دے گا۔ پھر ایک زمانہ کے بعد قرآن مجید پر سے مسلمانوں کا عمل اٹھنا شروع ہوگا۔ اور ایک ہزار سال تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ پھر آیت قرآنی ”وآخرین“ مِنْهُمْ لَتَنَالُنَّكَ بِهِنَّ كَمَا نَبَّأْنَاكَ مِنْهُنَّ وَمَا كُنَّا بِمُعْجِزِينَ عَنْكَ فَهَیْكَلًا لَّعَلَّكَ تَاجِرٌ کے مطابق اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ کے ذریعہ قرآن مجید کو عملاً قائم کر دے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ خیر القرون قرف ثم الذین یسلونہم ثم الذین یسلونہم (بخاری) کہ تین صدیوں کے بعد مسلمانوں کا یہ حیثیت جماعت عملی رنگ پھیکا پڑنا شروع ہو جائے گا۔ تین سو سال تدبیر الامر کے اور ایک ہزار عروج کا۔ گویا چودہویں صدی کے سر پر اس موعود کو آنا چاہئے جو قرآن کو دوبارہ عملی طور پر قائم کرے۔

پس یعبج الیہ سے مراد حضرت عمل قرآن کا تدریجاً اٹھ جانا ہے۔ اسی معنی کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں بیان فرمایا ہے۔ یوشاہد ان یأتی غلب التماس زمان لا یبقی من الا سلام الا اسمہ ولا من القرآن الا رسمہ۔ (مشکوٰۃ الصالحین) کہ ایک وقت آئیگا جب اسلام کا نام اور قرآن کے الفاظ ہی رہ جائیں گے یعنی عمل اٹھ جائیگا۔ قرآن کریم کا دنیا سے مطلقاً چلا جانا یعنی مسوخ ہو جانا تو اللہ تعالیٰ کے وعدہ اور اس کی رحمت کے خلاف ہے۔ فرمایا :-

وَلَیْسَ بِشِئْنٍ لَّنْ تَذْهَبَنَّ يَا ذِیْ اَفْحٰیْنًا لَیْسَ لَّکُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُکَ
بِمَعْنٰی کُنَّا وَکَیْلًا هَ اِلَّا مَحْمَدٌ مِّنْ رَّبِّکَ اِنَّ فَضْلَهُ
کَانَ عَلَیْکَ کَیْبًا ه (نبی اسرائیل آیت ۸۶، ۸۷)

ترجمہ۔ اگر ہم چاہتے تو اس وحی کو جو تجھ پر نازل کی ہے لے جاتے۔ پھر تجھے ہمارے خلاف کوئی مددگار نہ ملتا۔ ہاں ہم اپنی رحمت کی وجہ سے اس قرآن کو ہمیشہ قائم رکھیں گے اور یہ تجھے خدا کا بہت بڑا فضل ہے۔
 دوئم۔ آیت کے دوسرے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ اسلام پر ایک دو ترکیب شریعت کا ہوگا اسکے سالوں کی تعیین نہیں کی۔ مکی سورۃ میں یُدَبِّرُ الْأُمْرَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ فرمایا ہے۔ اور دوسری طرف مئی سورۃ میں آئیسوم آکملت لکم دینکم کا اعلان کر دیا ہے۔
 دوسرا دو ترکیب اشاعت کا ہوگا جو پہلے دور کے کافی عرصہ بعد شروع ہوگا جس پر "ثم" دلالت کر رہا ہے۔ اس دور کی طرف آیت ہُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظَاهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ (الصفا) میں اشارہ کیا گیا ہے۔ اس دور اشاعت شریعت حقیقہ کا زمانہ انسانی شمار کے لحاظ سے ہزار برس ذکر فرمایا ہے۔ اس عرصہ میں دین اسلام کو بلحاظ اشاعت کامل عروج حاصل ہوگا۔ جو منجانب اللہ ہوگا۔
 یعنی اسکے مامور احمد علیہ السلام کے ذریعہ اور آسمانی تدابیر سے یہ قلبی ملیگا۔ اسلام کے حقائق و معارف کی عام اشاعت ہوگی۔

علاوہ ازیں ایک اور بات بہائیوں کیلئے قابل غور ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-
 تَعْرِجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مَقْدَارُهُ
 خَمْسِينَ آَلَفًا سَنَةً (المعارج)

ترجمہ۔ اللہ کی طرف فرشتے اور الروح ایسے وقت میں عروج کریں گے جسکی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔ اب اہل بہاء بتائیں کہ کیا ملائکہ بھی فرسوخ ہو جائیں گے۔ کیونکہ ان کیلئے بھی تعرج الیہ کا لفظ آیا ہے۔ پھر اس آیت میں الروح سے مراد قرآن مجید بھی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَكَذَلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِّنْ أَمْرِ نَا (الشورى ۵۲)

تو کیا اہل بہاء کا فرض نہیں۔ کہ قرآن مجید کو کم از کم پچاس ہزار سال کیلئے تسلیم کریں۔

اور بہائی شریعت کو قبل از وقت آجائیکے باعث جھوٹا قرار دیں؟

(۵) يَوْمَ يَنَادِ الْمُنَادُ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيبٍ كَمَا مَصْدَقٌ | سوال - بہائی لوگ

آیت وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يَنَادِ الْمُنَادُ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيبٍ (ق آیت) سے

مراد بہاء اشد کو لیتے ہیں۔ اور مکان قریب سے مراد فلسطین اور اس میں سے بھی جبل الکحل قرار

دیتے ہیں۔ اس آیت کا مصداق کون ہے؟

جواب - سورہ ق ہجرت سے قبل مکی زندگی میں نازل ہوئی ہے۔ مکہ میں رسول کریم

صلی اللہ علیہ وسلم پر عرصہ حیات تنگ کیا جا رہا تھا جس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ فَأَصْبِرْ

عَلَىٰ مَا يَفْعُلُونَ۔ کہ آپ ان منکرین کے اعتراضات پر صبر کریں۔ اور ساتھ ہی

پیشگوئی کر دی وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يَنَادِ الْمُنَادُ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيبٍ۔ کہ آج تو یہ

لوگ مکہ میں آہستہ آہستہ تبلیغ کی بھی اجازت نہیں دیتے۔ وہ دن بھی آتے ہیں جب مکہ

سے قریب جگہ مدینہ سے اس منادی کی آواز بلند ہوگی۔ مکان قریب سے مراد مدینہ منورہ

ہے۔ اور اس میں اسکے مرکز اسلام بننے کی پیشگوئی تھی۔ جو پوری ہو گئی۔ بہاء اشد یا

بہائیت کا اس آیت سے کوئی تعلق نہیں۔

جواب - کوئی بہائی کہہ سکتا ہے کہ پیشگوئیاں ذوالوجہ ہوتی ہیں مکان قریب

سے مدینہ بھی مراد ہے۔ اور اب جبل کرمل بھی جیسا کہ بہائی لٹریچر کی کتاب الفرائد وغیرہ میں

مکان قریب سے جبل کرمل مراد لیا گیا ہے۔ اس صورت میں میں کہتا ہوں۔ کہ یہ پیشگوئی

بہر حال بہاء اشد یا اس کے اتباع پر چسپاں نہیں ہوتی۔ کیونکہ اول تو اس آیت کو یہ

میں "یناد المناد" کا لفظ ہے۔ نداء بلند آواز کو کہتے ہیں۔ اور بہاء اشد اور بہائی

لوگ تو آج تک فلسطین میں کھلے بندوں اپنے مذہب کی تبلیغ نہیں کرتے۔ ۱۹۳۳ء والی ملاقات

میں جب میں نے جناب شوقی افندی سے اس کا سبب پوچھا، تو انہوں نے فرمایا، کہ

ابھی تک ان لوگوں کی عقلمندی اس قابل نہیں ہوئیں۔ بعد بہاء افندی نے ۱۹۲۱ء میں حیفاً

سے قاہرہ کے ایک بہائی کو خط میں حکم دیا کہ "علیک بالتقیۃ" تم پر تقیہ کرنا فرض ہے بلکہ بتایا ہے کہ بہاء اللہ کا حکم ہے کہ :-

"جمال مبارک تبلیغ را در این دیار حرام فرمودہ اند مقصود این است کہ اجباء یابد کہ ایسے چند بجلی سکوت نمایند و اگر کسی سوال نماید بجلی اطہار بے خیری کنند"

ترجمہ - بہاء اللہ نے ان مالک میں تبلیغ کرنا حرام قرار دیا ہے مقصود یہ ہے کہ دوستوں کو چاہئے کچھ مدت بجلی خاموشی اختیار کریں۔ اور اگر کوئی سوال کرے تو کامل بیخبری کا اطہار کریں۔
لہذا تحریک بہائیت یوم یُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيبٍ کا مصداق نہیں ہو سکتی۔

دوم - سورہ قی میں اس آیت کے بعد حکم ہے۔ فَذَكِّرْ بِالْقُرْآنِ مَنْ يَخَافُ وَعَبِيدِهِ (ق آیت ۲۵) کہ تو انے نبی یا موعود! خوف رکھنے والوں کو قرآن مجید کیساتھ وعظ کر۔
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یوم یُنَادِ الْمُنَادِ کا مصداق وہ مدعی ہے جو قرآن مجید کے ذریعہ نصیحت کرتا ہے۔ نہ وہ جو قرآن پاک کو نسوخ قرار دیتا ہے۔ لیکن صریح ہے کہ یوم یُنَادِ الْمُنَادِ سے مراد بہاء اللہ وغیرہ نہیں ہیں۔

اس پیشگوئی کا مصداق حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہیں کیونکہ ان کے فرزند اکبر اور خلیفہ برحق سیدنا حضرت امیر المؤمنین میرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ بنصرہ یورپ جاتے ہوئے خود فلسطین تشریف لیگے اور تبلیغ احمدیت کی بنیاد قائم کی۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ جیل کرمل میں جماعت احمدیہ قائم ہو کر وہاں اور وہاں سے سارے بلاد عربیہ میں احمدیت کا پیغام پہنچا رہی ہے۔ کیا یہ جیل کرمل پر واقع ہے وہاں جیل کرمل کی چوٹیوں پر سے احمد کا نام دنیا میں پہنچ رہا ہے اور کھلی تبلیغ ہوتی ہے۔ عین ایک چوٹی پر جماعت احمدیہ کی شاندار سفید مسجد ہے۔ جو کئی میل کے فاصلہ سے نظر

آتی ہے جسکی بنیاد جناب مولانا جلال الدین صاحب شمس مولوی فاضل نے ۱۹۳۱ء میں رکھی اور اس کی تکمیل ہو جانے پر ۱۹۳۳ء میں خاکسار نے اس کا افتتاح کیا۔ پھر وہاں ہمارا پریس ہے۔ ماہوار رسالہ البشیر جاری ہے جسے میرے بعد برادر محمد مولانا محمد سلیم صاحب فاضل شایع کرتے رہے۔ وہاں سے یہ دو نصاب لے اور دیگر اقوام کو اسلام و احمدیت کا پیغام پہنچایا جا رہا ہے جیل کرمل پر احمدیوں کی ایک نہایت مخلص جماعت موجود ہے۔ میرے دل میں یہ طور لکھتے وقت ان دو رافقاؤں بزرگوں، بھائیوں اور بہنوں کے لئے انکے اخلاص کے باعث جذباتِ اقلناں موجزن ہیں۔ اس وقت وہاں پر اخو محمد مولانا محمد شریف صاحب مولوی فاضل تبلیغ کے انچارج ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کا حامی و ناصر ہو۔ امین ان حالات میں کونسا منصف مزاج انسان کہہ سکتا ہے کہ قَسْتِیْعٌ یَسْؤَمُ یُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ قَرِیبٍ سے اگر جیل کرمل مراد ہو تو اس کا مصداق بہائی تحریک ہے اور سلسلہ احمدیہ نہیں؛ یقیناً ایسا کوئی نہیں کہہ سکتا۔

(۶) آیت وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلٰیٰنَا
سوال۔ قرآنی معیار وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلٰیٰنَا
کامعیار اور مہاء اللہ بَعْضَ الْاَقَادِیْلِ لَا خَذْنَا مِنْهُ بِالْیَمِیْنِ
ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِیْنَ ہ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عِنْدَهُ جَاحِزِیْنِ (فتح)
کے روئے تینیس سال تک مہلت پانا مدعی کی صداقت کی دلیل ہے۔ کیا اس معیار کے روئے بہاء اللہ کو بھی صادق مانا جا سکتا ہے؟

جواب۔ بہاء اللہ کو اس معیار قرآنی کے روئے ہرگز صادق نہیں مانا جا سکتا۔ چنانچہ اس نے خود بھی کبھی اس معیار کے مطابق اپنے سچا ہونیکا دعویٰ نہیں کیا۔ اس کی کسی کتاب میں یہ مذکور نہیں کہ مجھے لو تقول علینا کے معیار پر پرکھ لو۔

جواب۔ بہاء اللہ مدعی الوہیت تھا۔ مدعی نبوت و رسالت نہ تھا۔ اور لو تقول علینا کا معیار نبوت و رسالت کے مدعی کے لئے ہے۔ بہاء اللہ کا مدعی نبوت نہ ہونا

اور مدعی الوہیت ہونا ہم گزشتہ صفحہ میں ثابت کر چکے ہیں۔ آیت کا لفظ "تقول علینا" اس معیار کو اس مدعی سے مخصوص کرتا ہے جو الوہیت اور ربوبیت کا دعویٰ ادا نہ ہو۔ مدعی الوہیت کیلئے قرآن مجید فرماتا ہے۔ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا مِنْ دُونِ الَّذِي كَفَرَ بِهٖ وَنَجِّنِي لِيُجِزِيَ الْكٰفِرِيْنَ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُشْرِكِيْنَ الْمُبْتَدِئِيْنَ وَالْمُشْرِكِيْنَ الْمُبْتَدِئِيْنَ وَالْمُشْرِكِيْنَ الْمُبْتَدِئِيْنَ وَالْمُشْرِكِيْنَ الْمُبْتَدِئِيْنَ۔

جواب۔ آیت کا حصہ فَمَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ بتلانا

ہے۔ کہ یہ اس مدعی کے متعلق ہے جو بر ملا دعویٰ کرے۔ یہاں اسد تو خود تفسیر کرتا تھا اور اپنے اتباع کو تفسیر کا حکم دیتا تھا۔ اسکی ماموران ربانی کی طرح دعویٰ ہی نہیں کیا۔

جواب۔ لفظ "بَعْضَ الْأَقْوَامِ" بتا رہا ہے۔ کہ یہ مدعی معین کلمات پیش کر کے انہیں خدائی الہام قرار دے۔ مگر یہاں اسد نے کبھی بھی معین کلمات پیش کر کے نہیں کہا کہ یہ اسد تعالیٰ کا قول ہے۔ نہ ہی وہ یا باب لفظی الہام کے قائل تھے۔ وہ تو برہمؤوں کی طرح ہر خیال کا نام الہام رکھتے تھے۔ اسکی کتب میں الہامات اور اسکا اپنا کلام ہرگز علیحدہ علیحدہ نہیں۔ اور یہاں اسد کا عقیدہ یہ ہے۔ کہ یہاں اسد کا ہر قول اور ہر تحریر الہام ہے۔ وہ اس کے خطوط کا نام الواح رکھ کر اسے الہامی کہتے ہیں۔

پس یہاں اسد ہرگز ہرگز معیار و لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا مِثَالِ الْفُلُكٰنِ کے مطابق صادق و مترار نہیں دیا جا سکتا۔ اگر یہاں اس معیار سے اسے سچا کہیں گے، تو انہیں سچ ازل کو بھی سچا ماننا پڑے گا۔ کیونکہ وہ دعویٰ کے بعد یہاں اسد سے بھی زیادہ عرصہ تک زندہ رہا۔

باقی رہا کامیابی کا سوال، تو زندگی بھر تو وہ بقول خود "ذلت کبریٰ" کا شکار رہا۔ جو شریعت بھی اسکی قرآن مجید کے مقابل جاری کرنی چاہی وہ ناکام رہی۔ اسکی وفات کے بعد بھی اسکی شریعت بہائیوں کے ہاتھوں حیرت کمان سے باہر نہیں آئی۔ بلکہ وہ اب تک اس کی

اشاعت کو ناجائز قرار دیتے ہیں۔ غرض بہاء اسد اپنے مقصد کے لحاظ سے زندگی میں بھی اور آج بھی ناکام رہا ہے۔ اس لئے اسے **وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا كَمَا سَأَلْتُمْ لَفَنَدْنَا** کہا جاسکتا۔

کبھی نصرت نہیں ملتی درمولی سے گندوں کو۔
کبھی ضایع نہیں کرتا وہ اپنے پاک بندوں کو

سوال۔ باب اور بہاء کی قبریں کہاں ہیں؟

جواب۔ بانی تاریخ میں لکھا ہے:-

(۷) **بَابُ** اور **بِهَاءُ** کی
قبریں کہاں ہیں؟

”جسم ہمایوں آں سرور را دوروز و دو شب در میدان انداختہ بعد ازاں در محلے دفن نمودند“

گویا بقول بابیاں با یک جسم ایران میں غیر معروف مقام پر مدفون ہے۔ بہائیوں کا دعویٰ ہے کہ:-

”حضرت باب کی شہادت کے بعد آپ کے جسد مبارک کو بچ آپ کے ساتھی کی نعل کے شہر کے باہر خندق

کے کونے میں پھینک دیا گیا۔ دوسری شب کو اسی رات کے وقت کچھ باہی اٹھا لائے اور سالہا سال

تک ایران میں پوشیدہ مقامات پر رکھنے کے بعد آخر کار نہایت خطرہ اور تکلیف کیساتھ ارض

مقدس میں لے آئے۔“

بہاء اسد کی قبر عکاء سے باہر بھجے کے باغیچے میں ہے جیل کرمل میں نہیں۔

ایک بہائی کہتا ہے **عہ ما بین لبنان و کرمل ہجرتہ + فیہا مقام بہاء ذی الآلاء**

ان جواہرات سے ظاہر ہے۔ کہ بہائی تحریک کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ قرآن مجید سے

بہائیت کی تائید میں کوئی استدلال نہیں ہو سکتا۔ **فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ**



فصل دہم

بہائیت اور احمدیت

دشمن امتیازی فرق!

تیرہویں صدی ہجری میں اسلام کے خلاف جو کوششیں ہوئیں، ان میں سے ایک خطرناک تحریک بابیت و بہائیت کی تحریک ہے۔ اس تحریک نے اسلام کی امتیازی خوبیوں کو ملیا میٹ کرنے کے لئے پوری کوشش کی۔ بہائیت نے مخالفین اسلام کی ہمتوٹی میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس تحریک کے بد اثرات کے ازالہ اور اسلام کے دنیا میں پھیلانے کے لئے تحریک احمدیت کو قائم کیا۔ بہائیت اور احمدیت اپنے مقاصد اور ذرائع کے اعتبار سے بالکل متضاد تحریکیں ہیں۔ بہائی تحریک پر تبصرہ کی تکمیل کیلئے ضروری ہے کہ ان ہردو تحریکوں کے نقطہ نگاہ میں موازنہ کیا جائے۔ بعض لوگ کوتاہ فہمی یا شہادت سے یہ کہتے ہیں کہ احمدیت بہائیت کی نقل ہے۔ اس موازنہ سے ایسے لوگوں کی غلط بیانی کا بھی ازالہ ہو جائیگا۔

توحید الہی

بہائیت اور احمدیت میں پہلا فرق یہ ہے کہ بہائیت اللہ تعالیٰ کی توحید کو اس طرح مسخ کرتی ہے جس طرح اس سے پہلے محرف عیسائیت کر چکی ہے۔ اہل باہائی کہتے ہیں:۔

”علمائے سوئیہ و سائر بلاد مشرق حضرت عیسیٰ را دارای دو طبیعت و مشیبت دانستند
واں عبارت است از مشیبت لاموت و مشیبت ناسوت یعنی الوہیت و بشریت۔“^۱

کہ عیسائی لوگ شام اور دیگر مشرقی ممالک میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ حضرت مسیحؑ میں دو طبیعتیں موجود تھیں
یعنی مشیت لائوت اور مشیت ناسوت۔

بعینہم اسی رنگ میں بہائی بہاء امد کو الہ ماننے ہیں۔ جیسا کہ گذشتہ ایک فصل میں مفصل
بیان کیا جا چکا ہے۔ دروس الہیہ میں صاف طور پر لکھا ہے۔ کہ بہاء امد میں حقیقت الہیہ
اور جنبہ ناسوتی موجود تھا۔ اور عبد البہاء حقیقت الہیہ سے پیدا ہوئے تھے اور دوسرے لڑکے
ناسوتی جنبہ سے۔

بہائیت نے جو توحید کی تعریف کی ہے۔ وہ بہاء امد کی وحدانیت میں داخل ہے۔
اسی سلسلہ میں بہاء امد کا قول ہے کہ :-

”انا فدیتا الابن وما اطلع بما اراد ربك لا جبریل ولا الملائكة
المقربین“

ترجمہ۔ ہم نے بیٹے کو بطور کفادہ پیش کر دیا۔ اور جبریل اور مقرب فرشتوں کو بھی خدا کے ارادہ کی
اطلاع نہیں ہوئی۔

عبد البہاء افندی حضرت مسیحؑ کے متعلق لکھتے ہیں :-

”واذ برائے بشد جان خود را فدا کرد“

کہ انہوں نے انسانوں کی خاطر اپنی جان قربان کر دی۔

اسکے مقابل سلسلہ احمدیہ امد تعالیٰ کی کامل توحید کا قائل ہے۔ بانی سلسلہ احمدیہ تحریر فرماتے ہیں :-

”ایک قادر و قیوم اور خالق الکل خدا ہے۔ جو اپنی صفات میں ازلی ابدی اور غیر متغیر ہے۔ نہ وہ

کسی کا بیٹا، نہ کوئی اس کا بیٹا۔ وہ دکھ اٹھانے اور صلیب پر چڑھنے اور مرنے سے پاک ہے۔

..... اس کی توحید زمین پر پھیلانے کیلئے اپنی تمام طاقت سے کوشش کرو۔“

بہائی عملی طور پر بہاء امد کی قبر کو سجدہ کرتے ہیں۔ اور احمدی کسی غیر امد کیلئے سجدہ کو جائز نہیں سمجھتے۔

اور نہ ہی کسی قبر پر سجدہ کرتے ہیں۔ گویا بہائیت اعتقاداً و عملاً شرک قائم کرتی ہے اور احمدیت کی غرض و غایت توحید کا قیام ہے۔

مقامِ محمدیت

موجودہ بہائی عقیدہ یہ ہے کہ سب نبیوں میں سے حضرت یحییٰ افضل ترین ہیں۔ اسی لئے بہائی بہاء اسد کی افضلیت کے سلسلہ میں حضرت یحییٰ سے مشابہت کا ذکر کیا کرتے ہیں۔
عبدالہباء لکھتے ہیں :-

”حقیقت یہ ہے کہ کلمۃ اسراست البتہ من حیث الذات والصفات والشرف تقدم پر کائنات است“
مگر احمدیت کے نزدیک تمام نبیوں کے سردار سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ چنانچہ بانی سلسلہ احمدیہ کا الہام ہے :-

”پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار“

بیز حضور نجر برفر مالتے ہیں :-

”یہ کیفیت صرف دنیا میں ایک ہی انسان کو ملی ہے۔ جو انسان کامل ہے جس پر تمام سلسلہ انسانیت کا ختم ہو گیا ہے۔ اور دائرہ استعداد بشریہ کا کمال کو پہنچا ہے۔ اور وہ حقیقت پیدائش الہی کے خط تمتد کی اعلیٰ طرف کا آخری نقطہ ہے۔ جو ارتقاء کے تمام مراتب کا انتہا ہے۔ حکمت الہی کے ہاتھ نے ادنیٰ سے ادنیٰ خلقت سے اور اسفل سے اسفل مخلوق سے سلسلہ پیدائش کا شروع کر کے اس اعلیٰ درجہ کے نقطہ تک پہنچا واپس ہے جس کا نام دوسرے لفظوں میں محمد ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم“

پھر نجر برفر مالتے ہیں :-

”اس را حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی۔ اور انتہائی درجہ پر پوری نوع کی ہمدردی میں اسکی جان گزار ہوئی۔ اسلئے خدا نے جو اسکے دل کے راز کا واقف تھا۔ اسکو تمام

انبیاء اور تمام اولین و آخرین پر فضیلت بخشی۔ اور اسکی مرادیں اسکی زندگی میں اسکو دیں۔
 غرض بہائیت بہاء اللہ کو خدا اور جملہ انبیاء میں سے مسیح کو سب سے افضل جانتی ہے۔ مگر
 احمدیت مقام محمدیت کو سب انبیاء کے مقام سے بالاتر مانتی ہے۔ اور ہر احمدی حضرت مسیح موعود
 علیہ السلام کے الفاظ میں کہتا ہے کہ

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
 نام اس کا ہے محمد دلیر مراد یہی ہے

(۳) قرآن مجید

قرآن مجید کے متعلق بہائی عقیدہ یہ ہے کہ وہ ایک منسوخ شدہ کتاب ہے۔ اب
 اس کی پیروی سے نجات نہیں مل سکتی۔ لکھا ہے :-

”شریعت فرقان بطور مبارکش منسوخ شد۔“

مگر احمدیت کی بنیاد اللہ تعالیٰ نے اس عقیدہ پر رکھی ہے۔ کہ قرآن مجید کا ایک حرف بلکہ ایک نقطہ بھی
 منسوخ نہیں ہوا۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں :-
 ”خدا اس شخص کا دشمن ہے۔ جو قرآن شریف کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہے۔ اور محمدی شریعت
 کے برخلاف چلتا ہے۔ اور اپنی شریعت چلانا چاہتا ہے۔“

پھر تحریر فرماتے ہیں :-

”تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے۔ کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت
 نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی۔ تمہارے ایمان کا مہدق یا مکذب قیامت کے دن
 قرآن ہے۔ اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں جو بلا واسطہ قرآن
 تمہیں ہدایت دے سکے۔“

کیا کوئی انصاف پسند انسان کہہ سکتا ہے کہ احمدیت بہائیت کی نقل ہے۔ حالانکہ احمدیت بہائی عقاید کے زہر کیلئے سراسر تریاق کا حکم رکھتی ہے۔ کیا بہائیت کی روکا وہ لوگ مقابلہ کریں گے، جو خود قرآن میں منسوخ آیات کے قابل ہیں۔ یا وہ مقدس جماعت اس فتنہ کو فرو کرے گی۔ جو قرآن مجید کے غیر منسوخ اور زندہ کتاب ہونے پر یقین رکھتی ہے؟

(۳)

خاتم النبیین

بہائی کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ ایک بہائی مبلغ لکھتا ہے: "بعقیدہ جمیع ملت اسلام نبوت ختم است یعنی دینے کے ناسخ میں دین با شد از جانب خدا نازل نخواهد شد۔"

یعنی تمام مسلمانوں کے نزدیک ختم نبوت کا مفہوم یہ ہے کہ اب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسا کوئی دین نازل نہ ہوگا۔ جو اسلام کو منسوخ کرنے والا ہو۔

مسلمان فرقوں کے اس عقیدہ کو ذکر کر تیکے بعد بہائی مبلغ لکھتے ہیں:-

"نه لفظ خاتم النبیین دلالت دارد کہ شریعت دیگر بعد از شریعت نبویہ ظاہر نہ گردد و نہ کلمہ

لانی بعدی مشعر بر اینکه صاحب امرے بعد از حضرت رسول ظاہر نشود۔"

کہ ہمارے نزدیک نہ لفظ خاتم النبیین اور نہ ہی کلمہ لانی بعدی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آئندہ کوئی شریعت نہ آئے گی یا کوئی شارع بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر نہ ہوگا۔

عام مسلمانوں کے عقیدہ کے متعلق دوسری جگہ لکھا ہے:-

"کلمہ مبارک خاتم النبیین را برای منحنی حمل مینمایند کہ رسولے و نبی دیگر بعد از حضرت رسول

علیہ السلام ظاہر نخواهد شد۔"

کہ وہ خاتم النبیین سے استدلال کرتے ہیں، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی اور رسول نہ آئے گا۔

یہاں شیوں کا عقیدہ نبوت کے متعلق یہ ہے کہ :-

”اہل بیاء ووزیر نبوت کو ختم جانتے ہیں امت محمدیہ میں بھی نبوت جاری نہیں سمجھتے“

خلاصہ یہ کہ غیر احمدی مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ نہ نئی شریعت آسکتی ہے۔ اور نہ کوئی تابع شریعت محمدیہ نبی آسکتا ہے۔ اسلام کے فیضان کا دروازہ بند ہے۔ یہاں کہتے ہیں۔ کہ بیشک نبی نہ آئیں گے۔ اور نہ ہی اسلام کے تابع کوئی نبی ہوگا۔ ہاں اب اسلامی شریعت منسوخ ہو کر نئی شریعت آگئی ہے۔ گویا اسلام کے فیضان کا دروازہ ہی بند نہیں ہوا بلکہ یہ مکان بھی گر گیا ہے۔ مگر احمدیت ان دونوں کے خلاف یہ صحیح عقیدہ پیش کرتی ہے۔ کہ نہ تو اسلام کا مکان گر گیا ہے نہ نئی شریعت کی ضرورت پیش آئے کیونکہ اس گھر کا نگران خود خدا تعالیٰ ہے۔ اور نہ ہی اس مکان کا دروازہ بند ہوا ہے نہ تابع شریعت محمدیہ انبیاء کا آنا مسدود ہے۔ آنحضرت کی اتباع و اطاعت میں نبی ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ
مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَ
حَسَنَ أَوْلِيَٰكَ رَفِيقًا ۗ

ترجمہ۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کریں گے وہ ان لوگوں کے ہم مرتبہ ہوں گے جن پر اللہ انعام کر چکا ہے یعنی نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کے۔ یہ لوگ اچھے رفیق ہیں۔“

باقی سلسلہ احمدیہ تحریر فرماتے ہیں :-

”اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا۔ اور بغیر

شریعت کے نبی ہو سکتے ہیں۔ مگر وہی جو پہلے امتی ہوئے
 خلاصہ یہ کہ بہائیت کا نقطہ نگاہ تخریبِ اسلام ہے۔ اور احمدیت کا مقصد تعمیرِ اسلام
 ہے۔ وَالطَّرْفُ بَيْنَهُمَا بَيْنٌ

(۵) حیات و وفات مسیحؑ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات و وفات کے متعلق بہائیت کا عقیدہ دو رنگی رکھتا ہے
 بہاء اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قلع چہارم پر زندہ مانا ہے۔ جیسا کہ عام غیر احمدی مانتے
 ہیں۔ بہاء اللہ نے لکھا ہے :-

(۱) "وآرد مشدیراں جمال اقدس آنچه کہ اہل فردوس نوحہ نمودند و بقسمہ بر آنحضرت امر صعب شد کہ
 سختی جلالہ یارادہ عالیہ سہار چہارم صعوبت و مشد داد"

ترجمہ کہ حضرت عیسیٰ پر اتنے مصائب آئے کہ اہل فردوس بھی نوحہ کرنے لگے۔ اور ان پر اتنی سختی ہوئی۔
 کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ارادہ کے ماتحت ان کو چوتھے آسمان پر اٹھالیا۔

(۲) "ضاقتم علیہ الارض بسعتها الی ان عرجہ اللہ الی السماء"

ترجمہ حضرت عیسیٰ پر زمین فراخ ہونیکے باوجود تنگ ہو گئی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انکو آسمان پر اٹھالیا۔
 مگر عبدالبہاء افندی نے عیسائیت کے زیر اثر حضرت مسیحؑ کو مقتول و مصلوب تسلیم کیا ہے۔

لکھتے ہیں :-

(۱) "و دوست یہود افتاد و اسیر ہر ظلم و جہول گردید و عاقبت مصلوب شد"

(۲) "البتہ مقتول و مصلوب گردد۔ لہذا حضرت مسیحؑ در وقتہ کہ اہل ہارام فرمودند جان را فدا کردند"

یعنی حضرت عیسیٰ یہودیوں کے ہاتھ میں پڑ کر مصلوب و مقتول ہو گئے اور انہوں نے اپنی جان کو فدا کر دیا۔
 گو یا بہاء اللہ حضرت عیسیٰ کو آسمان پر زندہ مانتے تھے۔ اور عبدالبہاء ان کی صلیبی موت کے

قائل تھے۔ اور انہیں مصلوب و مقتول قرار دیتے تھے۔ احمدیت بہائیت کے ان عقائد کے خلاف یہ عقیدہ پیش کرتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیبی موت سے نہیں مرے اور نہ مقتول ہوئے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَا قَاتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ۔ مگر وہ جسم سمیت آسمان پر بھی زندہ موجود نہیں۔ کیونکہ ان کی توفی ہو چکی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا نُنَبِّئُكَ إِلَّا بِرَسُولٍ مِّن قَبْلِهِ الَّذِي سَلَّمَ (آل عمران) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے آنیوالے سب رسول فوت ہو چکے ہیں۔ بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں کہ

ابن مریم مر گیا حق کی قسم + داخل جنت ہوا وہ محترم
کیا اس قسم کے فرق کے باوجود بھی کوئی منصف مزاج کہہ سکتا ہے کہ احمدیت بہائیت سے ماخوذ ہے؟ ہاں یہ بات واضح ہی ہے کہ اس سلسلہ میں کونسا عقیدہ صحیح اور درست ہے؟ مسیح کو جسم سمیت زندہ آسمان پر ماننا یا صلیب پر مقتول مان کر ملعون قرار دینا (نحوہ بالاسد) یا ان کو باقی اندیہ کی طرح طبعی موت سے فوت شدہ ماننا۔ ای الفرق یقین الحق بالامن ان کنتم تعلمون۔

(۶)

لفظی الہام

الہام کے متعلق بہائی عقیدہ یہ ہے کہ لفظی الہام نہیں ہوا کرتا۔ بہاؤ اللہ نے لکھا ہے۔

”ان کلام اللہ عزوجل اعلیٰ واجل من ان یکون مما

تدرکہ الحواس“

کہ کلام الہی اس سے بالا ہے کہ اسکا ادراک حواس انسانی کر سکیں۔ پھر اسی جگہ لکھا ہے۔

”انه ظهر من غیر لفظ و صوت“

کہ الہام الہی نہ الفاظ میں ہوتا ہے۔ اور نہ اس کی آواز ہوتی ہے۔

لہ مجموعہ اقدس

یاب کی کتابوں کے ذکر پر لکھا ہے:-

”انہوں نے ان تالیفات کو الہامی صحیفوں اور کلام فطری کے نام سے موسوم کیا ہے۔ اور تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ فرشتہ کے ذریعے اپنے اوپر وحی اترنے کا انہوں نے دعویٰ یا نکل نہیں کیا۔“

بہائیوں کے اس عقیدہ کا اثر قرآن مجید کے الفاظِ خداوندی ہونیکے علاوہ دیگر الہامات پر بھی پڑتا ہے۔ اور وحی کی حقیقت بالکل مشتبہ ہو جاتی ہے۔ احمدیت کا یہ عقیدہ ہے کہ زیادہ جلی وحی و الہام الفاظ الہی میں ہوتا ہے۔ اور وہ زندہ کلماتِ مسخ کی طرح انسان کے دل میں دھنس جاتے ہیں۔ باقی سلسلہ احمدیہ نے اس مسئلہ پر اپنی مختلف کتابوں میں بحث کی ہے۔ رسالہ ”برکات الدعاء“ میں سرسید کے خیالات کی ترویج کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں

”سوال یہ ہے کہ کیا انبیاء کی وحی کی بھی یہی حقیقت ہے۔ کہ وہ بھی درحقیقت ایک ملکہ فطرت ہے جو اس قسم کے انعام سے فیضیاب ہوتا رہتا ہے۔ جسکی تفصیل ابھی بیان ہوئی ہے۔ اگر صرف اتنی ہی بات ہے تو حقیقت معلوم شد کہ کیونکہ انبیاء کی وحی کو صرف ایک ملکہ فطرت قرار دیکر پھر انبیاء اور اسی قسم کے دوسرے لوگوں میں ماہ الامتیاز قائم کرنا نہایت مشکل ہے۔۔۔۔۔ پھر خود قرآن اہد حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی بھی ایک فرق ہے۔ اور اسی فرق کی بناء پر حدیث کے الفاظ کو اس چشمہ سے نکلا ہوا قرار نہیں دیتے جس چشمہ سے قرآن کے الفاظ نکلے ہیں۔“

پس انبیاء کی وحی کے لفظی ہوتے یا نہ ہوتے میں احمدیت اور بہائیت کا اختلاف ہے۔ ایسی تباہی پر باقی سلسلہ احمدیہ نے اپنے الہامات میں خدائی الفاظ معین طور پر پیش کئے ہیں۔ مگر بہاء اللہ کی کتابوں میں اس کا کوئی نمونہ موجود نہیں۔

(۷)
ملائک

اہل بہائے کے نزدیک جب الہام و وحی صرف ملکہ فطرت کا نام ٹھہرا۔ تو یقیناً وہ ملائکہ کی بھی وہ تشریح نہ کریں گے، جو اسلام نے کی ہے۔ بہائی لوگ ملائکہ کے روحانی وجود اور ان کے وحی لانیکے منکر ہیں۔ وہ صرف نیک لوگوں کو ملائکہ قرار دیتے ہیں مگر احمدیت ملائکہ کے روحانی وجود کی بھی قائل ہے۔ اور ان کے ذریعہ وحی اترنے کی اقراری ہے۔

(۸) قیامت

بہائی لوگوں کے نزدیک دنیا کا یہ نظام ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ وہ اس قیامت کے قائل نہیں جسے اسلام نے پیش کیا ہے۔ وہ صرف نبیوں کی بعثت کو قیامت کہتے ہیں۔ لیکن سب انسانوں کے سر کر اٹھنے اور جزاء و سزا کیلئے پیش ہونیکو نہیں ملتے تفصیلی بحث کا یہ موقعہ نہیں۔ میں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ احمدیت اس بارے میں بھی بہائیت سے مختلف ہے۔ احمدی نقطہ نگاہ سے اس دنیا کے سلسلہ کا ضرور خاتمہ ہوگا۔ اور یہ حادث نظام ایک دن فنا ہو جائیگا۔ تب حشر اجساد ہوگا۔ بلاشبہ احمدیت روحانی قیامت کی قائل ہے۔ جو نبیوں کے آئیے برپا ہوتی ہے قرآن و حدیث میں اسکا ثبوت موجود ہے۔ علماء سلف اسے مانتے آئے ہیں مگر احمدی لوگ بہائیوں کی طرح جہانی قیامت اور حشر اجساد کے منکر نہیں۔

(۹) خلفائے ثلاثہ

یابیت اور بہائیت کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت کے حقدار حضرت علیؑ تھے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے از رو غصبِ خلافت پر قبضہ کر لیا تھا اس بنا پر باہنی اور بہائی لوگ شیخین اور دو مسک بزرگ صحابہؓ کو کالیاں دیتے ہیں اور انہیں جہنمی مانتے ہیں۔ نعوذ باللہ من ذلک اعلیٰ محمد بائی نے لکھا ہے: ”دور صدر اسلام تا ہفت سال بغیر امیر المؤمنین کسے مومن رسول اللہ نشد و اتفاقاً لصالاً و آنچه بعد شد اگر صادق بود در یوم عروج رسول اللہ خارج گشت کہ تفرغ زیادہ نماز از اصحابؓ، گویا حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نعوذ باللہ مومن نہ تھے ہنفاق تھے اور پھر مرتد ہو گئے تھے۔“
دوسری جگہ باب نے لکھا ہے: ”اگر ارموز کے نظر در دیدہ شجرہ قرآن کند بیقین مشاہدہ میکند کہ پنج حروف نفی چگونہ در آید

تحت الشری المضمحل شدہ کہ اول وثانی وثالثہ رابع و خامس پانچ حروف کے ولادت بر اثبات میسند چہ کہ نہ د علیٰ علیہ السلام متع شدہ
 کہ محمد و علی و فاطمہ و حسن و حسین باشند۔ یعنی بائیں پانچ حروف اثبات قرار دیئے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علیؑ حضرت
 فاطمہؑ حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ حروف اثبات ہیں۔ انکو بائیں جنت میں قرار دیا ہے۔ اسکے مقابل پانچ حروف نفی
 قرار دیئے ہیں اور نہین جنہی اور سفلی السافلین میں رہنے والے بنایا ہے۔ اس مقام پر بائیں حروف نفی کو دوزخی قرار دیا ہے۔
 مگر خود سبک انکی تعیین نہیں کی دوسرے موقع پر بائیں موع مزاجانی کاشانی نے اسکی تصریح کی ہے۔ لکھا ہے :-
 ”روئے رسول خدا یا شاہ ولایت ثلوث فرمودہ و خبر از امورا ایندہ میداند کہ اسے علیؑ جبرئیل امین مرا خبر دہند کہ
 بعد از حروف اول از حروف نفی خصب خلقت نماید و حرف دوم نصرت اور نماید“

ترجمہ۔ ایک دن رسول کریم صلعم نے حضرت علیؑ کو مستقبل کی خبریں دیں۔ اور فرمایا کہ اے علیؑ جبرئیل نے مجھے بتایا ہے کہ میرے بعد
 حروف نفی میں ہر حرف اول خلافت کو خصب کرے گا۔ اور اس بائیں میں حرف دوم اسکی مدد کرے گا۔
 اس کے ساتھ صاف معلوم ہوتا ہے کہ بائیں اور بہائیوں کے نزدیک حضرت ابو بکر صدیقؓ حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمانؓ
 حروف نفی میں ہی ہیں حضرت معاویہؓ اور یزیدؓ کو ظاہر شیعہ، بائیں اور بہائی پانچ حروف نفی قرار دیتے ہیں اور الیاسان میں
 بائیں حروف نفی کو جہنمی لکھا ہے۔ بعض ظاہر ہو کہ بائیں اور بہائیوں کا خلفاء ثلاثہ کے متعلق کیا مذہب ہے؟
 باقی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خلفاء ثلاثہ کو بھی برحق اور صادق قرار دیا ہے اور خلافت میں
 اسی ترتیب کو صحیح قرار دیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے فعل وقوع پذیر ہوئی ہے۔ ایسا یہاں کی کتاب میں خلافت قابل دید ہے دوسری
 کتب میں بھی حضورؐ نے اس بات کو بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ حضورؐ نے فرماتے ہیں :-

- (۱) ”جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بی وقت سمجھی گئی اور بہشت باور پیشین دان مرتد ہو گئے۔ خدا تعالیٰ
 نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دیکھا کہ وہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نایاب دھڑے ہونے سے بچا لیا اور
 اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا ولینکم دینکم الذی ارتضیٰ لکم ولینکم دینکم من بعد منو فرمہم انما ۛ
 (۲) ”دفن بجوار رسول اللہ جلان مکانا صالحین مطہرین مقربین طیبین وجعلہما اللہ

رفقا و رسولہ فی الخیرۃ و بعد الحیون ۛ

ترجمہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وہ ایسے شخص دن ہوئے ہیں جو مطہر تھے مقرر تھے پاکیا تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو دوزخ سے

میں بھی اور وفات کے بعد بھی اپنے رسول کے رفقہ میں سے بتایا ہے۔
 (۳) اظہر علی نبی ان الصدیق والقادر وق عثمان کانوا من اهل الصلاح والایمان وکانوا من الذین
 اکتموا حرمہم کہ لو بکرہ عمر بن عثمان بنیک پاک اور بکرہ یثربہ خدا تھے۔
 ان جو اہل بیت تھے ان کے سلسلہ میں مختلف مذاہب کو بھی پاک اور ظاہر اور برحق خلفے بنا دیے اور عقیدہ باہریت بہائیت کے مرتجع مخالف ہے۔

آئندہ پروگرام

بہائیت پروگرام یہ ہے کہ ایسے اہل نامی شریعت دنیا سے مرٹ جائے اور بہائی شریعت دنیا میں قائم ہو جائے۔
 بہائی لوگ اس پروگرام کو پورا کرنے کے لئے کوشش میں ہیں سلسلہ آئندہ یہ ہے کہ باقی نئے اعلان فرمایا ہے کہ :-
 ”مجھے دکھلایا گیا اور بتلایا گیا اور سمجھایا گیا ہے کہ دنیا میں فقط اسلام ہی حق ہے۔“

پھر پھر فرماتے ہیں :- ”اب زمانہ آگیا جس میں خدا ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ وہ رسول محمد عربی جسکو کالیان کی گیش
 جسکے نام کی بھرتی کی گئی جسکی تکذیب میں قدرت پادریوں نے کسی لاکھ کتابیں اس زمانہ میں لکھ کر شائع کر دیں۔
 وہی سچا اور سچوں کا سرور ہے اسکے قبول میں جس سے زیادہ انکار کیا گیا۔ مگر آخر اسی رسول کو تاج عزت پہنایا
 گیا۔ اسکے غلاموں میں سے ایک میں ہوں جس سے خدا مکالمہ مخاطبہ کرتا ہے۔“

اپنے زمانہ وفات کو قریب پا کر جماعت کو بطور وصیت فرماتے ہیں :-

”خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام ریحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا
 ان سبکو جو نیک فطرت کہتے ہیں تو یہ کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو وین احمد پر جمع کرے یہی خدا تعالیٰ
 کا مقصد ہے جس کیلئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نہ جی اور خلاق اور عاقل اور ذہین اور
 آگ اور پانی یا زہر اور ذریعہ کے اور کوئی نسبت قائم نہیں۔“

احمدیہ بیرونی کا ملاحظہ ہے اور اسی شاندار پروگرام کو پورا کرنے کے لئے جماعت احمدیہ کے مروجہ مشرق
 و مغرب میں سچی کر رہے ہیں۔

ان امور عشرہ سے ظاہر ہے کہ عقائد و اعمال ہر دو لحاظ سے بہائیت اور احمدیت میں بجز
 آگ اور پانی یا زہر اور ذریعہ کے اور کوئی نسبت قائم نہیں۔

خاتمہ

جماعتِ اجماع کے موجودہ امام ایدہ ابن عبد العزیز کی طرف سے بہائیوں کے موجودہ عقیدے کی دعوتِ مقابلہ

(۱)

بہاءِ اللہ نے لکھا ہے: ”من یدعی مرا قبل اتمام الف سنتہ کاملۃ انہ کذاب مفتر نسال اللہ بان یؤیدہ علی الرجوع ان تاب انہ هو التواب وان اصر علی ما قال یبعث علیہ من لا یرحمہ انہ شدید العقاب“

اس معیار کے روح سے بہائیوں کا فرض تھا کہ باقی سلسلہ احمدیہ حضرت میرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا کا برگزیدہ انسان یقین کرتے کیونکہ آپ نے بہاءِ اللہ کے بعد دعویٰ کیا اور خدا کے الہام پر اپنے دعویٰ کی بنیاد رکھی اگر آپ نعوذ باللہ مفتری مجتہد تھے تو آپ پر شدید عذاب نازل ہوتا۔ مگر ایسا نہیں ہوا بلکہ آپ اپنے مقصد میں کامیاب و کارن ہوئے پس بہائیوں پر بہاءِ اللہ کے مقرر کردہ معیار کے لئے سے بھی حجت پوری ہو گئی۔

(۲)

حضرت سید محمد عود علیہ السلام نے روحانی مقابلہ کیلئے تمام مخالفین اسلام کو بلا یا حضورؐ تحریر فرماتے ہیں:-

”خدا نے اس زمانہ میں ارادہ کیا ہے کہ اسلام جسے دشمنوں کے ہاتھ سے بہت مدت اٹھائے ہیں وہ اب سر تو تازہ کیا جائے اور خدا کے نزدیک جو اسکی عزت ہو وہ آسمانی نشانوں کے ذریعہ سے ظاہر کی جائے میں سچ کہتا ہوں کہ اسلام ایسے بیہوشی طو پر سچا ہو گا اگر تمام کفار روئے زمین نے عا کر نیکی لئے ایک طرف کھڑے ہوں اور ایک طرف صرف میں اکیلا اپنے خدا کی جناب میں کسی امر کیلئے رجوع کروں تو خدا میری ہی تائید کریگا“

اگر نعوذ باللہ مذہبِ اسلام منسوخ ہو چکا تھا اور باقی سلسلہ احمدیہ نعوذ باللہ مفتری تھے تو بہائیت کے پیشواؤں کا فرض تھا کہ اس روحانی مقابلہ کی جرأت کرتے مگر وہ اسلام کے جبری کے مقابل پر انکی ہمت نہ کر سکے۔

(۳)

مذہبِ ایک روحانی طاقت ہی سو میں نے چاہا کہ بہائی تحریک پر تیسرہ میں معقولی و منقولی دلائل کے علاوہ

طالبانِ حق کیلئے ایک روحانی مقابلہ کا معیار بھی پیش کیا جائے۔ بہاءِ اللہ ۱۸۹۲ء میں فوت ہو گئے اور ۱۹۰۷ء

میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وصال ہو چکا ہے۔ اس لئے یہ مقابلہ اس وقت دونوں تحریکوں کے بانیوں میں تو ممکن نہیں لیکن دو لوگوں کے جانشین موجود ہیں جماعت احمدیہ کی قیادت حضرت مسیح موعودؑ کے لخت جگر سیدنا حضرت امیر المؤمنین اطال اللہ بقاءہ کے ہاتھ میں ہے اور بہائیوں کے موجودہ لیڈر جناب شوقی افذری ہیں جو اہل البہاء کے نواسے ہیں۔

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بزورہ نے ۱۹۱۷ء میں شملہ کی بلند چوٹیوں سے اعلان فرمایا تھا کہ :-
 ”میں حضرت مسیح موعودؑ کے بعد تمام دنیا کو چیلنج دیتا ہوں کہ اگر کوئی شخص ایسا ہو جسے اسلام کے مقابلہ میں اپنے مذہب کے سچا ہونیکا یقین ہو تو آئے اور آکر ہم سے مقابلہ کر لے مجھے تجربہ ہے کہ ذریعہ ثابت ہو گیا ہے کہ اسلام ہی زندہ مذہب ہے اور کوئی مذہب اسکے مقابلہ پر نہیں ٹھہر سکتا۔“

اُس کے چلکر فرمایا: ”انکو مقابلہ پر آنا چاہئے جو کسی مذہب یا فرقہ کے قائم مقام ہوں اس وقت دنیا کو معلوم ہو جائیگا کہ خدا کس کی دعا قبول کرتا ہے میں دعویٰ کرتا ہوں کہ ہماری ہی دعا قبول ہوگی افسوس ہے کہ مختلف مذاہب کے بڑے لوگ اس مقابلہ میں آئیے دیتے ہیں مرنے حق نہایت روشن طور پر کھل جاتا۔ اگر اس مقابلہ کیلئے مختلف مذاہب کے لوگ نکلیں تو انکو ایسی شکست نصیب ہوگی کہ پھر مقابلہ کرنے کی انہیں جرأت ہی نہ رہے گی۔“

ناظرین کرام! اس چیلنج پر تقریباً ربع صدی گزر چکی ہے مگر کسی مخالف اسلام لیڈر کو اسکی جرأت نہیں ہوئی کہ ہمارے مقابلہ کے میدان میں نکلے میں اتنے چیلنج حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بزورہ کی اجازت سے خاص طور پر بہائیوں کے موجودہ زعمیم جناب شوقی افذری کے نام شایع کرتا ہوں اور کتاب انکو حقیقا بھجوا رہا ہوں کیا وہ اس حافی مقابلہ کی جرأت کریں گے؟ اہل بہاؤ کو چاہئے کہ وہ جناب شوقی افذری کو اسکے لئے آمادہ کریں اس سے اسلام کے زندہ مذہب نیز احمدیہ عقائد کے برحق ہونیکا ایک اور نشانی ثبوت پیدا ہو جائیگا

میں اس دعوت پر اس سالہ کو ختم کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مجھ کو بھٹکے انسانوں کو صحیح راہ دکھائے اور اسلام کی اشاعت کے غیر معمولی سامان پیدا فرمائے۔ آمین۔ **وَآخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْمَعْلَمَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ**

خدا کا سہارا :- ابو العطاء جمال الدہری

۲۰ دسمبر ۱۹۳۳ء بروز جمعہ

قیمت ایک روپیہ

پبلشرس مولوی عنایت اللہ جالندھری احمدی نے باہتمام طبع و مطبع ضیاء الاسلام قادیان خلیفہ صلاح الدین
مہتمم نشر و اشاعت بھائی عبدالرحمن قادیانی پرنٹر چھپو اگر بیت العطاء قادیان سرشاریح کیا؟